مسائل و فضائل شعبان والرمضان

مع

احکام التراویح و لیلۃ القدر

شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن ھدی للناس

مرتب:

صاحبزادہ پیر سید محمد مصطفیٰ اشرف رضوی

امیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف

مسائل و فضائل شعبان و رمضان

مع

احکام التراویح و لیلۃ القدر

اور محافل مقدسہ میں چراغاں کرنے کا ثبوت اور مخالفین کے اوہام و شکوک کا مکمل ازالہ

صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف رضوی

ایم اے فاضل علوم اسلامیہ شہادۃ العالمیہ

امیر مرکزی دار العلوم حزب الاحناف ○ لاہور

RIZWAN KUTAB KHANA

رضوان کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838, 0300-9492310

Tel: 042-37114729

Web: www.hizbulahnaf.com

نام کتاب .... رسائل فضائل شعبان و رمضان

مرتب .... صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف رضوی (ایم-اے)

امیر مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

پروف ریڈنگ .... عبد الرحمن رضا قادری

صفحات 136

کمپوزنگ .... غلام یٰسین خاں

ناشر .... شعبہ تبلیغ مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

ہدیہ 100

ملنے کا پتہ

رضوان کتب خانہ

شعبہ تبلیغ مرکزی دار العلوم حزب الاحناف گنج بخش روڈ، لاہور

فون: 042-37114729,0300-8038838

بفیضان کرم:

خلیفہ و تلمیذ شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی

حضرت علامہ ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ رضوی مشہدی قدس سرہ العزیز

بانی مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

خلیفۂ اعلیٰ حضرت بریلوی امام اہلسنت سراج الفقہا مفتی اعظم

حضرت علامہ ابو البرکات سید احمد قادری رضوی مشہدی قدس سرہ العزیز

بانی و امیر مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

خلیفۂ اعلیٰ حضرت بریلوی امام اہلسنت مجاہد تحریک ختم نبوت مفسر القرآن

حضرت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری رضوی مشہدی قدس سرہ العزیز

آل نبی اولاد علی خانوادۂ امام علی رضا گل نایاب از ابو البرکات

حضرت علامہ صاحبزادہ پیر سید مسعود احمد رضوی مشہدی

مسند نشین آستانہ عالیہ قادریہ اشرفیہ برکاتیہ مرکزی دار العلوم حزب الاحناف ○ لاہور

بفیضان نظر:

صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف رضوی ایم اے فاضل علوم اسلامیہ شاہ تعلیم

امیر مرکزی دار العلوم حزب الاحناف ○ لاہور

فہرست

فضائل شعبان المعظم و الرمضان

مع

احکام التراویح و لیلۃ القدر

اور محافل مقدسہ میں چراغاں کرنے کا ثبوت اور مخالفین کے اوہام و شکوک کا مکمل ازالہ

تصنیف لطیف

خلیفہ و تلمیذ شاہ فضل الرحمٰن، گنج مراد آبادی

علامہ حضرت ابو محمد سید محمد دیدار علی شاہ رضوی مشہدی قدس سرہ العزیز

بانی مرکزی دار العلوم حزب الاحناف لاہور

باہتمام

صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف رضوی ایم اے

امیر مرکزی دار العلوم حزب الاحناف ۰ لاہور

رضوان کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838, 0300-9492310
Tel: 042-37114729
Web: www.hizbulahnaf.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

وعلیٰ آلک واصحابک یا سیدی یا حبیب اللہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولای صل وسلم دائما ابدا	علی حبیبک خیر الخلق کلهم
هو الحبیب الذی ترجی شفاعته	لکل هول من الاهوال مقتحم
محمد سید الکونین والثقلین	والفریقین من عرب ومن عجم
فان من جودک الدنیا وضرتها	ومن علومک علم اللوح والقلم

RIZWAN KUTAB KHANA

رضوان کُتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838, 0300-9492310

Tel: 042-37114729

Web: www.hizbulahnaf.com

تعارف مصنف

امام المحدثین حضرت علامہ مولانا

ابو محمد سیّد محمد دیدار علی شاہ محدث الوری رضی اللہ عنہما

۲۲ رجب المرجب

ولادت باسعادت

مرجع الفقہاء والمحدثین مولانا ابو محمد سیّد محمد دیدار علی شاہ ابن سیّد نجف علی ۱۲۷۳ھ/۱۸۵۶ء بروز پیر محلہ نواب پورہ الور میں پیدا ہوئے۔ آپ کے عمِ مکرم، باخدا بزرگ مولانا سیّد نثار علی شاہ نے آپ کی ولادت سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

''بیٹی! تیرے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جو دینِ مصطفوی کو روشن کرے گا اس کا نام دیدار علی رکھنا''۔

آپ کا سلسلۂ نسب حضرت امام موسیٰ رضا b تک پہنچتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد مشہد سے ہندوستان آئے اور الور میں قیام پذیر ہوئے۔

تعلیم

آپ نے صرف ونحو کی ابتدائی کتابیں الور میں مولانا قمر الدین سے پڑھیں، مولانا کرامت اللہ خاں سے دہلی میں درسی کتابوں اور دورۂ حدیث کی تکمیل کی۔ فقہ ومنطق کی تحصیل مولانا ارشاد حسین رام پوری سے کی' سندِ حدیث

مولانا احمد علی محدث سہارنپوری اور حضرت مولانا شاہ فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی
سے حاصل کی۔ حضرت شیخ الاسلام پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی اور مولانا وصی احمد
محدث سورتی آپ کے ہم درس تھے۔

آپ سلسلۂ نقشبندیہ میں حضرت مولانا فضل الرحمٰن گنج مراد آبادی کے مرید
اور خلیفہ تھے، سلسلۂ چشتیہ میں حضرت مولانا سیّد علی حسین کچھوچھوی اور سلسلۂ
قادریہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی i کے خلیفۂ مجاز ہوئے۔

حضرت مولانا سیّد دیدار علی شاہ اور صدرالافاضل مولانا سیّد محمد نعیم الدین
مراد آبادی کے درمیان بڑے گہرے دوستانہ مراسم تھے۔ ایک مرتبہ حضرت
صدرالافاضل نے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی i کا ذکر کیا اور ملاقات کی
رغبت دلائی۔ حضرت سیّد المحدثین نے فرمایا:

''بھائی مجھے ان سے کچھ حجاب سا آتا ہے، وہ پٹھان خاندان سے تعلق رکھتے
ہیں اور سنا ہے، طبیعت سخت ہے''۔

لیکن حضرت صدرالافاضل دوستانہ روابط کی بناء پر بریلی شریف لے ہی گئے،
ملاقات ہوئی تو حضرت مولانا نے عرض کی حضور مزاج کیسے ہیں؟ اعلیٰ حضرت نے
فرمایا:

''بھائی کیا پوچھتے ہو پٹھان ذات ہوں، طبیعت کا سخت ہوں''۔

کشف کی یہ کیفیت دیکھ کر مولانا کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، سرِعقیدت
نیازمندی سے جھکا دیا اس طرح بارگاہِ رضوی سے نہ ٹوٹنے والا تعلق قائم ہوگیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی i نے حضرت مولانا سیّد دیدار علی شاہ i اور
آپ کے قابل صد فخر فرزند مفتیٔ اعظم پاکستان مولانا سیّد ابوالبرکات i کو تمام کتب
فقہ حنفی کی روایت کی اجازت فرمائی اور اجازت و خلافت عطا فرماتے ہوئے تمام

اوراد و وظائف کی اجازت فرمائی۔ تکمیل علوم کے بعد ایک سال مدرسہ اشاعت
العلوم، رام پور میں رہے۔

۱۳۰۷ھ میں الور میں قوت الاسلام کے نام سے ایک دارالعلوم قائم کیا پھر
لاہور تشریف لاکر جامعہ نعمانیہ میں فرائض تدریس انجام دیتے رہے۔
۱۳۳۴ھ/۱۹۱۶ء میں علامہ مولانا ارشاد حسین رامپوری کے ایماء پر آگرہ میں شاہی
مسجد کے خطیب اور مفتی کی حیثیت سے تشریف لے گئے۔ ۱۳۴۰ھ/۱۹۲۲ء میں
دوبارہ لاہور تشریف لائے اور مسجد وزیر خاں میں خطابت کے ساتھ درس و تدریس
کا سلسلہ شروع کیا۔ ۱۳۴۳ھ/ ۱۹۲۵ء میں مرکزی انجمن حزب الاحناف قائم کی
اور دارالعلوم حزب الاحناف کی بنیاد رکھی جہاں سے سینکڑوں علماء، فضلاء اور مدرسین
پیدا ہوئے۔ آج پاکستان کا شاید ہی کوئی شہر یا دیہات ہوگا جہاں دارالعلوم حزب
الاحناف کے فارغ التحصیل علماء دینی خدمات انجام نہ دے رہے ہوں۔

حضرت کی ذات ستودہ صفات محتاج تعارف نہیں، بے باکی اور حق گوئی
آپ کی طبیعتِ ثانیہ بن چکی تھی، مخالفتوں کے طوفان آپ کے پائے ثبات کو جنبش
نہ دے سکے، دنیا کی کوئی طاقت انہیں مرعوب نہ کرسکتی تھی، علم و فضل کے تو گویا
سمندر تھے، کسی مسئلے پر گفتگو شروع کرتے تو گھنٹوں بیان جاری رہتا۔ سورۂ فاتحہ کا
درس ایک سال میں ختم ہوا۔ آپ کے خلوص و ایثار، زہد و تقویٰ، سادگی اور اخلاقِ
عالیہ کے مخالف و موافق سبھی معترف تھے۔ سنیت اور حنفیت کے تحفظ اور فروغ
کیلئے آپ نے نہایت اہم خدمات انجام دیں، غازی کشمیر مولانا سیّد ابوالحسنات
قادری i صدر جمعیت علماء پاکستان (i) اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا
ابوالبرکات سیّد احمد شیخ الحدیث دارالعلوم حزب الاحناف لاہور i آپ ہی کے فضل و
کمال کے عکس جمیل ہیں، آپ عربی، اُردو اور فارسی میں شعر بھی کہتے تھے، آپ کے

دیوان پختگی کلام پر شاہد ہیں۔

ہندو پاک میں آپ کی انتھک تدریسی کاوشوں کی بدولت بیشمار تلامذہ نے آپ سے علومِ دینیہ کی تعلیم پائی، آپ کے صاحبزادگان کے علاوہ چند تلامذہ کے نام یہ ہیں۔

۱) مولانا ارشاد علی الوری مرحوم
۲) مولانا رکن الدین الوری نقشبندی
۳) مولانا محمد اسلم جلال آبادی
۴) مولانا عبدالحق ولایتی
۵) مولانا عبدالرحمٰن ولایتی
۶) مولانا سیّد فضل شاہ (پنجابی)
۷) مولانا فیض اللہ خاں ہوتی مردان
۸) مولانا محی الاسلام بہاولپوری
۹) مولانا عبدالقیوم ہزاروی
۱۰) مولانا سیّد منور علی شاہ
۱۱) مولانا محمد رمضان بلوچستانی
۱۲) مولانا غلام محی الدین کاغانی
۱۳) مولانا محمد رمضان لسبیلہ، سندھ
۱۴) مولانا شفیق الرحمٰن پشاور
۱۵) فضل حسین، معین الدین پور گجرات
۱۶) مولانا عبدالعزیز، الگوں
۱۷) مولانا زین الدین الوری
۱۸) مولانا عبدالقیوم الوری
۱۹) مولانا عبدالرحیم الوری
۲۰) مولانا عبدالجلیل جالندھری
۲۱) مولانا محمد غوث ملتانی۔
۲۲) مولانا محمد مہر الدین مدظلہ العالی شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور۔
۲۳) مولانا ابوالخیر محمد نور اللہ نعیمی بانی و مہتمم دارالعلوم حنفیہ فریدیہ بصیر پور۔
۲۴) مولانا عبدالعزیز بورے والا۔

آپ نے محققانہ تصانیف کا ذخیرہ یادگار چھوڑا ہے، بعض تصانیف کے نام یہ ہیں۔

۱) تفسیر میزان الادیان (مقدمہ وتفسیر سورۂ فاتحہ)

۲) ہدایۃ الغوی درر دِ روافض
۳) رسول الکلام
۴) تحقیق المسائل
۵) ہدایۃ الطریق
۶) سلوک قادریہ
۷) علاماتِ وہابیہ
۸) فضائلِ رمضان
۹) فضائلِ شعبان
۱۰) الاستغاثہ من اولیاء اللہ عین الاستغاثہ من اللہ
۱۱) دیوان دیدار علی فارسی
۱۲) دیوان دیدار علی اُردو

۲۲ رجب المرجب ۲۰ اکتوبر ۱۳۵۴ھ/۱۹۳۵ء کو اپنے رب کریم کے دربار میں حاضر ہوئے اور جامع مسجد سیّد دیدار علی شاہ اندرون دہلی دروازہ لاہور میں دفن ہوئے، مولانا ابوالحسنات نے قطعۂ تاریخ وصال کہا جس کا تاریخی شعر یہ ہے۔

حافظ پسِ سرکوبی اعداءِ شریعت
"دیدار علی یافتہ دیدارِ علی را"

۱۳ ھ ۵۴

❀❀❀

فضائل الشعبان مع احکام التراویح
ولیلۃ القدر والرمضان

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ہزار ہزار شکر اور حمد بے انتہاء اس خالقِ اکبر کو سزاوار اور زیبا ہے جس نے اپنے حبیب اکرم، نبی مکرم کو سردارِ کُل انبیاء کا بنایا اور دائرہ نبوت ان پر ختم فرمایا اور بے انتہاء رحمتیں اس رحیم وکریم کے اس محبوبِ خدا، خاتم الانبیا ﷺ آلہ المجتبیٰ وصحبہ المقتدیٰ پر نازل ہو جن کے طفیل سے اللہ جلّ شانہٗ نے ہم کو اپنے نعمت ہائے گونا گوں سے سرفراز اور ممتاز کیا اور من جُملہ ان کے شعبان ورمضان وہ بابرکت مہینے ہم کو عطا فرمائے جن کی تمام مہینوں کی عبادت سے افضل ہے۔ اللہ جلّ شانہ ہم کو تمام اُمت مرحومہ کو توفیقِ عمل عطا فرمائے اور اس رسالہ سے جس کا نام ''فضائل الشعبان'' ہے تمام مسلمانوں کو فیض یاب کرے اور مجھ ہیچمدان سے اس خدمت کو قبول فرمائے۔

وَهَا اَنَا اَشْرَعُ فِی الْمَقْصُوْدِ وَهُوَ نِعْمَ الْمَوْلٰی وَنِعْمَ الْمَعْبُوْدُ وَفِی الْمُنْتَخَبِ عَنْ عَائِشَةِ الصِّدِّيْقَةِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَصُوْمُ فِیْ شَهْرٍ مِّنَ السَّنَةِ اَكْثَرَ مِنْ صِيَامِهٖ مِنْ شَعْبَانَ فَاِنَّهٗ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهٗ وَكَانَ يَقُوْلُ خُذُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَمَلُّ حَتّٰی تَمَلُّوْا وَاِنَّهٗ كَانَ اَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَيْهِ مَادُوْوِمَ عَلَيْهَا وَاِنْ قَلَّتْ رَوَاهُ ابن زَنْجَوَيْهِ وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ

امراۃ ذُكِرَتْ لها اَنَّهَا تَصُوْمُ رَجَبَ فَقَالَتْ اِنْ كُنْتِ صَائِمَةً شَهْرًا اَلَا مَهَالَةَ فَعَلَيْكِ بِشَعْبَانَ فَاِنَّ فِيْهِ الْفَضْلَ رَوَاه ابن زَنْجَوَيْهِ عَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لم اَرَكَ تَصُوْمُ مِنْ شَهْرٍ مِنَ الشُّهُوْرِ مَاتَصُوْمُ مِنْ شَعْبَانَ قَالَ ذَاكَ شَهْرٌ يَغْفُلُ النَّاسُ عَنْهُ بَيْنَ رَجَبَ وَرَمَضَانَ وَهُوَ شَهْرٌ يُرْفَعُ فِيْهِ الْاَعْمَالُ اِلٰی رَبِّ الْعَالَمِيْنَ فَاُحِبُّ اَنْ يُرْفَعَ عَمَلِیْ وَاَنَا صَائِمٌ عَنْ اَبِیْ بَكْرِ بْنِ اَبِیْ شَيْبَةَ وَابْنِ زَنْجَوَيْهِ مُسْنَدِ اَبِیْ يَعْلٰی وَابْنِ عَاصِمٍ وَالْبَاوَرْدِیِّ وَاَخْرَجَ الشَّيْخُ عَبْدُ الْحَقِّ الْمُحَدِّثُ الدِّهْلَوِیُّ رَحِمَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِیْ مَا ثَبَتَ بِالسُّنَّةِ بِرِوَايَةِ ابْنِ اَبِی الدُّنْيَا عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ اِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ دُفِعَ اِلٰی مَلَكِ الْمَوْتِ صَحِيْفَةٌ فَيُقَالُ اَقْبِضْ مَنْ فِیْ هٰذِهِ الصَّحِيْفَةِ فَاِنَّ الْعَبْدَ لَيَغْرِسُ الْغِرَاسَ وَيَنْكِحُ الْاَزْوَاجَ وَيَبْنِیْ الْبُنْيَانَ وَاَنَّ اسْمَهٗ قَدْ نُسِخَ فِی الْمَوْتٰی وروی الدَّيْلَمِیُّ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ تُقْطَعُ الْاٰجَالُ مِنْ شَعْبَانَ اِلٰی شَعْبَانَ حَتّٰی اَنَّ الرَّجُلَ لَيَنْكِحُ وَيُوْلَدُ لَهٗ وَقَدْ خَرَجَ اسْمُهٗ فِی الْمَوْتٰی وَعَنْ اَبِیْ بَكْرِنِ الصِّدِّيْقِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ يَنْزِلُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْيَا لَيْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَيَغْفِرُ لِكُلِّ شَیْءٍ اِلَّا رَجُلٌ مُشْرِكٌ اَوْ فِیْ قَلْبِهٖ شَحْنَاءُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِیُّ وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ اِذَا كَانَ لَيْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَيْلَهَا وَصُوْمُوْا نَهَارَهَا فَاِنَّ اللّٰهَ يَنْزِلُ فِيْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْيَا فَيَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ اَلَا مِنْ مُسْتَرْزِقٍ فَاَرْزُقَهٗ اَلَا مِنْ مُبْتَلًی فَاُعَافِيْهِ قَالَ الشَّيْخُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی

عَنْهُ نُزُوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَایَکُوْنُ فِیْ کُلِّ لَیْلَةٍ لٰکِنْ یَخْتَصُّ بِالثُّلُثِ الْاٰخِرِ وَلَا یَنْحَصِرُ ذَالِکَ فِی الثُّلُثِ الْاٰخِرِ وَھٰذَامِنْ فَضْلِ ھٰذِہِ اللَّیْلَةِ وَفِی الْحَدِیْثِ اِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِعِبَادِہٖ فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَةِ عَطَاءً عَظِیْمًا لَمْ یَعْلَمْ مَنَابِہٖ لِقَوْلِہٖ ﷺ اَلَا کَذَا حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ کَذَا قَالُوْ وَعَنْ نَوْفِلِ الْبَکَالِیْ اَنَّ عَلِیًّا خَرَجَ لَیْلَةً فِی النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَاَکْثَرَ الْخُرُوْجَ فِیْهَا یَنْظُرُ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا فَقَالَ اَنَّ دَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ خَرَجَ لَیْلَةً فِیْ مِثْلِ ھٰذِہِ السَّاعَةِ فَیَنْظُرُ اِلَی السَّمَآءِ فَقَالَ اِنَّ ھٰذِہِ السَّاعَةَ مَادَعَا اللّٰهَ فِیْهَا اَحَدٌ اِلَّا اَجَابَهٗ وَلَا اِسْتَغْفَرَہٗ اَحَدٌ فِیْ ھٰذِہِ اللَّیْلَةِ اِلَّا غَفَرَہٗ مَالَمْ یَکُنْ عَشَّارًا اَوْسَاحِرًا اَوْ کَاھِنًا اَوْ عَرِیْفًا اَوْ شُرْطِیًّا اَوْ جَابِیًا اَوْ صَاحِبَ کُوْبَةٍ اَوْ عَرْطِیَةٍ قَالَ نَوْفَلُ اَلْکُوْبَةُ وَالْعَرْطَبَةُ وَالطُّنْبُوْرُ فِیْ حَدِیْثٍ اِنَّ اللّٰهَ لَیَطْلُعُ فِیْ لَیْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِہٖ اِلَّا لِمُشْرِکٍ اَوْ مُشَاحِنٍ رَوَاہُ بْنُ مَاجَةَ عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیْ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ وروی سعید بن منصور عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ یَنْزِلُ اللّٰهُ فِیْهَا اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَیَغْفِرُ لِعِبَادِہٖ کُلِّهِمْ اِلَّا لِمُشْرِکٍ اَوْ مُشَاحِنٍ اَوْ قَاطِعِ رَحِمٍ وروی البیهقی عَنْ مُعَاذِبْنِ جَبَلٍ یَطْلُعُ اللّٰهُ لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ یَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِہٖ اِلَّا لِمُشْرِکٍ اَوْ مُشَاحِنٍ.

منتخب کنز العمال میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے فرماتی ہیں:

کہ رسول اللہ ﷺ کسی مہینے میں بارہ مہینوں سے اس قدر زیادہ روزے نہیں رکھتے تھے جس کثرت سے شعبان میں روزے رکھتے تھے اور تقریباً پورے مہینے کے روزے رکھتے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرماتے بقدر طاقت نیک عمل شروع

کرو۔ اللہ کسی کو طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا جب تک وہ اپنے اوپر لازم نہ کرلے اور اللہ کو وہ نماز (نفل) زیادہ پیاری ہے جو ہمیشہ نبھا سکے گو کم ہو۔

ایک عورت رجب میں روزے رکھتی تھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا ''اگر تجھ کو مہینے کے روزے رکھنے ہی ہیں تو شعبان کے رکھ کہ اس ماہ میں زیادہ فضیلت ہے'' یہ دونوں حدیث ابن زنجویہ سے منقول ہیں۔

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں، میں نے روزے رکھتے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''یہ مہینہ رجب اور رمضان کے درمیان میں ہے، لوگ اس سے غافل ہیں، اس میں اعمال حضور جناب باری میں پیش ہوتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل روزہ کی حالت میں پیش ہوں''

حضرت ابوبکر بن ابی شیبہ وابن زنجویہ اور مسند ابویعلی اور ابن ابی عاصم اور باوروی سے یہ حدیث منقول ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ''ماثبت بالسنۃ'' میں بروایت ابن ابی الدنیا عطاء بن یسار سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا:

''جب شعبان کی پندرہویں شب (جو چودہ تاریخ کے بعد آتی ہے) ہوتی ہے۔ اس شعبان سے اگلے شعبان تک مرنے والوں کا دفتر حضرت ملک الموت کو دیا جاتا ہے کہ اس سال فلاں فلاں وقت ان کی جان قبض کرنا پھر یہاں آدمی بیاہ کرتا ہے، مکان بناتا ہے حالانکہ اس سال کے مردوں سے ہوتا ہے''۔ اسی مضمون کی حدیث دیلمی سے منقول ہے۔

حضرت سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے

فرمایا کہ پندرھویں رات شعبان کو (جو چودھویں، پندرھویں تاریخ کے درمیان ہوتی ہے) اللہ جَلَّ شَانُہٗ آسمانِ دُنیا کی طرف اُترتا ہے (یعنی تجلّی خاص فرماتا ہے) اور تمام بدکاروں کو بخش دیتا ہے مگر مشرک کو اور جو دو مسلمان آپس میں دلی بُغض رکھیں وہ نہیں بخشے جاتے۔

فائدہ: لہٰذا تما مسلمان سُنی مقلد مرد و عورتوں کو لازم ہے کہ آپس میں جس طرح ممکن ہو، صلح کرلیں اور بغضِ دنیاوی دل میں نہ رکھیں۔ اس واسطے کہ بوجہ مخالفتِ دین اللہ کے واسطے بُغض رکھنا تو عین ایمان ہے۔ مرزائی، چکڑالوی، وہابی، رافضی، خارجی، گاندھویوں سے بُغض اللہ کے واسطے لازم ہے نہ کہ بوجہ دنیوی مخالفت کے۔

سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ سے مروی ہیں، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے "جب پندرھویں رات شعبان کی آئے، رات کو نفلیں پڑھو اور پندرھویں تاریخ صبح کو روزہ رکھو اس واسطے کہ چودھویں کو آفتاب غروب ہوتے ہی آسمانِ دُنیا کی طرف اللہ جَلَّ شَانُہٗ تجلّی خاص فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش مانگنے والا، اُس کے گناہ بخش دوں، ہے کوئی رزق طلب کرنے والا کہ اس کو رزق دوں، ہے کوئی مُبتلاءِ بَلاء کہ عافیت دوں حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ بعد نقل احادیثِ مذکورہ تحریر فرماتے ہیں کہ یوں تو ہر روز بلا ناغہ پچھلی تہائی رات کو جب روایاتِ صحیحہ یہ کرم اللہ کا ہوتا ہی رہتا ہے، مگر پندرھویں رات شعبان کو یہ کرم ساری ہی رات غروبِ آفتاب تک ہوتا رہتا ہے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ بے حد اس رات میں اللہ کا کرم ہوتا ہے۔

نوفل بکالی سے مروی ہے بروایت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کہ پندرھویں رات شعبان کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ، کثرت سے آسمان کی طرف مکان سے نکل نکل کر دیکھتے تھے۔ پھر فرمایا کہ داؤد علیہ السلام نے ایسی ہی گھڑی میں گھر سے نکل کر

آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ اس گھڑی میں جو اللہ سے کوئی مانگے اللہ قبول ہی فرماتا ہے اور جو بخشش طلب کرے، اس کو اللہ بخش ہی دیتا ہے۔ اگر وہ ظالم چنگی والا اور جادوگر اور بذریعہ شیاطین غیب کی باتیں بتانے والا اور چودھری کسی قوم کا یا حاکم اور خفیہ پولیس کا آدمی اور کرایہ اوقاف کا وصول کرنے والا نہ ہو (اس واسطے کہ اکثر یہ لوگ ظلم اور حقوق العباد سے بہت کم بچ سکتے ہیں۔

لہٰذا بصورت عدم عدل و انصاف یہ نہیں بخشے جاتے) اور ڈھولک اور ستار طنبور بجانے والا اور جواری بھی اس رات نہیں بخشا جاتا۔

اور سعد بن منصور، عطاء بن یسار رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ جَلَّ شَانُہٗ اس رات میں آسمانِ دُنیا کہ طرف توجہ خاص فرماتا ہے اور اپنے تمام بندوں کو بخش دیتا ہے۔ سواء مُشرک اور باہمی دُنیوی بُغض و کینے والے اور تعلق رشتے داری قطع کرنے والی کی بوجہ بُخل یا دنیوی جھگڑوں کے" اور یہی مضمون حدیث بیہقی کا ہے۔

اور نزہۃ المجالس میں آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ اپنے بدنوں کو ماہ شعبان کے روزے رکھ کر رمضان کے واسطے پاک کرلو، کوئی مومن شعبان کی کسی ہی تاریخ میں تین روزے رکھ کر کئی بار وقت افطار درود نہیں پڑھتا مگر اللہ اس کے پہلے گناہ بخش دیتا ہے اور اس کے رزق میں برکت کرتا اور فرمایا کہ مجھ کو جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی ہے کہ اللہ اس مہینے میں تین سو رحمت کے دروازے اپنے بندوں پر کھلے رکھتا ہے اور نیز نزہۃ المجالس میں ہے۔ بحوالہ اقناع کہ جبرائیل علیہ السلام شب برات یعنی پندرہویں شعبان کو میرے پاس آئے اور فرمایا کہ اے محمد ﷺ اس رات میں زیادہ عبادت میں کوشش کرو اس واسطے کہ اس رات میں حاجت پوری کی جاتی ہیں۔

یہ سُن کر حضور رسالت مآب ﷺ مصروفِ کوشش تھے کہ دوبارہ جبرائیلؑ

حاضر ہوئے اور عرض کی کہ اپنی اُمت کو یہ خوشخبری سُنا دو کہ اللہ جلّ شانہٗ اس رات میں سوائے مُشرک کے آپ کی تمام اُمت کو بخش دیتا ہے۔

پھر عرض کیا آسمان کی طرف دیکھئے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کے جنت کے اور ایک روایت میں ہے کہ آسمان کے دروازے کُھلے ہوئے تھے اوّل دروازے پر ایک فرشتہ یہ منادی کر رہا تھا کہ اس رات میں رکوع کرنے والوں کو خوشخبری ہو اور دوسرے دروازے پر یہ آواز بلند تھی کہ اس رات کے سجدہ کرنے والوں کو بشارت ہو اور تیسرے دروازے پر یہ ندا تھی کہ اس رات کے دُعا مانگنے والوں کو مبارک باد اور چوتھے دروازے پر یہ صدا تھی کہ خوف خدا سے اس رات کے رونے والوں کو بشارت اور پانچویں دروازے پر فرشتہ یہ کہہ رہا تھا کہ اس رات میں نیک عمل کرنے والوں کو مُودہ اور چھٹے دروازے پر یہ صدائے کرم تھی کہ کوئی سائل ہے جس کا سوال پورا کیا جائے اور ساتویں دروازے پر یہ نداء مغفرت تھی کہ کوئی طالب مغفرت ہے کہ وہ بخش دیا جائے۔

میں نے کہا جبرائیل علیہ السلام سے یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے؟ عرض کیا فجر تک۔

پھر کہا قبیلہ بنی کلب کی (جس سے زیادہ کوئی بھیڑ بکری نہیں رکھتا) بھیڑ بکریوں کے برابر اللہ جل شانہ اس رات میں جو آگ سے جلائے جانے والے عذاب میں مبتلا ہیں ان کو عذاب آتش سے آزاد فرماتا ہے۔

یہ کل مضمون نزہۃ المجالس کا ہے اور علاوہ نزہۃ المجالس کے حدیث مشکوۃ شریف میں بروایت ترمذی و ابنِ ماجہ حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح مروی ہے کہ فرمایا رسول ﷺ نے ”نصف شعبان یعنی پندرھویں شب شعبان کو خداوندِ کریم آسمان دُنیا کی طرف نزولِ خاص فرماتا ہے اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے با

لوں سے بھی زیادہ آدمیوں کو بخش دیتا ہے۔ اور آخر باب قیام رمضان مشکوۃ شریف میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بحوالہ ابنِ ماجہ اور عبداللہ بن عمرو ابن العاص رضی اللہ عنہ سے بحوالہ مسند احمد ابن حنبل رضی اللہ عنہ مروی ہے۔

آنحضرت ﷺ سے کہ شب نصف شعبان یعنی پندرھویں شب شعبان کو اللہ جل شانہ نظرِ رحمت سے اپنی مخلوق کو دیکھتا ہے اور تمام مخلوق کو بخش دیتا ہے، سوائے مشرک کے اور اس شخص کے جو کسی مسلمان سے کینہ رکھتا ہو۔ اور ایک روایت میں ہے سوائے اس شخص کے جو کسی کو ناحق مار ڈالے۔

لہٰذا تمام مسلمانوں پر لازم ہے کہ پندرھویں شب شعبان سے پہلے تمام گناہوں سے توبہ کر کے جس میں باہم دشمنی ہو، مرد ہوں، خواہ عورتیں باہم صلح کر کے باہم شیر و شکر ہو جائیں اور اپنے دلوں کو باہمی بُغض و عداوت اور کینہ سے پاک کر لیں اور ایسی مُتبرک رات کی فضیلتوں سے محروم نہ رہیں۔ نہیں معلوم کہ اگلے شعبان تک زندہ رہیں یا نہ رہیں اور چونکہ اس رات میں بموجب تفاسیرِ معتبرہ اور روایتِ صحیحہ ترقی رزق اور تنگی قحط و ارزانی صحت و تندرستی موت اور بلا اور وباء وغیرہ جو کچھ اس سال میں مقدر ہے ہر شخص کے حق میں اس کے احکام ان فرشتوں کے نام جو ان کاموں پر معین ہیں، جاری ہوتے ہیں۔ کھیل کود، آتش بازی، فضول خرچی، اسراف بیجا میں مشغول رہ کر دُعاء دفع بلا و ترقی رزق اور طلب مغفرت اور دُعاء مغفرت اموات اور خیر و خیرات و دفع صدقات سے غافل نہ رہیں اور زیادہ تر یہ دُعاء ماثورہ پڑھتے رہیں۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا

(مشکوۃ کتاب الصوم باب لیلۃ القدر دوسری فصل)

اور یہ نماز جو اکثر مشائخ طریقت سے مروی و ماثور ہے اور احیاء العلوم میں بھی

امام غزالی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں اس رات میں پڑھنا موجب برکات عظیم ہے۔

امام احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ جلد ثالث مطبوعہ مصر مع الزبیدی احیاء العلوم میں تحریر فرماتے ہیں کہ پندرھویں شب شعبان میں دو دو رکعت کی نیت سے سو رکعت پڑھنا چاہیے۔ ہر رکعت میں بعد فاتحہ گیارہ گیارہ مرتبہ قل ھو اللہ خواہ پانچ سلام کے ساتھ دس رکعت پڑھیں، ہر رکعت میں سو سو بار قل ھو اللہ دونوں طرح سلف صالحین پڑھتے رہے ہیں اور موجب برکات فرماتے ہیں بعدہ، زیب قلم فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تیس اصحاب رسول ﷺ سے مجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص شب برات یعنی پندرھویں شب شعبان میں یہ سو رکعت یا دس رکعت پڑھتا ہے اس کی طرف ستر بار اللہ تعالیٰ نظر رحمت سے دیکھتا ہے اور ہر نگاہ رحمت میں اس کی وہ حاجتیں پوری کرتا ہے، جن میں سے ادنیٰ حاجت مغفرت ہے۔

علامہ زبیدی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو شرح احیاء میں بہت سندوں سے نقل کر کے اگر چہ ان سندوں کے اعتبار سے موضوع لکھا ہے مگر ایسی کوئی حدیث نہیں نقل کی جو بواسطہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ تیس صحابہ سے منقول ہے۔

لہذا ان سندوں کے اعتبار سے موضوع ہونا مستلزم اس امر کا نہیں کہ جس سند سے حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ جیسے محقق اور صوفی کامل فرماتے ہیں یہ بھی موضوع ہو پھر اخیر میں علامہ زبیدی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ صالحین اولیاء اللہ سے یہ نماز اس طرح بھی منقول ہے کہ شب برات میں بعد نماز مغرب چھ رکعت نفل اس طرح پڑھنا چاہیے کہ ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ چھ چھ بار قل ھو اللہ اور ہر رکعت کے بعد سلام پھیر کر ایک بار یٰسین شریف اور بعد قرات یٰسین اول دو رکعت کے بعد کثرت سے یہ دعا مانگی جائے

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا

بعدہ دعا عمر میں برکت کی مانگنی چاہیئے پھر دوسری رکعت کے بعد سورۃ یٰسین پڑھ کر دعا ترقی رزق کرنا چاہیے پھر آخر شفع یعنی دو رکعت کے بعد یسین پڑھ کر دعا خاتمہ بخیر وحسن خاتمہ کرنا چاہیے صوفیا کرام فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چھ رکعت اس طرح پڑھے پھر جو دعا مانگے اللہ اس کو وہی عطا فرماتا ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ رات کھیل کود اور اسراف مال آتش بازی وغیرہ میں ضائع نہ کیا جائے۔

مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب ماثبت بالسنۃ،، کے صفحہ ۲۱۴ بیان فضائل شعبان میں تحریر فرماتے ہیں کہ ہندوستان کے اکثر شہروں میں جو اس رات کثرت چراغ جلاتے ہیں اور آتش بازی چھوڑتے ہیں اور بجز ہند کے تمام عرب وعجم مغرب وغیرہ بلاد اسلامیہ میں یہ رسم نہیں پائی جاتی۔

غالباً یہ رسم برامکہ کی ہے جو آتش پرست تھے اور بعد سلام اپنی رسم پر قائم رہے اور ان کی دیکھا دیکھی تمام مسلمان اس میں مبتلا ہو گئے ہیں۔

لہذا تمام مسلمانوں پر واجب ہے کہ اس بدعت بد کو مٹا کر اس رات عبادت اور ایصال ثواب میں مشغول رہیں اور حضور سرور عالم ﷺ اور جملہ امت مرحومہ کو ثواب طعام وکلام پہنچائیں اور دعائے مغفرت اپنے پرائے جملہ امت کے لیے کرتے رہیں اور یہ خیال نہ کریں کہ اس رات حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید الشہداء شہید ہوئے تھے اور حضور سرور عالم ﷺ کا دندان مبارک شہید ہوا تھا اور آپ نے حلوہ تناول فرمایا تھا اس واسطے حلوے پر فاتحہ ضروری ہے۔ غزوہ احد تو باتفاق مورخین ساتویں یا گیارہویں شوال کو واقع ہوا تھا۔ لہذا یہ عقیدہ کہ حلوہ ہی ہو، بدعت

ہے البتہ اگر یہ سمجھ کر حلوہ بھی فی سبیل اللہ تقسیم کیا جائے کہ آنحضرت ﷺ میٹھے سے محبت رکھتے تھے تو مضائقہ نہیں۔ ترمذی شریف میں ہے :

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ

یعنی آنحضرت ﷺ میٹھی چیز اور شہد کو دوست رکھتے تھے

حق یہ ہے کہ یہ رات انعامات ایزدی سے بڑی بابرکت رات ہے؛ جس کی عام مسلمان کچھ قدر نہیں کرتے۔

نزہۃ المجالس میں علامہ عبدالرحمٰن صفوری تحریر فرماتے ہیں روض الاذکار میں ہے کہ سیدنا عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا ایک دن ایک پہاڑ پر گزر ہوا۔ ایک پتھر دیکھا کہ جس کی کرنیں تھیں، کثرت آب وتاب سے ایک بڑا پتھر دیکھا کہ جس کی کرنیں آفتاب سے باتیں کرتی تھیں، کثرت آب وتاب سے اس پر نگاہ نہیں ٹھہرتی تھی۔ اس کو دیکھ کر قدرت خدا کا معائنہ کرنے لگے اور حیران رہ گئے۔ ارشاد ہوا کہ اے عیسیٰ کیا اس سے بھی بڑھ کر ہماری قدرت کے عجائبات دیکھنا چاہتے ہو؟ عرض کیا :اس سے زیادہ بہتر اور کیا بات ہے؟ یہ عرض کرتے ہی وہ پتھر پھٹا اور دیکھا کہ اس کے اندر بصورت محراب خلا ہے اور اس میں ایک بزرگ، سبز عصا ہاتھ میں، قریب ایک درخت انگور خوشہ دار کے مشغول عبادت ہیں اور فرماتے ہیں ؛؛ یہ انگور کھا لیتا ہوں اور چار سو برس سے اسی پتھر میں عبادت میں مشغول ہوں،،

یہ سن کر حضرت سیدنا عیسیٰ علیہ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نے جناب باری میں یہ عرض کیا کہ میرے گمان میں تو نے اپنی مخلوقات سے افضل اس شخص سے کسی کو نہیں پیدا کیا، ارشاد ہوا کہ امت مرحومہ محمد رسول اللہ ﷺ سے جو شخص شب برات میں دو رکعت نفل بھی پڑھ لے گا اس کی چار سو برس کی عبادت سے افضل ہوگی یہ سن کر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام عرض کرنے لگے کہ الٰہی کیا اچھا ہوتا جو امت محمد رسول اللہ ﷺ سے میں ہوتا چنانچہ یہ دعا سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی مقبول ہوئی اور بعد ظہور امام مہدی علیہ رحمۃ والرضوان بمواجب احادیث صحیحہ صحیح مسلم و بخاری شریف منارہ شرقی مسجد دمشق پر دو فرشتوں کے کاندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے نزول اجلال فرمائیں گئے اور امام مہدی علیہ رحمۃ کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور شریعت محمدی علیٰ صاحبہا الصلوۃ کے موافق بہ نیابت رسول اللہ ﷺ حکمرانی فرمائیں گے۔

اور تمام مومن مسلمانوں پر لازم ہے کہ جاندار چیزوں کی تصویر کھنچوانے اور تصاویر جاندار سے مکانات سجانے سے بھی ضرور اس شب مبارک سے پہلے توبہ کرلیں اور جہاں تک ممکن ہو اور تکلیف مالا یطاق لازم نہ آئے۔ اپنے مکانات کو نجاست تصاویر ذی روح سے خواہ وہ اخبار ناول وغیرہ میں ہوں یا اور کسی کتاب میں اس رات سے پہلے پاک کرلیں اس واسطے کہ جس مکان میں جاندار کی تصویر ہوتی ہے ملائکہ رحمت نہیں آتے۔ علامہ نبہانی نے اس کے متعلق اپنی کتاب التحریر میں بہت سی حدیثیں نقل فرمائی، جن میں سے بعض احادیث کا ترجمہ بغرض اختصار لکھا جاتا ہے۔

بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ سب آدمیوں میں سخت زیادہ عذاب کے مستحق قیامت کے دن تصویر کھینچنے والے ہوں گے۔

نیز بخاری و مسلم شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک بار سفر سے تشریف لائے۔ میں نے (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا) ایسا پردہ ڈال رکھا تھا، جس میں جان دار چیزوں کی تصویریں تھیں۔ اس کو دیکھ کر چہرہ مبارک پر تغیر پیدا ہوا۔ اور فرمایا "اے عائشہ (رضی اللہ عنہا) سب میں زیادہ سخت عذاب کے مستحق قیامت کے

دن اللہ کی مخلوق کے مشابہ تصویر کھینچنے والے ہوں گے"۔

لہذا میں نے اس پردے کے ایسے ٹکڑے کر کے کہ تصویر مٹ جائیں، تکئے بنالئے اور بخاری و مسلم میں ہے: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے کہ آپ نے ایک ایسا قالین خریدا تھا، جس میں جانداروں کی تصویریں تھیں، اس کو دیکھ کر سرور عالم ﷺ دروازے سے باہر ہی کھڑے رہ گئے، میں نے آپ کی نارضگی دیکھ کر عرض کیا کہ میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں۔ ایسا میں نے کیا گناہ کیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یہ قالین کیسا ہے؟" میں نے عرض کیا کہ آپ کے بیٹھنے اور تکیہ لگانے کو میں نے خریدا ہے، فرمایا "ان تصویروں کے کھینچنے والے قیامت کے دن عذاب دیئے جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ ان تصویروں کو زندہ کرو اور بے شک جس گھر میں تصویر ہوتی ہے ملائک رحمت اس میں نہیں آتے۔

اور مسلم شریف میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت جرائیل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ سے ایک وقت معین پر آنے کا وعدہ کر گئے تھے مگر اس وقت نہ پہنچے۔ آپ کے دست مبارک میں عصا تھا اس کو ہاتھ سے ڈال دیا اور فرمایا کہ اللہ اور اللہ کا رسول ﷺ وعدہ خلافی نہیں فرماتا کہ یکایک آپ نے دیکھا کہ چارپائی کے نیچے کتے کا پلہ ہے۔ فرمایا یہ کب آگیا،، میں نے عرض کیا مجھے خبر نہیں۔ اس کو نکلوایا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام حاضر ہوئے آپ نے فرمایا کہ آپ وعدہ پر کیوں نہ آئے۔ عرض کی کتے کی وجہ سے، جس گھر میں کتا اور تصویر ہوتی ہے ہم نہیں داخل ہوتے۔ الٰہی! ہم کو توفیق عمل دے۔ آمین

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

يَآاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُو كُتِبَ عَلَيۡكُمُ الصِّيَامُ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ شَرَّفَنَا الصِّيَامِ شَهۡرِ رَمَضَانَ وَجَعَلَهٗ كَفَّارَةً لِّلۡاَنَامِ وَرَغۡمًا لِّلشَّيۡطَانِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِ الۡاِنۡسِ وَالۡجَانِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهٖ ذَوِی الۡعِزَّةِ وَالۡكَرَامَةِ وَالشَّانِ

امابعدہ واضح ہو کہ رمضان کے شروع ہوتے ہی ہر مرد و عورت مسلمان عاقل بالغ پر روزہ رکھنا فرض ہو جاتا ہے قرآن مجید میں اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

فَمَنۡ شَهِدَ مِنۡكُمُ الشَّهۡرَ فَلۡيَصُمۡهُ (پارہ ۲ سورہ البقرہ آیت ۱۸۵)

ترجمہ: جو تم میں سے کوئی رمضان کو پائے وہ روزے ضرور رکھے۔

اسی واسطے جو کوئی روزہ کی فرضیت کا انکار یا روزہ رکھنے والوں کو تحقیر کرے جیسے بعد نا سمجھ کہہ بیٹھتے ہیں کہ جس کے گھر اناج نہ ہو وہ روزہ رکھے تو شریعت میں مسلمان نہیں رہتا بسبب انکار اور تحقیر حکم قطعی الثبوت کلام اللہ کے۔ لہذا اس کو چاہیے کہ توبہ کرے کلمہ طیبہ اور آمنت باللہ پڑھ لے۔ آئندہ ایسے کلمات کے کہنے سے عہد کر کے از سر نو تجدید اسلام کرے۔ اور چونکہ ایسے کلمات کے کہنے سے اس کی جورو نکاح سے خارج ہو جاتی ہے، از سر نو کم از کم دو مرد مسلمان یا ایک مرد و عورت مسلمانوں کو گواہ کر کے ان کے سامنے ایجاب وقبول کرے یعنی از سر نو نکاح کرے۔

حائضہ اور نفاس عورت جس کے بچہ پیدا ہوا ہو اس کو ایام حیض میں روزہ رکھنا درست نہیں اتنے دن کے روزے بعد رمضان قضا کرے۔

رمضان کے روزوں کا کس قدر ثواب ہے
اور رمضان کی کیا کیا فضیلت ہے؟ .

بخاری شریف اور مسلم شریف میں ہے

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ . (مشکوۃ کتاب الصوم پہلی فصل)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ،، جب رمضان شروع ہوتا ہے آسمان کے دروازے اور ایک روایت میں ہے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو پابجولاں (قید) کر دیا جاتا ہے:

اور نیز بخاری اور مسلم شریف میں ہے

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِی الْجَنَّةِ ثَمَانِیَةُ اَبْوَابٍ مِنْهَا بَابٌ
یُسَمَّی الرَّیَّانَ لَا یَدْخُلُهٗ اِلَّا الصَّآئِمُوْنَ

(مشکوۃ کتاب الصوم پهلی فصل)

ترجمہ: آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے ایک کا نام ریان یعنی تروتازگی کا دروازہ؛ جس سے بجز روزہ داروں کے اور کوئی نہیں داخل ہوگا۔

بخاری شریف میں ہے:

عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. (مشکوۃ کتاب الصوم پهلی فصل)

ترجمہ: حضور ﷺ فرماتے ہیں جس نے بتقاضائے ایمان اور ثواب کی نیت سے رمضان کا روزہ رکھا اسکے پہلے کل گناہ بخشے جاتے ہیں اور جس نے رمضان کی راتوں میں قیام کیا یعنی تراویح میں تو اس کے پہلے کل گناہ بخش دیئے جاتے ہیں

مطلب یہ ہے کہ روزہ سے جب گناہ بخشے جاتے ہیں تو تراویح سے اور بخشش بر بخشش ہے۔ مشکوۃ شریف میں ہے

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِیْ آخِرِ یَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ فَقَالَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَهْرٌ مُّبَارَکٌ شَهْرٌ فِیْهِ لَیْلَةٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ جَعَلَ اللّٰهُ صِیَامَهٗ فَرِیْضَةً وَّقِیَامَ لَیْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَةً فِیْهِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَةً فِیْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ یُّزَادُ فِیْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ مَنْ فَطَّرَ فِیْهِ صَآئِمًا کَانَ لَهٗ مَغْفِرَةً لِّذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَکَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّنْتَقِصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَیْءٌ قُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَیْسَ کُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ بِهِ الصَّآئِمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ یُعْطِی اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَآئِمًا عَلٰی مَذْقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّآءٍ وَّمَنْ اَشْبَعَ صَآئِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِیْ شَرْبَةً لَا یَظْمَاُ حَتّٰی یَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَّاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَّآخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَمَنْ خَفَّفَ عَنْ مَّمْلُوْکِهٖ فِیْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ (مشکوۃ کتاب الصوم تیسری فصل)

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے شعبان کے اخیر دن میں ہم کو وعظ فرمایا کہ لوگو تم پر بڑی برکت والے مہینے نے سایہ رحمت ڈالا ہے یہ بڑا برکت والا مہینہ ہے۔ اس مہینہ میں ایک رات ہے جسکا ثواب تراسی برس چار مہینے کی عبادت کے برابر ہے اللہ تعالیٰ نے اس مہینے کے روزے فرض کیئے ہیں اور اس مہینہ کی رات کا قیام سنت ہے۔ جو کوئی اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ سے نزدیکی حاصل کرے کسی بھلائی کے ساتھ تو اس کو اتنا ثواب ملے گا جتنا اور دنوں میں فرض کا ثواب ملتا ہے۔ اور دوسرے دنوں میں جتنا ستر فرض کا ثواب ملتا ہے۔ رمضان میں اتنا ایک فرض کا ثواب ملتا ہے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے۔ یہ مہینہ باہم سلوک ومحبت سے گزارنے کرنے کا ہے اس مہینہ میں مومن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ جو کوئی اس مہینہ میں افطار کے وقت کسی روزہ دار کو کھانا کھلائے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جہنم سے آزاد کر دیا جاتا ہے اور جتنا اسکو ثواب ملتا ہے جسکو کھانا کھلایا اتنا ہی ثواب اللہ جل شانہ اپنی طرف سے کھانا کھلانے والے کو دیتا ہے بغیر اس کے کہ اسکا ثواب کچھ کم کیا جائے۔ ہم نے عرض کیا ہم سب تو اتنی طاقت نہیں رکھتے کہ روزہ دار کو شکم سیر کھانا کھلائیں۔ آپ نے فرمایا جو کوئی ایک گھونٹ دودھ پر یا ایک کھجور پر اور دوسری روایت میں ہے اگرچہ ایک ٹکڑے کھجور پر یا ایک گھونٹ پانی پر کسی ایک کا افطار کے وقت روزہ افطار کرادے تو اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جو کوئی پیٹ بھر کر افطار کرادے اس کو اللہ میرے حوض سے وہ پانی پلائے گا کہ جنت میں داخل ہونے تک میدان حشر میں بھی پیاس نہ لگے گی اس مہینہ کے اول میں نزول رحمت ہوتا ہے اور منجھلے روزہ (رمضان کا درمیانی حصہ) کو سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (یعنی متواتر روزمرہ کی بخششوں کے ساتھ بخشش

مرتبہ کمال کو پہنچ جاتی ہے) اور آخیر رمضان کو جہنم سے آزادی مل جاتی ہے اور جس نے اپنے خادم کے کام میں تخفیف کی اللہ تعالیٰ اس کی بخشش فرمائے گا اور اس کو نار دوزخ سے آزادی عطا فرمائے گا،، مگر افسوس ان لوگوں پر ہے کہ عید کی نماز پڑھتے ہی پھر سامان جہنم میں مشغول ہو جائیں اور بجائے خوشی مغفرت کے کہ وہ غریبوں مسکینوں کو کھانا کھلاتا تھا یتیموں کو دینا ان کے سر پر ہاتھ رکھنا، بیوہ عورتوں کی خبر لینا رنڈی نچائیں ڈومنی بلا کر گوائیں بجوائیں۔ اسی دن سے نماز کو خیر باد کہیں۔ حالانکہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جو کوئی نماز پنجگانہ پر محافظت نہ کرے وہ فرعون اور نمرود کے ساتھ جہنم میں ہو گا۔ دوسری روایت میں ہے جو کوئی ایک وقت کی نماز قصداً ترک کرے ستر (۷۰) حقبہ دوزخ میں جلے گا اور ایک حقبہ ستر ہزار برس کا ہوتا ہے

اور حدیث صحیح میں ہے جو کوئی قصداً غیر عورت پر نظر ڈالے اس کی آنکھوں میں جہنم کا کھولتا سیسہ بھرا جائے گا علی ہذا۔ قوالی اگرچہ بعض کے نزدیک جائز ہے مگر اس میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اگر تین دن کا متواتر فاقہ ہو اور آدمی ذاکر شاغل ایسا ہو کہ اگر ایک عمدہ کھانے چنے ہوئے ہوں اور ایک طرف جائز طریق پر قوالی ہو تو اس کو باوصف تین دن کے فاقے کے کھانے کا خیال بھی نہ ہو۔ ایسے کو تنہاء اگر سنے تو جائز ہے مگر دوسروں پر بلاشبہ حرام ہے

مسلمانو! یہ مہینہ بڑی خیر وبرکت کا ہے اس میں خوب کمائی کر لو اور پھر بعد عید اس کو گناہوں کے ساتھ ضائع مت کرو۔ دیکھو نزہۃ المجالس میں ہے:

قال النبی ﷺ من حضر مجلسا من مجالس الذکر فی رمضان کتب اللہ لہ بکل قدم عبادۃ سنہ ویکون یوم القیامۃ معی تحت العرش ومن داوم علی الجماعۃ فی رمضان اعطاہ اللہ بکل

ركعة مدينة من نور ومن برو الديه بماتنال يده نظر الله اليه بالرافة والرحمة وانا كفيله ومامن امراه تطلب رضازوجهافى رمضان الاكان لهاعندالله ثواب مريم وآسيه ومن قضى حاجة مسلم فى رمضان قضى الله له الف الف حاجة ومن تصدق فيه بصدقة الى فقير ذى عيال كتب الله له الف الف حسنة محى عنه الف الف سية ورفع له الف الف درجة

ترجمہ: حضورﷺ فرماتے ہیں جو کوئی رمضان میں مجلس وعظ میں حاضر ہو اس کے ہر قدم پر برس دن کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے اور قیامت کے دن وہ شخص میرے ساتھ سایہ عرش کے نیچے ہوگا اور جو شخص رمضان میں نماز جماعت پر ہمیشگی کرے گا اس کو بعوض ہر رکعت کے جنت میں ایک نورانی شہر عطا کیا جائے گا۔ اور جو کوئی رمضان میں اپنے ماں باپ کے ساتھ خدمت اور احسان اور سلوک کے ساتھ پیش آئے گا اپنی طاقت کے موافق جو کچھ بھی ہو اللہ تعالی اس کو اپنا منظور رحمت فرمائے گا اور میں اس کا کفیل ہوں گا۔ اور جو عورت رمضان میں اپنے شوہر کو خوش رکھنے کی کوشش کرے اس کو مریم اور آسیہ علیٰ نبینا علیہا الصلوۃ والسلام کے برابر ثواب عطا کیا جائے گا۔ اور جو رمضان میں کسی مسلمان کی حاجت پوری کردے اللہ تعالی اس کی ایک لاکھ حاجتیں پوری کرے گا۔ اور جو کوئی کسی محتاج کنبہ والے کو رمضان میں اللہ واسطے دے اس کے نامہ اعمال میں ایک لاکھ نیکی لکھی جاتی ہیں اور ایک لاکھ گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور جنت میں ایک لاکھ درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں لہذا اس مہینہ میں تو ضرور جھوٹ دغابازی غیبت تمام برے کاموں سے پرہیز لازمی ہے۔ مشکوۃ شریف میں حضورﷺ فرماتے ہیں جو شخص مکروفریب کے کام اور مکروفریب کی بات نہ

چھوڑے۔ اللہ تعالی کو اس کا کھانا پانی چھوڑنے کی حاجت نہیں ہے۔

(مشکوۃ کتاب الصوم باب تنزیہ الصوم)

یعنی روزے سے یہ مقصود نہیں ہے کہ تم بھوکے پیاسے رہو بلکہ مقصود یہ ہے کہ تم متقی بن جاؤ پھر تم پر یہ کرم ہے کہ آنحضرتﷺ فرماتے ہیں

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَحَبُّ عِبَادِى اِلَىَّ اَعْجَلُهُمْ فِطْرًا

(مشكوة كتاب الصوم)

ترجمہ: اللہ تعالی فرماتا ہے کہ میرے بندوں سے میرا زیادہ پیارا وہ بندہ ہے کہ افطار میں جلدی کرے یعنی اتنی دیر نہ کرے کہ ستارے نمودار ہو جائیں۔ اور مسند امام احمد میں ہے

قَالَ النَّبِىُّ ﷺ لَايَزَالُ النَّاسُ بِخَيْرٍ مَّاعَجَّلُوا الْفِطْرَ وَاَخَّرُوا السُّحُوْرِ

(مشكوة كتاب الصوم)

ترجمہ: حضورﷺ فرماتے ہیں،، ہمیشہ رہیں گے آدمی بھلائی میں جب تک افطار میں جلدی کریں گے اور سحری آخری وقت کھائیں گے سحری سنت ہے خواہ ایک گھونٹ پانی ہی پی لے روزہ اول وقت افطار کرنا سنت ہے۔ افطار میں اتنی تاخیر کرنا کہ ستارے نمودار ہو جائیں مکروہ ہے۔ جب مشرق کی طرف سے سیاہی بشکل غبار نمودار ہو اور گردوغبار سے مطلع صاف ہو وہی اولی وقت افطار کا ہے۔ اسی کے اندازہ سے گردوغبار اور ابر کے دن گھڑی سے اور اطمینان قلب دس پانچ تجربہ کار لوگوں سے افطار کیا جائے اور جیسے صاف مطلع میں اول وقت افطار کرنا سنت ہے ابر کے دن بعد معمولی تاخیر مستحب ہے۔ طلوع اور غروب آفتاب کی تحقیق کے بعد جتنی رات ہو اس کے چھ حصے کھانے پینے کے ہیں اور طلوع آفتاب تک ساتویں حصہ صبح

صادق شروع ہو جاتی ہے۔ مثلاً اگر رات سات گھنٹے کی ہو، طلوع آفتاب تک چھ گھنٹے
کھانے کے ہوں گے اور ایک گھنٹہ چھوڑنے کا (یہ وقت صبح صادق کا احتیاطاً فقہاء نے
لکھا ہے ورنہ صبح صادق اس وقت پہلے پیدا ہوتی ہے اردو میں جس کو پو پھوٹنا کہتے ہیں
وہ اس سفیدی کا نام ہے جو مشرق سے ظاہر ہو کر کناروں آسمانوں پر پھیلتی چلی جاتی ہے)

سحری اخیر وقت کھانا مستحب ہے۔ افضل کھجور سے افطار کرنا ہے بلکہ ایک
روایت نزہۃ المجالس میں ہے کہ کھجور یا چھوہارے پر افطار کرنے سے ایک
نماز کا ثواب چار سو نماز کی برابر ہو جاتا ہے۔ سحری کھانا موجب ونزول رحمت ہے

صفحہ ۲۳۰ جلد چہارم اتحاف السادہ میں مسند ابویعلیٰ سے منقول ہے

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

**كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يحب ان يفطر علی ثلث تمرات
او شيلم يصبه النار**

ترجمہ: حضور ﷺ تین کھجوروں پر افطار کرنے کو دوست رکھتے تھے یا ایسی چیز
سے جس کو آگ نے نہ چھوا ہو اور ایک روایت میں آیا ہے کہ اگر کھجور نہ ہو تو پانی سے
افطار کرنا افضل ہے۔ (مشکوۃ کتاب الصوم)

اور شریعت میں مسلمان مرد اور عورت غیر حائضہ اور نفسا کے کھانے پینے
اور جماع کے چھوڑنے کو کہتے ہیں۔ صبح صادق سے غروب آفتاب تک نیت روزہ کے
ساتھ روزہ رمضان اور نذر معین (کسی خاص دن کے روزے معین کر کے مثلاً جمعہ یا پیر
وغیرہ کی نذر ماننا) کہتے ہیں اور نفل روزہ کی نیت دو پہر شرعی سے پہلے کر سکتے ہیں اور
بہتر یہی ہے کہ مغرب سے صبح صادق تک نیت کرلے۔ ان تینوں روزوں کی
اگر بلا تعیین فرض و نفل مطلقاً روزہ ہی کی نیت کرلی جائے کافی ہے اگر مطلقاً نذر مانی

جائے کہ میرا یہ کام ہو جائے گا تو میں دو یا ایک روزہ رکھوں گا۔ یہ روزہ جب تک یہ
نیت نہ کی جائے کہ نذر کا روزہ رکھتا ہوں نذر ادا نہ ہو گا انتیس شعبان کو جب چاند نہ
دیکھا جائے اور ابر و غبار کے دن جب تک ایک متقی، پرہیز گار نمازی مرد یا عورت بالغ
عاقل کی خبر سے چاند کا دیکھنا ثابت نہ ہو جائے تیس شعبان کو روزہ رکھنا درست نہیں اور
تیس تاریخ کے چاند کو دیکھنا مستحب ہے مگر اس کے ثبوت کے لیے نہ دیکھنے کی ضرورت
ہے نہ ثبوت کی، کسی عادل کی خبر سے اور اگر کسی نے رمضان یا عید الفطر کا چاند دیکھ
لیا اور قاضی یا حاکم شریعت نے اسکی شہادت رد کر دی تو رمضان کے روزے
رکھنا شروع کر دے اور مجرد اپنے دیکھنے پر عید کا دن سمجھ کر افطار نہ کرے اور اگر روزہ
شروع نہ کیا اور عید سمجھ کر اپنی رویت کے اعتبار سے روزہ نہ رکھا قضا اس روزہ کی لازم
ہو گی البتہ کفارہ لازم نہ ہو گا۔

بحر الرائق میں ہے انتیس رمضان کو اگر ابر و غبار ہو دو آدمی متقی پرہیز گاروں کی خبر
پر اگر وہاں حاکم اسلام اور قاضی نہ ہو تو لوگوں کو مناسب ہے کہ روزہ رکھے اور عادل
مسلمانوں کی خبر پر افطار کرلیں اور اگر قاضی مفتی ہو تو عادل مسلمانوں کا شہادت دینا اور
دعوی رویت چاند دیکھنے کو کہتے ہیں) کرنا قبول شہادت کے لیئے ضروری ہے اور بعد
گزر جانے وقت شہادت کے گواہی دی اسکی خبر یا گواہی قبول کرنا درست نہیں۔ (عالمگیری)

تیس شعبان اس نیت سے روزہ رکھا کہ اگر چاند ہو گیا، رمضان کا روزہ
رکھتا ہوں ورنہ نفلی روزہ رکھتا ہوں موجب نافرمانی رسول اللہ ﷺ ہے اور مکروہ۔ اگر
بلا قصد روزہ رمضان اس نیت سے تیس شعبان کو روزہ رکھا جائے کہ نفل روزہ رکھتا ہوں
یا ہر مہینہ کے آخر میں یہ شخص ہمیشہ روزہ رکھتا تھا یا تیس شعبان یا جمعرات یا جمعہ یا پیر کی
ہوئی اور ہمیشہ ان دنوں میں روزہ رکھتا تھا۔ اس صورت میں اگر روزہ رکھا جائے

مضائقہ نہیں۔ پھر اگر گواہی سے وہ دن رمضان کا ثابت ہو گیا تو وہ روزہ نفل نہ رہے گا
بلکہ رمضان سے شمار کیا جائے گا۔

اگر مطلع صاف ہو اور چاند نظر نہ آئے اور مختلف جگہ کے اس قدر لوگ
اطراف و جوانب یا بلند مقاموں سے آکر خبر دیں کہ ہم نے انتیس کو چاند دیکھا ہے ان
کی خبر سے یقین آجائے تو ان کی خبر پر روزہ رکھ لیا جائے۔ باقی سب چاندوں کا حکم
مثل عید کے چاند کے ہے اور صحیح اور مفتی بہ یہی روایت ہے کہ مشرق والے مغرب
والوں کی گواہی پر روزہ رکھیں اور نیز افطار کرلیں اور مغرب والے مشرق والوں کی
شہادت پر اگر وہاں کی شہادت معتبر یہاں بموجب قواعد شریعت ثابت ہو جائے

وہ کیا باتیں ہیں جن سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ مکروہ ہوتا ہے

روزہ میں بھول کر کتنا ہی کھالینا یا پانی پی لینا یا جماع کر لینا اور یاد آتے ہی فو
را کھانا وغیرہ تھوک دینا اور جماع سے علیحدہ ہو جانا۔ یا سوتے میں نہانے کی حاجت
ہو جانا یا کسی عورت کو دیکھ کر انزال ہو جانا۔ یا سر میں یا مونچھوں میں خواہ داڑھی یا بدن
میں تیل لگا لینا یا مالش کرنا، پچھنے لگوانا۔ یا سرمہ صبح سے شام تک کسی وقت لگا لینا۔ یا
اپنی بیوی سے بغل گیر ہونا یا بیوی کو بوسہ دینا۔ اگر ان امور سے انزال نہ ہو۔ یا صبح سے
شام تک جب جی چاہے سنت سمجھ کر مسواک تر ہو خواہ خشک وضو کرنا، خواہ بلا وضو بلکہ
حنفیوں کے نزدیک جیسے اور دنوں میں مسواک کرنا سنت موکدہ ہے، رمضان میں بھی
سنت ہے۔ گیلا کپڑا گرمی کے دفعہ کرنے کو اُوڑھ لینا یا سر گرمی کی شدت سے پانی ڈالنا
البتہ گھبراہٹ ظاہر کرنا مکروہ ہے۔ اگر آنسو قطرہ دو قطرہ منہ میں چلے جائیں کچھ حرج نہیں مگر
اگر نمکین مزہ معلوم ہو اور نگل جائے قضا لازم ہوگی۔ یا منہ میں دھواں یا غبار یا مکھی کا بے اختیا
ر داخل ہو جانا۔ البتہ آگ سے دھواں منہ میں لے گا خواہ عود عنبر ہی سلگا کر تو ضرور قضا لازم

آئے گی۔ یا بہت کم چیز جو دانتوں میں رہ جاتی ہے اور زبان پھیرنے سے نکل آتی ہے کھالینا
۔ یا خود بخود بلا اختیار قے کا آنا اور بلا اختیار حلق میں لوٹ جانا۔ خوشبو لگانا، عطر ملنا۔

جن سے روزہ ٹوٹ جائے اور فقط قضا لازم آئے نہ کہ کفارہ وہ کیا ہیں

قے کو قصداً حلق میں لوٹانا، قصداً قے کرنا، منہ بھر کے ہو یا نہ ہو۔ بقول اما
م محمد رحمۃ اللہ علیہ، بحر الرائق میں ہے کہ ظاہر الروایت قول امام محمد رحمۃ اللہ علیہ ہی ہے لہٰذا
فتویٰ اسی پر ہونا چاہیے اگرچہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جب قصداً منہ بھر
کے قے کرے۔ صاحب در مختار فرماتے ہیں "یہ روایت صحیح ہے" بہرنہج قول امام محمد ر
حمۃ اللہ علیہ میں اختیار ہے اور قول امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ رخصت پر مبنی ہے۔

کنکر یا لوہے وغیرہ کو نگل جانا۔ بحر الرائق میں ماحاصل اس مسئلہ کا یہ ہے کہ
جو چیز نہ بطریق دوا کے کھائی جائے، نہ بطریق غذا جیسے پتھر، مٹی، آٹا خشک، چاول،
گندھا آٹا ان کے کھانے سے فقط روزہ کہ قضا لازم آتی ہے نہ کہ کفارہ بشرطیکہ ان
چیزوں کے کھانے کی عادت نہ ہو اور اگر ان چیزوں کے کھانے کی عادت رکھتا ہو یا
مکرر سہ کرر فقط روزہ داران کی ضد پر بغرض اظہارِ گناہ یہ حرکت کرتا ہے تو زجراً اس پر
کفارہ بھی لازم ہوگا۔ علامہ ابنِ نجیم فرماتے ہیں اسی پر فتویٰ مناسب ہے اور بہت شہر
وں کے علماءِ دین نے اسی پر فتویٰ دیا ہے۔ بغیر جماع یا لواطت (یعنی اغلام) کے اگر
اور کسی طریق بیجا سے انزال ہو جائے۔

علاوہ رمضان کے روزہ کے اگر نفلی یا نذر کے روزہ توڑ دیا جائے۔ یا کسی
ضرورت سے حقنہ کرایا جائے یا کسی قسم کی ناس سونگھ لی جائے۔ یا کان میں علاوہ پانی
کے کچھ ٹپکایا جائے اور پانی کے ٹپکائے جانے میں اختلاف ہے اختیار اس میں ہے کہ
اگر کان میں ٹپکا لیا جائے اُس روزہ کو پورا کرے اور اُس قضاء روزہ بھی رکھ لے۔

اسی طرح اگر پیٹ کے یا سر کے زخم میں دوا ٹپکائی جائے اور وہ پیٹ یا دما
غ تک پہنچ جائے اور سوراخ ذکر میں پانی یا دوا یا تیل ٹپکانے سے اگر مثانے تک پہنچ
جائے ضرور قضا لازم ہوگی مگر امامِ اعظم اور امام محمد رحمتہ اللہ علیہما فرماتے ہیں کہ مثانے
تک سوراخ ذکر میں ٹپکانے سے کچھ نہیں پہنچ سکتا۔ البتہ عورت کی شرمگاہ میں اگر کوئی
دوا ٹپکائی جائے گی ضرور مثانے تک پہنچ جائے گی لہٰذا بالاتفاق عورت پر اُس کی قضا لا
زم ہوگی اور امام ابو یوسف رحمتہ اللہ علیہ کی تحقیق یہی ہے کہ مرد و عورت دونوں کی مثانہ
تک ٹپکانے سے دوا پہنچ جاتی ہے لہٰذا دونوں پر قضا لازم ہوگی۔ بضرورت اگر شافہ
رکھا جائے، جائز ہے۔ غروبِ آفتاب کے یقین پر بوجہ اَبر وغبار افطار کر لیا یا رات کے
گمان پر کھاتے رہے پھر معلوم ہوا کہ غروب نہیں ہوا تھا یا صبح صادق ہوگئی تھی۔ اس
روزہ کی قضا کر لی جائے۔

وہ اُمور کتنے ہیں جن سے قضاء اور کفارہ دونوں لازم ہو جاتے ہیں

قصداً جماع کرنا یا جماع کروانا، لواطت کرانا۔

روزہ رکھ کر قصداً روزہ میں دوا یا کاغذ کا کھانا یا کسی چیز کا پینا۔

روزہ کو قصداً توڑنے کا کفارہ

ایک غلام شرعی آزاد کرنا، اگر غلام آزاد نہ کر سکے، ساٹھ (۶۰) دن پے در
پے روزے رکھے بعد قضا کرنے اُس روزہ کے جس کو توڑا ہے، کفارہ کے روزے اس
طرح رکھے کہ اُن کے درمیان عید یا بقرعید اور ایامِ تشریق یعنی گیارھویں، بارھویں۔
تیرھویں ذی الحجہ کی نہ آئے اس واسطے کی ان دنوں میں روزہ رکھنا جائز ہے۔
اگر کفارہ کے روزے شروع کر کے ایک ماہ یا دس دن بعد مثلاً روزہ توڑ دیا یا

ایک دن روزہ نہ رکھا، یہ روزے نفلی ہو گئے اور کفارہ کے روزے پھر سے شروع کرے۔

کفارہ کے روزوں میں اگر ایامِ حیض آجائیں اور حیض سے پاک ہوتے ہی
پھر روزے شروع کر دے تو اَز سرِ نو شروع کرنے کی ضرورت نہیں، یہ فاصلہ درمیانی
معاف ہے۔ البتہ بعد پاکی کے اگر ایک دن بھی روزہ نہ رکھے گئے پھر اَز سرِ نو روزے
رکھنے پے در پے دو ماہ کے لازم ہوں گے۔ سفر یا نفاس کی وجہ سے اگر کفارہ کے
روزے شروع کر کے ایک دن ہی روزہ ترک کر دیا اَز سرِ نو روزہ شروع کرنا لازم ہوگا۔

البتہ اگر روزہ نہ رکھ سکے، ساٹھ مسکینوں کو صبح شام دو وقت پیٹ بھر کر کھانا
کھلائے۔ اگر جَو جوار کی روٹی ہوں، ترکاری کا ہونا ضروری ہے اور اگر گیہوں کی روٹی
ہوں تو ترکاری کیساتھ کھلانا مستحب ہے۔ یا اُن کو فی کس آدھ پاؤ کم دو سیر گیہوں کا ما
لک بنانا اور احتیاط یہ ہے کہ فی کس تین چھٹانک دو سیر گیہوں دیئے جائیں۔ اسی
روپیہ بھر کے انگریزی سیر سے۔ اس واسطے کہ وزن صاع میں، جو ایک پیمانہ ہے اختلا
ف ہے، اگر ساٹھ مسکینوں کے گیہوں جو بقول احتیاطی تین من چار سیر تقریباً ہوتے
ہیں۔ ایک مسکین کو دیدیں تو فقط ایک مسکین کے حصہ سے برأت ہوگی اور اُنسٹھ
مسکینوں کو دینا باقی رہے گا۔ البتہ ایک مسکین کو دو وقت ساٹھ دن تک کھلایا جائے تو بلا
شبہ کفارہ ادا ہو جائے گا۔ مثل زکوٰۃ کے اس کفارہ کے گیہوں باپ، بیٹے کو نہیں دے
سکے سکتا۔ علیٰ ہذا بیٹا باپ دادا کو، نہ میاں بیوی کو، نہ بیوی میاں کو، سادات کو مثل زکوٰۃ
دینا بہتر نہیں اور کافر کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

روزہ میں مکروہ کتنے امور ہیں اور کتنے جائز؟

کسی کی غیبت کرنا، کسی چیز کو بلا ضرورت سخت مثل خوف شوہر ظالم یا حاکم
ظالم کی چکھ لینا، یا کسی چیز کا چبانا اور اگر بچہ کو چبا کر کوئی بے روزہ دار مثل حائضہ عورت

یا نابالغ بچہ کو کھلانا والا نہیں ہے اور بچہ بھوک سے پریشان ہے لہٰذا اگر اُس کو چبا کر کھلا دیا جائے تو بلا کراہت جائز ہے۔ علیٰ ہذا مصطگی وغیرہ ایسا گوند چبایا جو گھل کر اندر نہ جائے۔

کسی حالت میں روزہ رکھ کر روزہ توڑنا جائز بھی ہے کہ

جس توڑنے سے فقط قضا لازم ہو اور کفارہ لازم نہ ہو

غلبہ ظن کے ساتھ یا طبیب مسلمان متقی کے کہنے سے خوف زیادتی مرض کا ہو تو روزہ توڑنا جائز ہے۔ چنانچہ صاحب بحر الرائق خلاصہ سے نقل فرماتے ہیں کہ اگر بخار کی باری کے دن باری کے بخار والے نے روزہ رکھ کر توڑ دیا۔ اگر بخار آ گیا فقط لازم ہوگی اور بخار نہ آیا، علاوہ قضا کے کفارہ بھی لازم ہوگا۔ کسی زبردست کی زبردستی سے بخوف جان یا مال یا نقصان کسی عضو کے بھی افطار جائز ہے۔ اگر کسی زبردستی سے بخوف جان یا مال یا نقصانِ عضو سفر کرنا پڑے کہ جس سے جان پر آبنے، افطار جائز ہے۔

حمل گرنے کے خوف سے سفر میں حد تھک جانے اور جان تک نوبت پہنچ جانے کے وقت دودھ پلانے والی کو بچے کے تلف ہونے کے یقینی خوف کے وقت شدت پیاس اور بھوک کے وقت جب جان پر آبنے اور یک لخت ایسا ضعف اور بڑھا یا عارض ہونے سے کہ روزہ پورا کرنے میں خوف شدتِ مرض یا جان ہو اور ان لوگوں کو رخصت ہے کہ پہلے سے روزہ کی نیت نہ کریں اور بعد ازالہ خوف روزے قضا کر لیں شیخ فانی جس کو اپنی تندرستی کی اُمید نہ ہو روزانہ ایک مسکین کو دو وقت ترکاری کے ساتھ شکم سیر کھانا کھلا دیا کرے پھر اگر تندرست ہو جائے ضرور قضاء کرے، ورنہ گنہگار ہوگا اگر باوجود طاقت نہ کھلائے گا، ہاں اگر ایسا ہے مسکین ہے تو استغفار پڑھتا رہے اور سچا ارادہ رکھے کہ اگر طاقت آ جائے گی، ضرور قضا کر لوں گا۔

مسائل تراویح

تراویح بقول مفتی بیس رکعت جماعت کے ساتھ سنت موکدہ ہے چنانچہ موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میں بسند صحیح مروی ہے کہ حضرت عمرؓ کے زمانہ میں تیئس رکعت کے ساتھ قیام کیا کرتے تھے۔ بیس رکعت تراویح اور تین رکعت وتر۔ لہٰذا علاوہ ان تیئس رکعت کے زیادہ جماعت کے ساتھ پڑھنا مکروہ ہے۔ فتاویٰ عالمگیریہ میں خلاصہ سے ہے نماز عشاء کے بعد سے صبح صادق تک وتروں سے قبل اور وتروں کے بعد بھی تراویح پڑھ سکتے ہیں۔ اگر عشاء کی نماز دھوکے سے بے وضو یا ناپاک کپڑے سے پڑھ لی اور تراویح اور وتر باوضو اور پاک کپڑے پہن کر پھر معلوم ہوا کہ عشاء بے وضو پڑھی گئی تو بقول مختار عشاء کی نماز معہ سنتوں عشاء و تراویح اور وتر کی دھرائی جائے گی۔ گو وتر کے اعادہ میں اختلاف ہے۔ ہر چار رکعت کے بعد بقدر چار رکعت کے بیٹھنا تسبیح و تحلیل یا درود پڑھنا مستحب ہے جامع الرموز میں تین دفعہ اس تسبیح کو پڑھنا مستحب لکھا ہے

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ. سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْکِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِکِ الْحَیِّ الَّذِی لَا یَمُوْتُ سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلَائِکَةِ وَالرُّوحِ. لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ یَا اَللّٰهُ نَسْئَلُکَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِکَ مِنَ النَّارِ۔

اگر وتروں اور تراویح کے درمیان لوگوں کو بیٹھنا ناگوار ہو، نہ بیٹھے۔ تراویح مرد و عورت دونوں کو پڑھنا سنت ہے۔ تراویح کی جماعت بھی مردوں پر سنت موکدہ ہے۔ اگر تراویح جماعت کے ساتھ گھر میں پڑھی جائیں ثواب جماعت مل جائے گا مگر ثواب مسجد سے محروم رہے گا۔ اگر اپنی مسجد میں ختم قرآن یا جماعت تراویح نہ ہو یا

دوسری جگہ امام خوش الحان ہو اور ان وجوہ سے مسجد محلہ چھوڑ کر دوسری جگہ جائے جائز ہے مگر بہ نسبت خوش الحان امام کا درست خواں ہونا ضرور ہے۔ ایک امام کو دو مسجدوں میں پوری پوری تراویح پڑھنا جائز نہیں۔ اگر آدھی ایک مسجد میں پڑھے آدھی دوسری مسجد میں، مضائقہ نہیں۔ افضل ایک امام کے پیچھے پوری تراویح پڑھنا ہے۔ اگر دو اماموں کے پیچھے تراویح پڑھی جائے تو طریق مستحب یہ ہے کہ پوری تسبیح کے بعد دوسرا امام شروع کرے ڈھائی یا ڈیڑھ یا ساڑھے تین تسبیح کے بعد دوسرے امام کا تراویح شروع کرنا خلاف طریق مستحب ہے۔ جائز ہے کہ فرض ایک امام پڑھائے اور تراویح دوسرا امام بلکہ سنت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرض اور وتر پڑھاتے تھے اور حضرت ابیؓ تراویح فتاویٰ عالمگیری میں سراج وہاج سے اس طرح نقل کیا ہے کہ امامت لڑکے عاقل نابالغ کی بعض کے نزدیک تراویح جائز ہے اور اکثر کے نزدیک ناجائز ہے اور یہی قول قوی مطابق اصول حنفیہ کے ہے قاضی خاں میں ہے کہ بروایت صحیح اگر وقت تراویح فوت ہو جائے ان کی قضا بلا جماعت جائز ہے نہ با جماعت بعد وتر اگر یاد آئے کہ تراویح اٹھارہ رکعت ہی ہوئی ہے اگر جماعت سے دو رکعت ادا کر لیں جائز ہیں بعض فرماتے ہیں کہ علیحدہ علیحدہ پڑھیں۔ فرض میں یا تراویح میں اگر بعض مقتدی کہیں کہ تین رکعت ہوئی ہے اور بعض کہیں کہ دو رکعت ہوئی ہے تو جس طرف امام کو یقین ہو اس پر عمل کرے ورنہ جس کو امام سچا جانے اس کے قول پر عمل کرے علامہ حصکفی صفحہ ۵۲۲ درمختار میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ تراویح میں کل قرآن مجید پڑھنا سننا سنت ہے اور دو قرآن سننا پڑھنا فضیلت ہے اور تین پڑھنا سننا افضل ہے اور بوجہ کاہلی اور سستی سامعین کے ختم قرآن نہ ترک کیا جائے۔ البتہ اگر سامعین کم ہمت اور سست ہو تو سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ اور اَلتَّحِیَّاتُ، درود شریف تو

ضرور پڑھے بعدہ جو دعا پڑھی جاتی ہے ترک کر دی جائے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔

اگر جماعت فرض میں کسی کو شرکت نہ میسر ہو اور تنہا فرض پڑھے تو اس کو تراویح جماعت سے پڑھنا جائز ہے البتہ سب لوگ فرض علیحدہ علیحدہ پڑھیں تو ان کو تراویح جماعت سے پڑھنا جائز نہیں، نہ کسی دوسرے شخص کو ان کی جماعت میں شریک ہونا جائز۔

اگر کسی نے تراویح نہیں پڑھی یا وتر پڑھانے والے امام کے ساتھ تراویح نہیں پڑھی تو فقہ معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے لیکن اگر فرض اور تراویح دونوں جماعت سے نہیں ادا کیے یا فقط فرض نہ اس جماعت کے ساتھ پڑھے، نہ دوسری کسی جماعت کے ساتھ تو اس کو وتر جماعت کے ساتھ پڑھنا جائز نہیں۔

علامہ شامی قہستانی سے تحریر فرماتے ہیں کہ صحیح یہی روایت ہے۔ لہذا اگر تارک جماعت فرض اور تراویح یا فقط تارک جماعت فرض وتر جماعت سے پڑھے گا، مرتکب فعل مکروہ ہوگا، نہ یہ کہ وتر بھی صحیح نہ ہوں اور اگر ایک یا دو تسبیح رہ جائے تو وتر جماعت سے پڑھ کر بموجب روایت صحیح دونوں تسبیح پیچھے ادا کر دی جائیں۔

اگر آنے والے نمازی نے جماعت ہوتی ہوئی پائی اور یہ نہیں معلوم کر سکتا کہ فرضوں کی جماعت ہے یا تراویح کی، خلاصہ سے فتاویٰ ہندیہ میں لکھا ہے کہ اگر نیت اسطرح کرے گا کہ اگر نماز عشاء کی ہے، پیچھے اس امام کے عشاء کی نیت کرتا ہوں اور اگر تراویح ہے، تراویح کی نیت کرتا ہوں تو اقتداء صحیح ہو جائے گی پھر اگر معلوم ہوا کے کہ نماز عشاء تھی تو نماز ہو گئی اور اگر تراویح تو نفل ہو گئی، تراویح پھر پڑھے۔ اس واسطے کہ پہلے گزر چکا ہے کہ تراویح کا وقت بعد عشاء کے ہوتا ہے۔ فرض اور نفل اور وتر کی جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر کسی جماعت لیے چار تسبیح تراویح کی ملی تو اول تسبیح دوسری جگہ، دوسری خواہ تیسری خواہ چوتھی خواہ پانچویں تسبیح پڑھے

واے امام کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔

دونوں رکعت تراویح، بلکہ فرض میں اگر قرأت برابر پڑھی جائے بہتر ہے مگر امام محمدؒ کے نزدیک اوّل رکعت دوسری رکعت سے زیادہ پڑھنا افضل ہے۔

ستائیسویں کو ختم کرنا قرآن کا تراویح میں افضل ہے۔ اسی واسطے مشائخ رحمہم اللہ نے تمام قرآن میں پانچ سو چالیس رکوع معین کئے ہیں اس واسطے کہ تراویح کی ستائیسویں کو پانچ سو چالیس ہی رکعت ہوتی ہے لہذا ہر رکعت میں ایک رکوع پڑھنا افضل ہے۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ ہر رکعت میں بیس بیس آیت پڑھنا افضل ہے اس حساب سے بیس تراویح میں روزانہ چار سو آیت ہو جائے گی اور چار سو، ستائیس میں ضرب دینے سے دس ہزار آٹھ سو آیتیں ہوتی ہیں چنانچہ کل قرآن مجید میں اسی قدر آیتیں ہے۔

بعد ختم قرآن تراویح میں آخر ماہ رمضان تک تراویح ضرور پڑھنا چاہئے جوہرہ النیرہ اور سراج الوہاج سے فتاویٰ ہندیہ میں بعد ختم تراویح چھوڑ دینے کو مکروہ تحریمہ لکھا ہے۔

اگر تراویح میں بھول کر ایک سورۃ یا دو چار آیت درمیان سے چھوٹ گئی تو اس سورت میں یا ان آیتوں بھولی ہوئی سے سب پڑھی ہوئی کو دوبارہ پڑھنا مستحب ہے تاکہ ترتیب قرآن میں فرق نہ آئے اور اگر فقط چھوٹی ہوئی آیت کو پڑھ کر جس قدر پڑھ لیا ہے اس کے آگے سے شروع کردے گا، گو جائز ہے مگر خلاف طریق سنت ہے۔ اسی طرح فتاویٰ قاضی خاں میں ہے اگر کسی وجہ سے نماز تراویح فاسد ہوگئی تو جس قدر قرآن اس میں پڑھا گیا تھا وہ ضرور دوہرایا جائے تاکہ ختم قرآن جو تراویح میں سنت موکدہ ہے جائز طریق پر واقع ہو جائے۔

اگر کہیں حافظ قرآن نہ ہو تو بعض فرماتے ہیں فقط قل ھو اللہ سے تمام تراویح کی بیسوں رکعت پڑھ لی جائیں اور بعض فرماتے ہیں کہ الم ترکیف سے قل اعوذ برب الناس تک کے ساتھ تمام تراویح پڑھ لی جائیں۔ اس طرح کہ ہر رکعت میں ایک سورت پڑھی جائے۔ اگر بلا عذر بیٹھ کر تراویح پڑھی جائیں گی، بہ نسبت قیام کے آدھا ثواب ملے گا طریق مستحب یہی ہے کہ تمام تراویح کھڑے ہو کر پڑھی جائیں۔

اگر امام کسی عذر سے بیٹھ کر تراویح پڑھے صحیح روایت یہی ہے کہ مقتدی کھڑے ہو کر پڑھیں۔ اگر امام نے بھول کر ایک سلام سے چار تراویح پڑھ لیں اور دوسری رکعت میں نہ بیٹھا اور سجدہ سہو کر لیا تو امام اعظم اور امام ابو یوسفؒ سے اظہر روایت یہی ہے کہ استحساناً چاروں رکعت ہو گئیں اور فتاویٰ عالمگیری میں فتاویٰ قاضی خاں اور سراج الوہاج سے منقول ہے، محمد بن الفضلؒ اور ابو بکر فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ ان چاروں رکعت سے دو رکعت یعنی دو رکعت اول تراویح ہوں گی اور دو رکعت نفل اور اگر دوسری رکعت میں مقدار التحیات بیٹھ کر اس کو اول رکعت سمجھ کر کھڑا ہو گیا جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہیں کیا اگر یاد آجائے یا مقتدی سبحان اللہ کہہ کر یاد لائیں تو لازم ہے کہ بیٹھ کر التحیات درود و دعا پڑھ کر سلام پھیر کر دو سجدہ سہو کر کے پھر التحیات و درود و دعا پڑھ کر سلام پھیر دے اور اگر بعد تیسری رکعت کے سجدے کی یاد آئے، چوتھی رکعت ملالے اور التحیات، درود و دعا پڑھ کے اسی طرح بعد سلام سجدہ کر کے پھر التحیات، درود پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دے مگر اس صورت میں بھی بعض مشائخ کا یہی قول ہے کہ دو رکعت اول تراویح ہوں گی اور باقی دو نفل اور فتاویٰ ہندیہ میں قاضی خان سے منقول ہے کہ عام مشائخ یہی فرماتے ہیں کہ اندریں صورت چاروں رکعت تراویح ہی شمار کی جائیں گی اور صحیح یہی روایت ہے اور اگر بیسوں تراویح ایک ہی

سلام سے پڑھی اور ہر رکعت پر قاعدہ کو کیا یا آٹھ یا دس رکعت قصداً ایک سلام سے
پڑھے اور ہر دو رکعت پر قاعدہ کر لیا، قصداً تو بلاشبہ تراویح ادا تو ہو جائیں گی مگر یہ طریق
خلاف طریق۔(الخ)

مستحب ہے اور اگر ہر رکعت پر قاعدہ نہیں کیا اور فقط آخری میں کیا تو
استحساناً وہ کل رکعت قائم مقام دو رکعت تراویح کی رکھی جائیں گی۔ اگر امام کے ساتھ
ایک رکعت پڑھ لی اور پھر رکوع میں یا قیام میں سوتا رہ گیا اور امام کے سلام کی آواز سن
کر آنکھ کھلی جس قدر نماز رہ گئی ہے اس کو لازم ہے کہ اسی طرح پوری کرے جیسے امام
کے پیچھے پوری کرتا ہے۔ یعنی الحمد اور سورت نہ پڑھے اور بقدر الحمد و سورت قیام
کر کے نماز پوری کر کے سلام پھیر دے اور کل جماعت والی نمازوں میں فرائض
پنجگانہ ہوں یا تراویح یا نماز جمعہ یا عیدین یہی حکم ہے کہ اگر سوتا رہا اور امام کے پیچھے ہی
سمجھ کر نماز پوری کرے تا کہ ثواب جماعت فوت نہ ہو جائے۔ ایسا ہرگز نہ کرے کہ رہی
ہوئی رکعتوں کو چھوڑ کر امام کے ساتھ شریک ہو جائے مثلاً امام کے ساتھ نیت کر کے
سوتا رہ گیا اور جب امام دوسری رکعت کھڑا ہوا تو اس کو چاہیے کہ اول رکعت رہی ہوئی
بغیر الحمد سورۃ کے پڑھے پھر امام کے ساتھ مل سکے تو دوسری میں شریک ہو جائے۔ ورنہ
امام دوسری پڑھے یہ پہلی پڑھے امام سلام پھیرے یہ دوسری پڑھ کر سلام پھیرے اگر
امام تراویح میں سو گیا اور مثلاً سوتے سوتے ایک سی پارہ یا آدھا پارہ پڑھ لیا جب آنکھ
کھلی سونے کی حالت میں جس قدر پڑھا ہے اس کو پھر دھرا لے اس واسطے کہ سونے کی
حالت کا عمل قابل اعتبار نہیں ہوتا۔

احکام اعتکاف

بیس رمضان کی عصر سے عید کا چاند دیکھنے تک اعتکاف کرنا تمام مسلمانوں پر سنت
موکدہ کفایہ ہے یعنی تمام شہر کے مسلمانوں سے یا تمام محلّہ کے مسلمانوں سے ایک شخص
بھی اگر اعتکاف کر لے گا تو اعتکاف نہ کرنے کا گناہ کسی پر نہ رہیگا ورنہ تمام اہل
شہر تارک سنت اور گنہگار ہوں گے، اعتکاف ایسی مسجد میں کرے جس میں پانچوں
وقت کی نماز جماعت سے ہوتی ہو۔ اعتکاف گوشہ نشینی کو کہتے ہیں، حضور ﷺ ہمیشہ
رمضان شریف میں بلاناغہ بیس تاریخ کو عصر سے عید کے چاند تک اپنی مقدس مسجد میں
اعتکاف فرمایا کرتے تھے۔

بعد نیت اعتکاف حد مسجد سے باہر نکلنا بجز انسانی حاجتوں اور شرعی حاجتوں
کے حرام ہو جاتا ہے۔ انسانی حاجتیں، پیشاب اور پاخانہ ہے اور نہانا، اگر نہانے کی
حاجت ہو جائے اور استنجا کرنا اور وضو کرنا اور اگر کوئی گھر سے مسجد میں کھانا لانے والا نہ
ہو تو بحر الرائق اور مراقی الفلاح اور طحطاوی میں ہے کہ کھانا کھانے سے واسطے بعد
مغرب گھر تک جانا بھی حوائج ضروریہ انسانی سے ہو جاتا ہے اور بہتر یہی ہے کہ
کھانا گھر سے لے آئے اور مسجد میں کھائے اور حاجات شرعی سے نماز جمعہ ہے
لہذا نماز جمعہ کو ایسے وقت جائے کہ وہاں جا کر چار سنتیں پڑھ کر خطبہ سن لے اور بعدہ
چھ رکعت سنت پڑھ لے، اور جن ملکوں میں امیر الاسلام نہیں ہے منحۃ الخالق میں ہے
وہاں، اپنی مسجد اعتکاف میں آ کر چار رکعت فرض اس نیت سے پڑھے کہ میں وہ
چار رکعت فرض اس آخر ظہر کے پڑھتا ہوں جو میرے ذمہ لازم ہے۔ طریق مستحب
یہی ہے اور اگر زیادہ ٹھہر جائے یا وہاں ہی اعتکاف پورا کر لے جب بھی کچھ مضائقہ

نہیں اگرچہ امر مکروہ ہے۔

اور اذان کے واسطے اگر مینارہ اذان کا دروازہ مسجد سے باہر ہو اور معتکف موذن ہے خواہ موذن باہر مینارہ پر جانا ظاہر الروایت میں جائز ہے مگر بقول صحیح امام ناجائز۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ نہ نکلے اور اگر معتکف وقت نیت کرنے اعتکاف کے یہ شرط کرے کہ عبادت اور نماز الخ۔ جنازہ کی اگر ضرورت ہوگی یا مجلس وعظ میں جانے کی تو بموجب اپنی شرط بقدر ضرورت امور مذکور کے واسطے مسجد سے باہر جانا جائز ہے اور بلا نیت اگر پاخانہ جاتے وقت گھر ہوتا جائے یا چلتے چلتے عیادت مریض کرلے مضائقہ نہیں۔

یہ تمام احکام بموجب تحقیق امام اعظم رحمۃ اللہ تعالی علیہ ہیں۔ چنانچہ امام اعظمؒ کے نزدیک تو اگر بغرض ٹھنڈک حاصل کرنے کے غسل کرنے کو ایک ساعت یعنی ذراسی دیر کو بھی قصداً خواہ بھول کر مسجد سے باہر جائے گا، اعتکاف ٹوٹ جائے گا اور امام ابو یوسف اور امام محمدؒ کے نزدیک اگرچہ بلاضرورت مذکورہ معتکف کو مسجد سے باہر نکلنا مکروہ ہے مگر جب تک آدھے دن سے زیادہ مسجد سے باہر نہ رہے گا، اعتکاف نہ ٹوٹے گا بحرالرائق میں ہے کہ ہدایہ سے یہی قول راجح معلوم ہوتا ہے اور فتح القدیر میں قول امام کو ترجیح دی ہے۔ ایسی صورت میں دونوں قولوں میں سے جس پر چاہے عمل کرے۔ امام کے قول میں احتیاط ہے اور قول صاحبین رخصت پر مبنی ہے۔ اعتکاف میں معتکف کو مسجد میں کھانا پینا، سونا دین کی کتابوں کا پڑھنا، مسائل دینی بیان کرنا، بزرگادین کے اور پیغمبروں کے حالات بیان کرنا، اگر ضرورت پڑے بغیر لانے مال کے مسجد میں زبانی خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ عبادت سمجھ کر مطلقاً چپ رہنا یا دنیا کی باتیں کرنا مطلقاً مکروہ ہے۔ مسجد سے سر باہر نکال کر بیوی سے سر دھلوا لینا جائز ہے باقی تمام امور بوس و کنار وغیرہ معتکف کو مطلقاً ناجائز ہیں۔

اور نفلی اعتکاف کے واسطے کوئی مدت مقرر نہیں۔ جو شخص جتنی دیر مسجد میں ٹھہرے اور نیت اعتکاف کرے، مفت ثواب اعتکاف پائے گا اسی آخیر کے عشرہ میں جس میں اعتکاف کیا جاتا ہے، بموجب اکثر احادیث صحیحہ اور اقوال معتبرہ ایک رات ہے، جس کو لیلۃ القدر کہتے ہیں چنانچہ حدیث میں وارد ہے

اَلْتَمِسُوْهَا فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ ...... اور

تَحَرَّوْا لَیْلَةَ الْقَدْرِ فِی الْوِتْرِ مِنَ الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مِنْ رَمَضَانَ

یعنی حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر کو آخری عشرہ رمضان میں تلاش کرو اور آخیر عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔

مراقی الفلاح میں ہے یعنی اکیسویں رات میں، بائیسویں میں رات میں، پچیسویں رات میں یا ستائیسویں رات میں، یا انتیسویں رات میں اور بعض روایتوں میں پہلی رمضان بھی بتائی گئی ہے۔ اسی واسطے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سارے رمضان میں کبھی پہلی شب کو ہوتی ہے، کبھی بیچ کی راتوں میں، کبھی آخیر راتوں میں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چوبیسویں رات ہوتی ہے اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں پچیسویں شب ہے۔

علامہ شرنبلالی بعد اس تمام مضمون کے تحریر فرماتے ہیں کہ لیلۃ القدر معتدل رات ہوتی ہے، نہ گرم، نہ سرد۔ اور اس رات کی صبح کو آفتاب بلا شعاع مثل تھالی اور طشت کے صاف ٹھنڈا نکلتا ہے۔ بعض روایت میں آیا ہے کہ اس رات کو ضرور کچھ ترشح بھی ہو جاتی ہے، علامہ عبد الرحمن صفوری، نزہۃ المجالس میں بحوالہ تحریر اپنے والد ماجد کے تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب سے بالغ ہوا ہوں، کبھی ایسا نہیں ہوا کہ رمضان شریف میں، میں نے شب قدر کو نہ پایا ہو۔

میرا تجربہ ہے کہ اگر پہلی تاریخ رمضان کی اتوار کو یا بدھ کو ہے شب قدر انتیسویں رات کو ہوتی ہے اور جب پیر کی پہلی ہوتی ہے تو اکیسویں کو شب قدر ہوتی ہے اور جب جمعہ یا منگل کی پہلی ہوتی ہے تو ستائیسویں رات کو ہوتی ہے اور جب جمعرات کی پہلی ہوتی ہے تو پچیسویں شب لیلۃ القدر ہوتی ہے اور جب ہفتہ کی پہلی ہوتی ہے تو تیسویں شب کو ہوتی ہے۔ مگر اکثر احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ستائیسویں شب کو ہوتی ہے۔ مقصود یہ ہے کہ اس رات کی تلاش میں اگر عشرہ آخر کی دسویں رات شب بیداری کی جائے کیا عجب ہے کہ اللہ ہر رات کی عبادت کا ثواب شب قدر ہی کے برابر عطا فرمائے کسی اہل دل کا کیا خوب محبت آمیز شعر ہے:

ے اے دوست چہ پرسی زشب قدر نشانے
ہر شب شب قدر است اگر قدر بدانے

فضائل شب قدر

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ جل شانہ ارشاد فرماتا ہے:

لیلۃ القدر خیر من الف شھر

یعنی شب قدر کی عبادت کا ثواب ہزار مہینے یعنی تراسی برس چار مہینے کے لگا تار عبادت سے زیادہ اور بہتر ہے

علامہ صفوری علیہ الرحمۃ نزہۃ المجالس میں تحریر فرماتے ہیں کہ اللہ جل شانہ شب قدر میں فرماتا ہے کہ اے جبرائیل طاہر اور اے میکائیل ذاکر اور اے اسرافیل راکع علیہم السلام جاؤ میرے محبوب کی امت کے گنہگاروں کی زیارت کرو اور ستر ستر ہزار فرشتوں کو جو بالکل رحم مجسم ہوں اپنے ساتھ لے جاؤ۔ پھر اس شان عالی کے ساتھ یہ تینوں فرشتے چار نشان لیکر زمین کی طرف اترتے ہیں لواء الحمد، لواء مغفرت لواء کرم لواء رحمت اس اہتمام کو تمام آسمان والے فرشتے یہاں تک کہ حوریں سن کر رضوان داروغہ بہشت سے پوچھتی ہیں کہ آج اس قدر خیر و برکت کی یہ کیسی رات ہے؟ رضوان داروغہ فرماتے ہیں کہ آج تمہارے شوہروں کی نہایت شان عظمت کے ساتھ تم کو زیارت کرائی جائے گی پھر پردے اٹھ جاتے ہیں اور حوریں اپنے اپنے شوہروں کی جو گنہگاران امت مرحومہ سے ہیں زیارت کرتی ہیں پھر فرشتے مغفرت کے نشان کو قبر مکرم حضور ﷺ پر قائم کر دیتے ہیں اور رحمت کے نشان کو کعبہ شریف کے اوپر اور کرامت کے نشان کو صخرہ بیت المقدس پر اور لواء الحمد کو زمین آسمان کے درمیان معلق قائم کر کے کوئی مکان اور جو نپڑا غلامان سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کے مومن اور مومنہ عورتوں سے باقی نہیں رہتا کہ جہاں زیارت غلامان حبیب اللہ ﷺ کو فرشتے

نہیں داخل ہوتے پھرتے۔ پھر خالی بیٹھے ہوؤں پر فرشتے سلام علیک کرتے ہیں اور جو ذکر اللہ میں مشغول ہوتے ہیں ان پر حضرت سیدنا جبرائیل علیہ السلام سلام علیک فرماتے ہیں اور نماز پڑھنے والے اور درود پڑھنے والوں پر اللہ تعالیٰ سلام بھیجتا ہے۔ مومن! یہ اسی محبوب خدا اشرف انبیاء تاجدار مدینہ حضرت محمد مصطفی ﷺ کا طفیل ہے جو ہم جیسے گنہگاروں کی زیارت کو ایسے الوالعزم فرشتے گھر گھر گشت لگاتے ہیں اور مومن مرد وعورت کو پیام رحمت سناتے ہیں۔ لہٰذا تم کو لازم ہے کہ اس رات میں کثرت سے درود پڑھو اور حضوری سرورِ عالم ﷺ حاصل کرو۔

حدیث صحیح میں وارد ہے جو کوئی میرے اوپر ایک دفعہ درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود بھیجتا ہے اور جتنے بھی بے گنتی بے شمار فرشتے ہیں، وہ سب اس پر رحمت بھیجتے ہیں اور دلائل الخیرات اور حدیث صحیح مسند بزار وطیالسی سے ثابت ہے کہ حضور ﷺ اپنے عاشقوں کی درود کی آواز بلاواسطہ سنتے ہیں یعنی درود خواں جب تک درود پڑھے حضور ﷺ کی حضوری حاصل ہوتی رہتی ہے۔ یہ اسی شفیع المذنبین، رحمۃ للعالمین ﷺ کا صدقہ ہے کہ ہم گنہگاروں پر یہ گھٹائیں رحمت کی چھائی ہوئی ہیں۔ یہ رحمت ابر رحمت کی جھڑی لگی ہوئی ہے

صاحب نزہۃ المجالس، عیون المجالس سے نقل فرماتے ہیں کہ ایک دن حاضر ناظر حضور ﷺ میں یہ خیال گزرا کہ دیکھیے اللہ تعالیٰ میری امت کے ساتھ کیا کرتا ہے اُسی وقت وحی آئی کہ اے محبوب غم اُمت کب تک کھینچتے رہو گے، میں اُن کو دُنیا سے انہیں اُٹھاؤں گا جب تک اُن کو پیغمبروں کے ساتھ مرتبہ نہ عطا فرمادوں گا۔ چنانچہ پیغمبروں پر فرشتے وحی اور سلام الٰہی کے ساتھ اُترتے ہیں، تمہاری اُمت پر شب قدر کو ہم فرشتوں کو سلام اور رحمت کے ساتھ نازل فرمائیں گے۔

لہٰذا بمقتضائے اپنی رحمتِ عامہ کے ہم کو یہ بیش بہا تحفے عطا کئے جاتے ہیں۔ حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو کوئی شب قدر میں تین بار لا الہ الا اللہ یقین کے ساتھ پڑھے، ایک کلمہ کی برکت سے اللہ اس کے سب گناہ بخش دیتا ہے اور دوسرے کلمہ کے بدولت دوزخ سے نجات عطا فرماتا ہے اور تیسرے کلمہ کے صلہ میں جنت عطا فرماتا ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ، سے مروی ہے کہ جو کوئی شب قدر میں سات بار سورۃ انا انزلنا پڑھ لے، اس کو اللہ تعالیٰ تمام بلاؤں سے نجات عطا فرماتا ہے اور ستر ستر فرشتے اس کے واسطے جنت کے دعا کرتے ہیں اور جو کوئی قبل نماز جمعہ رمضان میں تین بار انا انزلنا پڑھ لیا کرے، جتنی تمام عالم میں اس جمعہ کی نماز پڑھنے والے ہیں، سب کی برابر اس کی نیکیاں عطا فرماتا ہے۔ مگر واضح رہے کہ ایسا نہ ہو کہ بوجہ شب بیداری شب قدر صبح کی اور عشاء کی جماعت فوت ہو جائے اور نفع سے زیادہ نقصان ہو جائے۔

حدیث صحیح میں آیا ہے کہ جس کی صبح کی جماعت فوت ہو جاتی ہے۔ شیطان اس کے کانوں میں پیشاب کر دیتا ہے اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی صبح کی نماز عشاء کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھے اس کو رات بھر عبادت کا ثواب عطا فرمایا جاتا ہے۔ فضائل شب قدر اس سے بہت زیادہ ہیں کہ یہ مختصر اُس کو کافی ہو۔ لہٰذا بخوف ملالت طبع ناظرین اسی قدر بس کر کے احکام ضروری عید الفطر بیان کئے جاتے ہیں۔

بیان احکام عید الفطر

عید الفطر کے دن روزہ رکھنا حرام ہے، جیسے عید الضحیٰ کو معہ گیارھویں، بارھویں، تیرھویں ذی الحجہ کی جن کو ایام تشریق کہتے ہیں، روزہ رکھنا حرام ہے۔ عید کی صبح کو سُنّت ہے کہ بعد نمازِ صبح کے افضل یہ کہ چند کھجوریں یا کچھ میٹھا کھا کے شکر

خداوند کریم بجالائے اور جو شخص وقت صبح صادق عید کی بھی اگر ساڑھے سات تولہ سونے کا مالک ہو جائے اور اُس سے پہلے محتاج ہو تو اس پر بھی واجب ہے اور جو اس قدر مال کا مالک نہ ہو، اُس پر مُستحب ہے کہ اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد اور اپنی بیوی کی طرف سے صدقہ فطر کا کسی مسلمان محتاج کو دے کر نمازِ عید کو جائے اور اگر عید کے دن سے پہلے یا پیچھے بھی صدقہ فطر ادا کر دیا جائے گا جائز ہے مگر تاخیر کرنا مکروہ ہے ۔صدقہ فطر کا ہر آدمی کی طرف سے آدھا صاع گیہوں ہے اور طحطاوی میں ہے کہ ایک صاع حضرت امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک آٹھ رطل عراقی کا ہوتا ہے اور رطل عراقی ایک سو تین درہم کا۔ اس حساب سے ایک صاع ایسا پیانہ ہوگا جس میں ایک ہزار چالیس درہم بھر گیہوں سما جائیں۔ اور جواہر اخلاقی میں ہے الدرہم الشرعی خمس وعشرون حبۃ وخمس جۃ یعنی درہم ۲۵۔۲ رارَتی کا ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک صاع چھبیس ہزار دوسو آٹھ رَتی کا ہوا۔ جس کے تین ہزار دوسو چھہتر ماشہ ہوئے۔ اور چونکہ یہ کلدار روپیہ مروّجہ ساڑھے گیارہ ماشہ کا ہوتا ہے صاع کے دوسو چوراسی روپیہ، چودہ آنے ہوئے۔ اور مروّجہ انگریزی اسی روپیہ بھر کا ہوتا ہے لہٰذا اس حساب دوسو چوراسی روپیہ چودہ آنے بھر کے جو وزن صاع ہے تین سیر آدھی چھٹانک بھر گیہوں کا ہوا کہ جو احتیاطاً قدیم سے وزن صدقہ فطر کچھ بڑھا کر آدھا پاؤ کم دو سیر مشہور ہے مگر مولانا احمد رضا خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے جو دریافت کیا گیا باتباع تحریر علامہ شامی علیہ الرحمۃ (کہ احتیاط اس میں ہے کہ گیہوں صاع شعیری سے ناپ کر دیئے جائیں) مولانا ممدوح تحریر فرماتے ہیں کہ نصف صاع شعیری میں جو میں نے گیہوں بھر کر تولے تو ایک سو ساڑھے پچھتر روپیہ بھر ہوئے۔ اور ظاہر ہے کہ اسی روپیہ بھر کی انگریزی سیر ایک سو ساڑھے پچھتر روپے کے دو سیر تین چھٹانک اٹھنی بھر یعنی دو رتی کم ۶ ماشہ بھر

گیہوں ہوئے۔

اندریں صورت چونکہ صدقہ فطر کے تعین نصف صاع کے ساتھ جو ایک پیانہ ہے شرعاً کی گئی اور مولانا ممدوح اسی پیانہ کو حاصل کر کے اسی کے اندازہ سے جو وزن فطرہ کا بتلاتے ہیں وہی دو سیر تین چھٹانک دو رتی کم چھ ماشہ ہے، دیا کریں۔ ورنہ بموجب تحریر طحطاوی اور جواہر اخلاطی مقدار نصف صاع جو بیان کی گئی اور احتیاطاً کچھ بڑھا کر علماء دین اس اسی روپیہ کے سیر سے آدھ پاؤ کم دو سیر بتلاتے چلے آئے ہیں، اس پر بھی عمل کرنے سے امید برات کامل کی ہے۔ مگر جواہر اخلاطی میں جو وزن درہم ۲۵، ۵حبہ نقل کیا ہے اس کی نسبت کہ حبا کس کو کہتے ہیں ہم کو کچھ خدشہ باقی تھا مگر کشف الغطا سے بفظلہٖ تعالیٰ وہ بھی رفع ہو گیا۔ صاحب کشف الغطا تحریر فرماتے ہیں" بدانکہ معتبر نزد ما صاع عراقی است وآں ہشت رطل است ورطل بست استار واستار چار ونیم مثقال ومثقال بست قیراط وقیراط یک حبہ وچار خمس حبہ کہ آنرا بفارسی سرخ گویند کہ ہشتم حصہ ماشہ است"۔

اور علامہ شامی علیہ رحمۃ وزن درہم شرعی چونکہ ستر جو بھر تحریر فرماتے ہیں اور دانہ ہاء جو میں اس درجہ اختلاف کہ میں نے آگرہ میں امیر خاں صاحب سادہ کار کی دوکان پر عمدہ نئے جو منگوا کر اس رتی سے جو کہ ماشہ کی پوری آٹھ چڑھے تھے سونا تولنے کے کانٹے میں اندازہ کرایا تو عمدہ موٹے جو رتی کے دو چڑھے۔ اور علاج الغربا میں رتی کے دو جو ہی لکھے ہوئے نظر سے گزرے۔ بلکہ پھر تمیز چھوٹے بڑے جو کے یونہیں ماشہ کے ساتھ جو تلوائے تو وہ بھی اسی حساب سے چاول بھر کر کم ۱۶ جو چڑھے۔ لہٰذا اس حساب سے درہم شرعی ۳۵ رتی کا ہوا۔

اور چونکہ بموجب تحریر مذکورہ علامہ طحطاوی علیہ الرحمۃ وشامی علیہ الرحمۃ صاع

ایسا پیمانہ ہوتا ہے جس میں ایک ہزار چالیس درہم بھر مونگ یا ماش جس کے دانے
تقریباً برابر ہوتے ہیں سمائیں۔ اسی حساب سے صاع چھتیس ہزار چار سو رتی کا ہوا،
جس کی چار ہزار پانچ سو پچاس ماشہ ہوئے اور تین سو پچانوے روپیہ کلدار رائج
الوقت سوا دس آنے بھر اور چھٹانک کم پانچ سیر سوا دس آنے بھر کا اسّی روپے کے سیر
سے جس کا نصف صاع جو مقدار صدقہ فطر ہے آدھی چھٹانک کم ڈھائی سیر پانچ آنے
بھر کا ہوا۔ پھر اسی احتیاط سے جب پرانے متوسط جَو تُلوائے تو رتی کے چار چڑھے۔ اس
حساب سے درہم ساڑھے سترہ رتی کا ہوا، جس سے وزن صاع آدھی چھٹانک کم ڈھا
ئی سیر ہوا اور آدھی صاع کے گیہوں جو مقدار فطر ہے، آدھی چھٹانک کم سوا سیر ہوئی۔

اور غالباً اسی بناء پر بعض منتظمین انجمن ہائے اسلامیہ نے اپنے اشتہاروں
میں صدقہ فطر سوا سیر لکھ دیا ہے اور مولانا عبدالحی صاحب مرحوم نے بھی عمدۃ الرعایہ
میں رتی کا وزن ۴ جَو معین کر کے نصاب زکوٰۃ سونے کا پانچ تولہ ڈھائی ماشہ تحریر فرمایا
اور نصاب زکوٰۃ چاندی کا جو دو سو درہم ہے رتی کو چار جَو کی برابر مقرر کر کے دو سو درہم
کا وزن چھتیس تولہ ڈھائی ماشہ مقرر کر دیا۔ مگر زکوٰۃ میں اگر اسی تحقیق مولانا ممدوح پر جو
مخالف تحقیق مولانا شاہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اور مولانا شاہ عبد
العزیز علیہ الرحمۃ اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ و نواب قطب الدین صاحب مر
حوم وغیرہم ہی کوئی عمل کر کے جب چھتیس تولہ چاندی ڈھائی ماشہ یا فقط ڈھائی ماشہ
پانچ تولہ سونے کا مالک ہو، وہ بھی زکوٰۃ نکال دے چونکہ اس میں احتیاط ہے، مضائقہ
نہیں۔ ورنہ ''مدارج النبوت'' میں مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ''
تفسیر عزیزی'' میں شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اور ''مالا بدمنہ'' میں قاضی صاحب علیہ
الرحمۃ اور ''مظاہر حق'' میں نواب صاحب مرحوم نصاب چاندی کا ساڑھے باون تولہ

اور نصاب سونے کا ساڑھے سات تولہ تحریر فرماتے ہیں مگر اسی حساب پر قیاس کر کے
اور رتی کا وزن مخالف واقعہ چار ہی جَو میں منحصر رکھ کر صدقہ فطر کے سوا سیر گیہوں کا
فتویٰ بالکل مخالف تحقیق فقہاء محققین ہے اس واسطے کہ صاع میں باعتبار وزن کے
چونکہ مختلف قسم کے گیہوں اور جَو ہیں برابر نہیں سماتے اور باعتبار وزن اکثر اوقات کم و
بیش ہو جاتے ہیں۔

صفحہ ۸۴ سطر ۱۷ جلد دوم شامی میں ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک تو
صاع کو آٹھ رطل عراقی قرار دے کر اگر کوئی چار رطل گیہوں سے صدقہ فطر ادا کرے گا ہر
گز ادا نہ ہوگا۔ اس واسطے کہ بوجہ بھاری ہونے گیہوں کے ممکن ہے کہ چار رطل گیہوں
سے نصف صاع کا پیمانہ نہ بھرے مگر چونکہ اکثر جگہ پیمانہ صاع اور نصف صاع کا عدیم
الوجود ہے اس صفحہ مذکورہ شامی کی سطر ۱۱ سے علامہ ابن عابد رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

قال الطحطاوی الصاع ثمانیة ارطال مما یستوی کیله
ووزنه و معناه ان العدس یستوی کیله ووزنه حتی لووزن ثمانیة
ارطال ووضع فی الصاع لا یزیدوه و ماسوی ذالک تارة یکون
الوزن اکثر من الکیل کالشعیر و تارة بالعکس کالملح فاذا کان
المکیال یسع ثمانیة ارطال من العدس و الماش فهو الصاع الذی
یکال به الشعیر والحنطة والتمراه و ذکر نحوه فی الفتح ثم قال و
بهذا یرتفع الخلاف فیه تقدیر الصاع کیلا ووزناو مراده بالخلاف
ماذکره قبل ...... قال ثم یعتبر نصف صاع من بر من حیث الوزن عند
الاحناف رحم الله الانهم لما اختلفوا فی ان الصاع ثمانیة ارطال او
خمسة و ثلث کان اجماعاً منهم انه یعتبر بالوزن .

خلاصہ ترجمہ: یعنی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک نصف صاع گیہوں فطرہ میں دینا باعتبار وزن کے معتبر ہے۔ اس واسطے کہ جب بعض فقہاء فرماتے ہیں کہ صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ تہائی رطل اور پانچ رطل کا ہے تو گو کہ مقدار وزن میں اختلاف ہو مگر سب کا اجماع اس پر ضرور ہے کہ اعتبار صاع کا باعتبار وزن کے ہے۔ لہٰذا علامہ طحاوی فرماتے ہیں کہ اگر آٹھ رطل مونگ یا موش کی ناپ کا پیمانہ بنالیا جائے تو باہمی اختلاف امام اعظم اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سرے ہی سے مٹ جائے اس واسطے کہ مونگ یا ماش کی ناپ کے پیمانہ میں کبھی ناپ اور وزن میں کمی بیشی نہیں ہوتی اور رطل گیہوں یا جو اس ناپ سے زیادہ ہی رہیں گے۔ بعدہٗ علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اگر آٹھ رطل جو سے ناپ کر پیمانہ بنایا جائے' بوجھ ہلکی ہونے جو کے یہ پیمانہ بڑا رہے گا۔ لہٰذا احتیاط اس میں ہے کہ جو سے ناپ کر بنایا جائے۔

بہر نہج سب کا مقصود یہ ہے کہ کبھی ایسا نہ ہو کہ اصل نصف صاع حقیقی سے کم گیہوں دیئے جائیں اور صدقہ فطر ادا نہ ہو۔ اس میں احتیاط یہی ہے کہ جو شخص شرح وقایہ شامی کے حساب سے دے' زیادہ سے زیادہ جو وزن حساب مذکورہ کتب سے نکلے کہ وہ باعتبار ہونے رتی کے دو جو بھر نصف صاع آدھی چھٹانک کم ڈھائی سیر پانچ ماشہ بھر کا ہوتا ہے، اُس پر عمل کرے۔ ورنہ تحقیق مولانا احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ پر جو باعتبار خیر الامور اوسطہا، واجب العمل ہے اور نیز اصلی پیمانہ سے اندازہ کی ہوئی ہے۔ عمل کرنے کو موجب برات تامہ اور واجب العمل سمجھے اور جو بموجب تحقیق جواہر اخلاطی کشف الغطا احتیاطاً کچھ اضافہ کر کے آدھ پاؤ کم دو سیر گیہوں بتائے گئے ہیں۔ موقع احتیاط ضروری میں تحقیق فقہاء اور ان کے تقویٰ پر نگاہ کر کے اس مقدار سے کبھی کم نہ دے، ورنہ خوف نہیں بلکہ یقین ہے کہ صدقہ فطر سے برات حاصل نہ ہوگی۔ اللہ

ہم سب کو توفیق احتیاط اور تقویٰ کی عطا فرمائے اور امور دین میں سستی اور کم حوصلگی سے محفوظ رکھے آمین ثم آمین

اب جب تحقیق صاع اور نصف صاع معلوم ہو چکی تو سنئے کہ اگر صدقہ فطر میں جو دے تو اسی حساب سے ایک صاع جو دے اور جن چیزوں سے صدقہ فطر دینے کی تصریح شارع علیہ السلام سے نہیں پائی جاتی جیسے جوار، باجرہ چنے چاول وغیرہ تو ان سے اتنا صدقہ فطر ادا کیا جائے جتنی یہ اشیاء جوار، باجرہ، وغیرہ نصف صاع گیہوں کی قیمت میں آتے ہوں۔ مستحب ہے کہ ایک آدمی کا پورا صدقہ فطر ایک مسکین کو دیا جائے اور اگر ایک آدمی کا صدقہ دو چار مسکینوں کو دے دیا جائے جائز ہے مگر مکروہ تنزیہیہ ہے۔

صدقہ فطر مثل زکوٰۃ کے اپنے جز یعنی ماں، باپ، دادا، علیٰ ہذا اپنی شاخ یعنی بیٹا، بیٹی، نواسہ، پوتا، پوتی کو دینا درست نہیں، نہ بیوی کا خاوند کو دینا اور نہ شوہر کا بیوی کو دینا علاوہ بریں بہن، بھائی، پھوپھی، خالہ، ساس، سالی وغیرہ وغیرہ اگر محتاج ہوں، سب کو دینا درست ہے۔

شامی میں ہے کہ بقول مفتی بہ صدقہ فطر کا کافروں کو بھی دینا درست نہیں۔ اندریں صورت جو لوگ صدقہ فطر یا اس کی قیمت ہندو فقیر کوڑی ناج مانگنے والوں کو راستہ عیدگاہ میں دیتے چلے جاتے ہیں اُن کا صدقہ فطر ادا نہیں ہوتا۔

عید کے دن مستحب ہے کہ غسل کرے، خوشبو لگائے، عمدہ سے عمدہ کپڑے نئے خواہ دھلے ہوئے پہنے، آہستہ آہستہ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اللہ اکبر وللہ الحمد۔ کہتے ہوئے خدا سے ڈرتے ہوئے امیدوار قبولیت نماز و روزہ کے تمام مسلمان عیدگاہ کو جائیں۔ یہ بھی مستحب ہے کہ جس راستہ سے جائیں، واپس اس راستہ سے نہ آئیں یہ بھی مستحب ہے کہ نماز عید کو اوّل جائیں، سواری پر نماز عید کو جانا اور واپس آنا

جائز ہے، مگر مستحب یہی ہے کہ پیدل جائیں۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ آپ نے عید کے دن بعض لوگوں کو دیکھا کہ ہنستے کھیلتے دنیا کی باتوں میں مشغول گپ شپ مارتے جاتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تم کو یقیناً معلوم ہے کہ ہمارے روزے تمام خرابیوں سے پاک تھے اور مقبول ہو ہی گئے شکر کرنا لازم ہے۔ تکبیر کہتے ہوئے جانا لازم ہے، نہ کہ کھیل کود کے ساتھ اظہار ناشکری کرنا اور خدانخواستہ مقبول نہ ہوئے تو رونے اور گڑگڑانے اور عذر تقصیر بجالانے کا موقع ہے، نہ کہ ان لغویات باتوں کا مسلمانوں! سید الطائفہ خلیفہ اکمل حضرت سیدنا مولا علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہہ، چشتیہ قادریہ تمام ہی سلسلوں کے سردار اتنے امور کو جائز نہ رکھیں بعد نماز عید تمام دنیادار نا اہلوں کو قوالی کے بہانے سے اپنی نفسانی خواہشوں کے پوری کرنے کی کب اجازت دے سکتے ہیں لہذا تم کو لازم ہے کہ عیدگاہ سے واپس بھی تکبیر آہستہ آہستہ کہتے ہوئے آو۔ بعد عید سعید دوسری تاریخ شوال سے شوال عید کے چھ روزے۔ مسلم شریف میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے رمضان شریف کے روزے رکھے پھر اس کے پیچھے ہی شوال کے چھ روزے رکھے اس کو تمام عمر روزے رکھنے کے برابر ثواب ملتا ہے۔

احکام نمازِ عید

نماز عید ہر مسلمان مرد عاقل بالغ مقیم تندرست آزاد پر واجب ہے۔ ساتھ چھ تکبیروں واجب کے۔ نیت نماز عید، نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز واجب عید الفطر کی ساتھ چھ تکبیر واجب کے، عید کی نماز میں علاوہ پہلی تکبیر، تکبیر تحریمہ کے چھ تکبیر واجب ہیں۔ ہر تکبیر کا سوا نماز جنازہ کے جو بحالتِ قیام ادا کی جائیں یہ قاعدہ

ہے کہ جس تکبیر کے بعد کچھ پڑھا جائے، کانوں تک ہاتھ اٹھا کر بدوں چھوڑنے کے فوراً زیر ناف دونوں ہاتھ باندھ لئے جائیں اور جس کے بعد کچھ نہ پڑھا جائے دونوں ہاتھ چھوڑ دیئے جائیں۔

اور نماز جنازہ میں تکبیر کے ساتھ ساتھ دونوں ہاتھ کانوں تک لے جانا ہی خلافِ سنت ہے۔ البتہ عید بقر عید کی میں ہر تکبیر کے ساتھ بحالت قیام کانوں تک ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں لہذا چاہیے کہ اول نیت کر کے تکبیر کے ساتھ کانوں تک ہاتھ اٹھا کر سب ہاتھ باندھ لیں اور فقط سبحانک اللھم امام کے ساتھ بغیر اعوذ اور بسم اللہ کے ساتھ تیسری تکبیر کہہ کر ہاتھ باندھ کر چپ کھڑے رہیں اور امام الحمد اور سورت پڑھے۔ پھر دوسری رکعت میں جب امام قرات سے فارغ ہو کر تکبیر کہے۔ تینوں تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ لے جا کر چھوڑے ہوئے چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلے جائیں۔ عالمگیریہ میں ہے کہ اگر کوئی شخص پیچھے آئے اور امام کو رکوع میں پائے اس کو چاہیئے کہ بعد تکبیر تحریمہ یعنی نیت والی تکبیر کے تینوں تکبیر باقاعدہ کہہ کر رکوع میں شریک ہو جائے اور اگر بصورت ادا کرنے تینوں تکبیر کے بحالت رکوع میں جا کر تینوں تکبیر ادا کرے۔ مگر اس صورت میں رفع یدین نہ کرے۔ اسی طرح اگر امام بھول جائے تینوں تکبیر بعد قرآت اور نیز رکوع میں اگر رکوع میں یاد آئے تو اس میں کر سکتا ہے۔ اور بعد جو شخص التحیات میں شریک ہو وہ اپنی نماز باقاعدہ معہ قرات الحمد و سورت و تکبیرات پوری کرے۔

اگر کسی عذر معقول سے نماز عید پہلی تاریخ کو ادا نہ ہو سکے، دوسرے دن ادا کر لی جائے اور بلا عذر دوسرے دن پڑھنا ہرگز جائز نہیں در مختار میں ہے کہ نمازِ عید ایک شہر میں مختلف جگہ بالاتفاق جائز ہے مگر مستحب یہی ہے کہ سب لوگ عیدگاہ میں جائیں اور ایک امام کسی مسجد شہر میں نمازِ عید کے واسطے مقرر کر دیا جائے تا کہ ضعیف

لوگ اس کے ساتھ نماز ادا کرلیں اور جن کو عیدگاہ میں نماز عید نہ ملی ، وہ بھی یہاں
آکراس کے ساتھ نماز عید ادا کرسکیں اور جس کو جماعت نماز عید نہ ملے ، نماز عیدگاہ میں
نہ پڑھے چنانچہ صفحہ ۶۱۸ درمختار مصری میں ہے

ولا یصلیها وحدان فانت مع الامام ولو بالافساد اتفاقاًفی
الاصح او مکنه الذهاب الی امام آخر فعل لانها لوری بمصر واحد
بمواضع کثیرة اتفاقاً (اور صفحہ ۶۱۲ ردالمختار میں ہے) وفی الخلاصه والخانیة
السنة ان یخرج الامام ابی الجبانة و یستخلف امام یصلی فی للمصر
بالضعفاء بناء علی ان صلوة العیدین فی موضعین جائز بلاتفاق

عبارت ہذا ور مختار سے ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب درمختار کا یہ فرمانا کہ بلاتفاق
نماز عید متعدد جگہ ایک شہر میں جائز ہے ۔ صحیح نہیں بلکہ مثل جمعہ کے بعض کے نزدیک
خصوصاً متاخرین کے نزدیک جائز ہے اور اکثر متقدمین فقہاء کے نزدیک دوجگہ سے
زیادہ جائز نہیں ۔ اندریں صورت جب عیدگاہ میں نماز نہ ملی اور دوسری مسجد شہر میں نماز
عید نہ مل سکے ، نماز عید دوسری جماعت عیدگاہ میں کرنا مثل جماعت ثانی نماز پنجگانہ
کے ایک ہی مسجد میں باوجود نہ ملنے جماعت اولی کے دوسری مسجد میں امام اعظم
رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مکروہ ہے اور امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر ایک
گوشہ مسجد میں جماعت ثانی کرلے تو کوئی جائز ہے مگر کراہت اختلافی سے
بچنا بہر حال مستحب اور مختلف فیہ قول پر عمل کرنا بلاتفاق خلاف اولی ۔ غالباً یہی وجہ ہے
کہ علامہ طحطاوی اگر امام قابل امامت عید مل جائے اس کے پیچھے جماعت ثانی نماز
عید کو عیدگاہ میں جائز لکھتے ہیں ۔ مگر فتاوئ عالمگیریہ کی اس عبارت صفحہ ۱۶۱ سے

والامام لوصلیها مع الجماعة وفاتت بعض الناس

لایقضیها من فاته خرج الوقت او لم یخرج ۔

یہی سمجھ میں آتا ہے کہ نمازِ عید کی جماعت ثانی باوصف امید ملنے جماعت
اولی عید کی دوسری مسجد میں عیدگاہ میں پڑھنا نہ چاہیئے والله اعلم وعلمه احکم . اگر
امام بھول کر دوسری رکعت میں بھی قرات سے پہلے تکبیریں ادا کرے ، نماز میں کچھ حرج
نہ ہوگا مگر طریق سنت یہی ہے کہ دونوں رکعت کی قرات کے اول و آخر میں تکبیر کہی
جائیں ۔ لہذا اگر کوئی دوسری رکعت میں آکر شریک ہو تو جب اپنی ایک رکعت اول رہی
ہوئی ادا کرے اسکو چاہیئے کہ اس میں بھی تکبیریں بعد فارغ ہونے کے قرات سے کہے
تاکہ دونوں رکعتوں کی قرات کے اول و آخر تکبیریں واقع ہوجائیں ۔ نماز عید کے واسطے
نہ اذان کہنا جائز ہے ، نہ تکبیر ۔ بعد نماز سنت ہے کہ امام دو خطبے پڑھے اور مقتدیوں
پر واجب ہے کہ چپ چاپ بیٹھ کر سنیں ۔ فقط والله اعلم

فوائد متفرقہ

بخاری و مسلم شریف میں ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں
کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ’’دو کلمہ ہیں جو زبان پر بہت ہلکے مگر میزان عمل میں بہت
وزنی ہوں گے اور خدا رحمان کو بہت پیارے ہیں اور وہ یہ ہیں سبحان اللہ وبحمدہ سبحان
اللہ العظیم ۔ صفحہ ۸۹ تفسیر سورة ویل للمطففین تفسیر عزیزی میں ہے کہ جناب رسول
اللہ ﷺ نے اہل مدینہ کو یہ سورة مبارک سنا کر فرمایا کہ پانچ گناہوں کی سزا دنیا میں ،
پانچ عذاب مقرر کیے گئے ہیں ۔ کسی قوم نے ملکر عہد شکنی نہیں اختیار کی مگر ان کا دشمن ان
پر غالب اور مقرر کردیا جاتا ہے اور کوئی قوم مخالفت شریعت نہیں اختیار کرتی مگر مفلسی
اور محتاجی ان میں داخل ہوجاتی ہے ۔ اور کسی قوم میں زنا اور لونڈے بازی کا رواج نہیں
ہوتا مگر ان میں مری یعنی امراض مہلکہ طاعون ، ہیضہ اور نئے نئے مرض پھیل جاتے

ہیں اور کوئی قوم تول ناپ میں کمی نہیں کرتی مگر مبتلا قحط ہو جاتی ہے اور زکوۃ بند کرنے والوں سے بارش (یعنی نفع والا مینھ روک دیا جاتا ہے) چنانچہ ان سب گناہوں میں ہم مبتلا ہیں اور اس کی سزا پا رہے ہیں۔ لہذا تمام مسلمان مرد عورتوں پر لازم ہے کہ پردہ کا اہتمام کریں، عورتیں گھروں سے نہ نکلیں تاکہ زنا کی بیخ کنی اور بلاء طاعون اور امراض سے اللہ بچائے۔ سب شریعت کے موافق اپنے تمام معاملات طے کرائیں بلکہ گورنمنٹ سے درخواست کر کے اپنا قاضی مقرر کرالیں تاکہ تمام بلاؤں سے نجات ہو اور کثرت سے جب کوئی بلا آئے خواہ طاعون ہو یا کچھ اور دس پانچ افراد اکٹھے ہو کر یہ استغفار پڑھیں

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ (مشکوۃ باب الاستغفار و التوبہ دوسری فصل)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ما کان اللہ لیعذبھم وھم یستغفرون یعنی استغفار کرتے ہی ان پر اللہ عذاب نہیں بھیجتا اور بعد یہ دعا پڑھنی مسنون ہے اور اس کے برکات بے شمار ہیں:

سبحان الملک القدوس تین بار تیسری دفعہ قدوس کو مد کے ساتھ کھینچ کر پڑھیں اور اس کے بعد ربنا و رب الملائکۃ والروح۔

حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے جن کو حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے امام تراویح بنایا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بہت سی سندوں سے منقول ہے کہ حضور ﷺ وتروں کی پہلی رکعت میں سبح اسم اور دوسری رکعت میں قل یا ایھا الکافرون اور تیسری رکعت میں قل ھو اللہ پڑھا کرتے تھے۔

چونکہ ایسی حدیث شریف کہ جس میں رکعتوں کی گنتی کے ساتھ سورتیں بھی ہر رکعت کی گنا دی گئی ہوں، کوئی حدیث نہیں آئی، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ وتر کی تین رکعت پڑھی جائیں اور بجز رمضان شریف کے ہر روز ہمیشہ تنہا پڑھے جائیں اور ابو داؤد، ابن ماجہ، نسائی، ترمذی شریف اور صحیح ابن حبان اور صحیح حاکم اور مستدرک میں حضرت سیدنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اتنی زیادتی اور ہے تیسری رکعت قل ھو اللہ کے ساتھ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھا کرتے تھے۔ اور کبیری میں مسند امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بروایت ابو امامہ رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ وتر کے بعد حضور ﷺ دو رکعت بیٹھ کر پڑھا کرتے تھے۔ پہلی میں اذا الزلزلت اور دوسری میں قل یا ایھا الاکافرون۔ لہذا وتروں اور وتروں کے بعد کے نفلوں میں اگر بغیر اس عقیدے کے کہ ان سورتوں کے سوا اور کوئی سورت پڑھنا درست نہیں ہے اگر یہی سورتیں وتر و نفل میں پڑھی جائیں افضل ہے۔

حصن حصین وغیرہ معتبر حدیث کی کتابوں سے ثابت ہے کہ بعد نماز صبح جو کوئی تین تین بار ان دعاؤں کو پڑھ لیا کرے تو رات بھر محفوظ رہے۔ چنانچہ خود میں نے بارہا دیکھا کہ بھڑ وغیرہ کرتے میں کبھی گھس گئی تو نکال کر پھینک دیا اور نہ کاٹا اور کبھی کاٹا بھی تو غور کرنے سے معلوم ہوا کہ آج اسکا پڑھنا ہی بھول گئے تھے وھو ہذا

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ کلھا مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لایضر مع اسمہ شی فی الارض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔

فضائل صلوٰۃ التسبیح معہ ترکیب

بموجب روایت حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ

علیۃ المستملی معروف بہ کبیری میں ہے کہ حضرت ابو عیسیٰ ترمذی صاحب سنن ترمذی فرماتے ہیں کہ احمد بن عبدہ فرماتے ہیں مجھ سے ابن وہب فرماتے ہیں کہ

میں نے عبداللہ بن مبارکؓ سے صلوٰۃ التسبیح کی ترکیب پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ اول بعد نیت اللہ اکبر کے فقط اعوذ بسم اللہ کے سبحانک اللھم پڑھو پھر پندرہ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھو اعوذ اور بسم اللہ اور الحمد اور کوئی بھی سورت پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھو پھر رکوع میں دس بار پڑھو پھر رکوع سے سیدھے کھڑے ہو کر دس بار پڑھو پھر سجدہ میں دس بار پڑھو پھر سیدھے بیٹھ کر دس بار پڑھو پھر دوسری رکعت میں، اسی طرح، تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی۔

دوسری روایت میں حضرت عبداللہؓ ہی سے مروی ہے کہ رکوع میں اول سبحان ربی العظیم پڑھے۔اسی طرح سجدے میں اول سبحان ربی الاعلی پڑھنا چاہیے پھر یہ تسبیح مذکورہ پڑھنا چاہیے پھر یہ بھی حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر صلوٰۃ التسبیح میں بوجہ تاخیر فرض یا ترک واجب سجدہ سہو کرنا پڑے تو سجدہ سہو میں بجز سبحان ربی الاعلی اور کچھ نہ پڑھا جائے گا اس واسطے کہ تسبیح یعنی سبحان اللہ والحمدللہ ولا الہ الااللہ واللہ اکبر ہر رکعت میں فقط پچھتر بار ہی ثابت ہے کہ وہ چاروں رکعت میں تین سو بار ہو جاتی ہے۔اس سے زیادہ نہیں۔

حضور ﷺ سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ اگر تم اس نماز کو پڑھ لیا کرو تو اللہ تمہارے کل گناہ پچھلے نئے پرانے چھوٹے بڑے ظاہر اور پوشیدہ اور جو قصداً سرزد ہوئے یا خطا سے سب کو بخش دے گا پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ چچا تم اس کو روز پڑھ لیا کرو اور اگر ہر روز نہ ہو سکے تو جمعہ کے جمعہ ہی پڑھ لیا کرو اور اگر ہر جمعہ نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک بار پڑھ لیا کرو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر برس میں ایک بار پڑھ لیا کرو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ساری عمر میں تو ایک بار پڑھ لو تا کہ اللہ تعالی تمہارے سارے گناہ بخش دے علی ہذا احادیث صحیح میں وارد ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ جو کوئی بعد نماز ذکر اللہ میں مشغول رہے اور بعد طلوع آفتاب دو رکعت اشراق پڑھ لے۔اللہ تعالی اس کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ حضور ﷺ نے تاکیداً پھر تین بار فرمایا۔ایک حج اور ایک عمرہ پوری پوری کا ثواب۔صحیح حاکم میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص پورا وضو کر کے نماز پڑھ لیا کرے یعنی دو رکعت تحیۃ الوضو) تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی پیدا ہوا ہو۔

حررہ العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی ابومحمد دیدار علی الرضوی نسباً والحنفی مذہباً والجددی
مشرباً المفتی فی جامع اکبرآباد۔

مورخہ ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۳۵ھ نبوی

جمعۃ المبارک۔۴ بجکر ۲۰ منٹ

شعر

ہر کہ خواند دعا طمع دارم .... زانکہ من بندۂ گنہگارم

اللہ تعالی تمام مسلمانوں کو اس سے نفع بخشے اور مجھ گنہگار سے اس خدمت کو قبول فرما کر موجب ترقی مدارج عقبٰی فرمائے آمین ثم آمین بحرمۃ النبی الامین

تنبیہ: واضح ہو کہ تمام گناہوں سے بڑا گناہ اسلام میں لواطت یعنی اغلام ہے۔یہاں تک اہلسنت و جماعت کے نزدیک تو بالاتفاق لواطت اپنی بیوی سے بھی حرام ہے۔ چنانچہ مشکوٰۃ شریف کی حدیث صحیح میں وارد ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ تحقیق خوفناک زیادہ باتوں سے جن کا مجھ کو اپنی امت سے ڈر ہے، بہت ہی خوفناک بات یہ ہے کہ میری امت میں حضرت لوط علیہ السلام کی امت کے عمل نہ ہونے لگیں کہ وہ عمل

اغلام ہے اور مرغ بازی، مینڈھے لڑانا وغیرہ۔

اسی واسطے عذاب آخرت علماء مجتہدین میں اغلام کی سزا میں اختلاف ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ ثبوت بحکم حاکم فاعل و مفعول دونوں کو روئی لپیٹ کر تیل ڈال کر جلا دیا جائے۔ بعض فرماتے ہیں دونوں کو باندھ کر پہاڑ سے لڑھکا دیا جائے۔ بعض فرماتے ہیں ان کو کھڑا کر کے ان پر دیوار ڈال دی جائے۔ علیٰ ہذا بعد ثبوت زنا شریعت میں حاکم اسلام پر لازم ہے کہ دونوں کو پتھروں سے تمام مسلمان جمع ہو کر اتنا ماریں کہ جان سے مر جائیں۔

سخت افسوس ہے کہ پھر مسلمان اور ایسی بلاؤں میں گرفتار ہوں اور رمضان شریف میں بھی ایسے حرکات سے نہ بچیں۔ بندگان خدا ڈرو اور پھر ڈرو اور توبہ کر کے نمازیں شروع کرو جو کچھ باقی رمضان رہا ہے، توبہ کر کے روزہ رکھ کر متقی بن جاؤ۔ اسی واسطے یہ روزے فرض کئے گئے ہیں کہ تم متقی بن جاؤ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ، پر یقین رکھو۔ اللہ تعالیٰ ہم کو سب کو متقی بنا کر مقبول بنائے۔ آمین ثم آمین

تعارف مصنف

مفتی اعظم پاکستان امام اہلسنّت

خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

۲۰ شوال المکرّم ۱۳۹۸ھ

ہندوستان کی مشہور ریاست الور شریف میں پیدا ہوئے آپ کے والد بزرگ وار امام المحدثین سیّد دیدار علی شاہ محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ ممتاز عالم دین اور صاحب سلسلہ بزرگ تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد مکرم کے دارالعلوم قوت الاسلام ریاست الور میں حاصل کی اس وقت دارالعلوم میں مولانا عبدالکریم مولانا ظہور اللہ حضرت پُردل خان مدرسین تھے۔ اس کے بعد آپ نے مولانا ارشاد حسین رامپوری، مفتی زین الدین، مولانا افضل خاں، قاضی امراؤ علی، مفتی سعد اللہ خاں، مفتی لطف اللہ خاں رامپوری اور مولانا صوفی عبدالقیوم سے بقیہ درسی کتابیں پڑھیں پھر صدرالافاضل حضرت مولانا سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ اہلسنّت و جماعت مراد آباد میں داخلہ لیا اور درس نظامی کی آخری موقوف علیہ کتابیں پڑھیں۔ بعد میں اس دارالعلوم کا نام قبلہ سیّد صاحب کی تحریک پر ۱۳۵۲ ہجری میں جامعہ نعیمیہ رکھا گیا۔ جو ہندوستان میں اہلسنّت کی معروف دینی درس گاہ ہے۔ سنیوں کے تاریخی رسالہ السوادالاعظم مراد آباد کا پہلا شمارہ آپ ہی کی نگرانی و

نظامت میں شائع ہوا۔ پھر آپ نے اپنے والد مکرم کے پاس آگرہ میں دورۂ حدیث کی کتابیں مکرر پڑھیں اور علوم دینیہ کی تکمیل کی۔ ان دنوں آگرہ علم و سیاست کا مرکز تھا۔

۱۳۳۷ھ، ۱۹۱۸ء میں حضرت صدرالافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اور اپنے والد گرامی کی معیت میں امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بریلی شریف حاضر ہوئے۔ اعلیٰ حضرت نے عظیم باپ اور عظیم بیٹے دونوں کو تمام علوم عالیۂ اسلامیہ درس نظامی قرآن حدیث، فقہ وتفسیر واصول اور تمام اعمال واذکار سلاسل اولیاء خصوصاً سلسلہ قادریہ کی اجازت وخلافت عطا فرمائی اور اپنے دست خاص سے سند خلافت لکھ کر عطا فرمائی۔

استاد گرامی صدر الافاضل اور والد محترم مولانا سیّد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ تو واپس آگئے اور حضرت علامہ ابوالبرکات اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کی خدمت اقدس میں ٹھہر گئے، تقریباً پونے دو سال امام اہلسنّت کی خدمت میں رہ کر فتویٰ نویسی کی تربیت حاصل کی اور فیوض روحانی کا اکتساب کیا۔ ان دنوں اعلیٰ حضرت کے فتاویٰ رضویہ کی جلد اوّل کی طباعت شروع تھی۔ اعلیٰ حضرت نے علامہ سیّد ابوالبرکات کو اس کی طباعت اور تصحیح کا نگران مقرر کیا اور بہار شریعت کے پہلے تین حصے بھی آپ نے ابوالعلائی پریس آگرہ میں طبع کرائے۔

۱۳۳۸ھ، ۱۹۲۰ء میں جب کہ تحریک خلافت زوروں پر تھی۔ ندوہ کے اثرات بڑھ رہے تھے۔ ابوالکلام آزاد، مولانا عبدالماجد بدایونی مولانا فاخرالہ آبادی وغیرہ علماء خلافت کے پلیٹ فارم پر ہندو مسلم اتحاد کیلئے تقریریں کر رہے تھے، مگر مولانا سیّد دیدار علی شاہ مفتی آگرہ اور علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری اور علامہ

ابوالبرکات سیّد احمد قادری چونکہ دو قومی نظریہ کے حامی تھے اور ہندو مسلم اتحاد کو شرعاً ناجائز سمجھتے تھے۔ اس لئے یہ حضرات خلافت کمیٹی اور کانگرس کی مخالفت میں جلسے کرتے تھے۔ جس کی وجہ سے مولانا سیّد دیدار علی شاہ کی شہرت سارے ہندوستان میں پھیل گئی اور پنجاب میں آپ کے دینی اور سیاسی نظریات کی حمایت کرنے والے مشائخ کرام میں سے امیر ملت سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری اور سرتاج اولیاء حضرت سیّد پیر مہر علی شاہ چشتی فاضل گولڑوی پیش پیش تھے۔

لاہور کے دینی علمی اور سیاسی حلقوں نے سیّد المحدثین سیّد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی حق گوئی اور حق پسندی کے پیش نظر آپ کو لاہور میں جلسوں میں تقریر کرنے کی دعوت دی۔ حضرت محدث الوری نے پنجاب کے دل لاہور میں مؤثر اور مدلل تقریریں فرما کر ذہنوں کو ایک جلا بخشا۔ چنانچہ یہاں کے عوام و خواص کے اصرار پر آگرہ چھوڑ کر ۱۳۳۹ھ، ۱۹۲۱ء میں لاہور تشریف لے آئے اور حضرت علامہ سیّد ابوالبرکات ان کی جگہ آگرہ کی جامع مسجد کے خطیب اور مفتی مقرر ہوئے۔ بعد ازاں آپ کے والد گرامی نے لاہور میں جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت کیلئے آپ کو طلب فرما لیا۔ چنانچہ آپ ۱۳۴۲ھ، ۱۹۲۳ء میں لاہور آئے۔ جامع مسجد داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی خطابت کے دوران مولانا محرم علی چشتی سیّد محمد امین اندرابی اور خلیفہ مولوی تاج دین کے مشورے سے آپ کو مسجد وزیر خان میں علوم دینیہ کی تدریس کیلئے مقرر کیا گیا۔ مسجد وزیر خان میں ان دنوں مولانا سیّد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ خطابت فرماتے تھے۔ قبلہ سیّد صاحب کی قابلیت اور علم و فضل کی شہرت سارے پنجاب میں بہت جلد پھیل گئی اور طالبانِ علوم دینیہ بکثرت لاہور پہنچنے لگے۔ ۱۳۴۳ھ، ۱۹۲۴ء میں حجاز مقدس میں نجدیوں نے فوج

کشی کے دوران حرمین شریفین میں بہت سے مقامات مقدسہ اور مزارات صحابہ کرام اور اہل بیت عظام کو شہید کر دیا۔ جس کے نتیجے میں مفتی اعظم علامہ ابوالبرکات نے پنجاب میں اس کے خلاف ایک تحریک چلائی اور مقامات مقدسہ کے احترام کے بارے میں کئی کتابچے تحریر فرمائے جو انجمن حزب الاحناف کی طرف سے شائع کیے گئے۔ انہیں ایام میں ملک میں ہندوؤں کی طرف سے فتنہ ارتداد یعنی شدھی کی تحریک شروع کی گئی اور ہندوؤں نے مسلمانوں کو معاذ اللہ مرتد کرنے کیلئے بڑا وسیع پروگرام بنایا تو حضرت صدر الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے مراد آباد میں ایک اسلامی تبلیغی مرکز قائم کیا اور علامہ سیّد ابوالبرکات صاحب اور امیر ملت سیّد جماعت علی شاہ محدث علی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے پنجاب میں ایک تبلیغی مرکز بنایا اور آریہ سماجیوں کے خلاف مبلغین تیار کیے۔ جب کہ ہندو مسلم اتحاد کا غلغلہ بلند کرنے والے منقار زیر پر تھے۔ اس وقت حضور مفتی اعظم قبلہ سیّد صاحب اور ان کے بزرگوں نے استقامت کی راہ ترک نہ کی پوری قوت سے اس فتنے کا سدباب کیا اسی سلسلے میں آپ پر خنجر سے حملہ بھی کیا گیا۔ گردن مبارک پر چھ انچ لمبا زخم ہوا لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو محفوظ رکھا۔ مسجد وزیر خان میں درس نظامیہ کا سلسلہ ۱۳۴۳ھ، ۱۹۲۳ء ہی میں شروع ہو گیا تھا اور حضرت سیّد صاحب درس نظامی کی تدریس کے فرائض احسن وجوہ انجام دے رہے تھے۔

انجمن حزب الاحناف ہند لاہور کے نام سے یہ مدرسہ پنجاب میں ایک مرکزی حیثیت رکھتا تھا جس کی بنیاد حضرت امام اہلسنّت مولانا سیّد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رفقاء کے تعاون سے ۱۳۴۳ھ، ۱۹۲۳ء میں رکھی تھی۔ تاہم ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۶ء کی مجلس مشاورت میں اس مدرسہ کو ایک عظیم دار العلوم کی شکل دی گئی، اور اس سے

دائرہ کار کو وسیع کر دیا گیا۔ اسی سال ۱۳۴۵ھ، ۱۹۲۶ء میں حضرت سیّد صاحب
رحمۃ اللہ علیہ نے لوکو ورکشاپ لاہور میں جمعہ پڑھانا شروع کیا۔ یہاں آپ نے باون
سال مسلسل خطبہ دیا۔ آپ کے خطبہ جمعہ میں ہزاروں کا اجتماع ہوتا تھا۔ ورکشاپ
کے ملازمین کے علاوہ شہر سے بھی کثیر تعداد میں مسلمان آپ کا خطبہ جمعہ سننے کیلئے
وہاں جمع ہوتے۔ خطبہ جمعہ اتنا موثر ہوتا کہ سینکڑوں غیر مسلموں نے آپ کے
دست حق پرست پر اسلام قبول کیا اور مسلک حقہ اہلسنّت و جماعت کی تبلیغ و
اشاعت کا آپ نے ایک معیار قائم فرمایا۔ مسجد وزیر خان کا وسیع صحن علوم دینیہ کی
تعلیم و تدریس کا مرکز بن گیا۔ طلباء کی تعداد میں روز بروز اضافے کی وجہ سے اور
بعض ''مصالح'' کی بناء پر مسجد وزیر خان کے اس وقت کے متولی مرزا ظفر علی جج
نے اختلاف شروع کر دیا۔ چنانچہ سیّد المحدثین حضرت مولانا سیّد دیدار علی شاہ
محدث الوری رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کی خطابت سے استعفیٰ دے دیا۔ مرکزی انجمن حزب
الاحناف کا ایک مشاورتی جلسہ حضرت مولانا محرم علی چشتی کے مکان پر بروز اتوار
۲۷ فروری ۱۳۴۶ھ، ۱۹۲۷ء کو ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا۔

''حضرت مولانا سیّد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مذہبی وجوہات کی بناء پر مسجد
وزیر خان کے تعلقات سے علیحدگی اختیار کر لی ہے اور مولانا اپنے وطن مالوف کو
جانے کا ارادہ رکھتے ہیں اور ان کے تشریف لے جانے سے نہ صرف لاہور بلکہ پنجاب
میں حنفی جماعت کو نقصان عظیم پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا مولانا سے درخواست کی
جائے کہ وہ سر دست اپنے ارادۂ روانگی کا التواء فرمائیں اور دارالعلوم مرکزی انجمن
حزب الاحناف میں درس حدیث کے فرائض بدستور ادا فرماتے رہیں''۔

چنانچہ حضرت محدث الوری نے احباب کی اس درخواست کو قبول فرما لیا

اور تبلیغ و اشاعت دین میں مشغول ہوگئے۔ دارالعلوم حزب الاحناف کا ابتدائی دور
بڑی بے سرو سامانی کا تھا۔ مسجد وزیر خان سے نکل کر لنڈا بازار اور پھر وہاں سے
یکی دروازہ پھر دائی انگہ کی جامع مسجد اور بعد ازاں مائی لاڈو کی مسجد میں تدریس
کے فرائض انجام دیتے رہے۔ بالآخر اندرون دہلی دروازہ شیر شاہ سوری کے
زمانے کی تعمیر شدہ تین گنبدوں والی مسجد دارالعلوم کیلئے منتخب کی گئی۔ یہ مسجد غیر آباد
تھی۔ اس کی صفائی اور مرمت کی گئی۔ سب سے پہلے امیر ملت سیّد جماعت علی
محدث علی پوری نے پانچ سو روپیہ مسجد اور دارالعلوم پر خرچ کیا اور بہت تھوڑی
مدت میں دارالعلوم نہایت عروج پر پہنچ گیا۔ آپ کے علاوہ آپ کے والد محترم
حضرت مولانا سیّد دیدار علی شاہ، مولانا عبدالقیوم اور مولانا عبدالحنان جیسے قابل
حضرات شریک تدریس تھے۔ سب سے پہلے جلسہ دستار فضیلت میں پاک و ہند
کے نامور مشاہیر علماء کرام و مشائخ عظام جن میں سے صدرالافاضل سیّد نعیم
الدین مراد آبادی حجۃ الاسلام شہزادۂ اعلیٰ حضرت مولانا حامد رضا خاں، مولانا
عبدالعزیز خان محدث، مولانا مشتاق احمد کانپوری، مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا
خاں، آفتاب چشتیاں، پیر سیّد مہر علی شاہ گولڑوی، مخدوم صدرالدین ملتانی، فقیہہ اعظم
مولانا محمد شریف محدث کوٹلوی، شیخ القرآن، امام الدین قادری، مولانا معوان حسین
خطیب شاہی مسجد لاہور اور امیر ملت سیّد جماعت علی محدث علی پوری رونق افروز
ہوئے۔ اس جلسے نے پنجاب بھر میں دارالعلوم کی شہرت کو چار چاند لگا دیئے۔
ملک کے اطراف و اکناف سے بے شمار طلباء جمع ہونے لگے اور آگے چل کر
دارالعلوم حزب الاحناف نے بڑے بڑے محدث و مفسر فقیہہ اور مبلغ تیار کئے جو
آسمان شہرت پر آفتاب و مہتاب بن کر چمکے جن میں استاذ العلماء مولانا محمد
مہرالدین قاضی، سراج احمد مرحوم، مولانا سیّد محمد علی رضوی، مولانا ابوالنور محمد بشیر کوٹلوی،

مولانا غلام دین مرحوم' علامہ عبدالجلیل ہزاروی مرحوم' مولانا حافظ مظہر الدین رمداسی فقیہ اعظم مولانا محمد نور اللہ بصیر پوری' مولانا عبدالعزیز مرحوم منڈی بوریوالہ شیخ الحدیث محمد عبداللہ قصوری' حافظ محمد عالم سیالکوٹی' مولانا محمد تازہ گل کابلی' شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی' مولانا محبوب علی خان پیلی بھیتی مرحوم' مولانا غلام ربانی چشتی لالہ موسیٰ' زینت القراء قاری غلام رسول' علامہ ابوالبیان الٰہی بخش' مولانا غلام مہر علی چشتیاں شریف' حضرت پیر حافظ غلام نازک خلف الرشید حضرت مولانا محمد یار فریدی رحمۃ اللہ علیہ' مولانا غلام ربانی رمداسی نہایت معروف اور ممتاز ہیں اور اپنی تعلیمی تدریسی اور تبلیغی و سیاسی خدمات کی وجہ سے ارض پاکستان پر بلند پایہ شہرت وعزت کے حامل ہیں۔ مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری برصغیر پاک و ہند میں خاندان شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے نہایت قریبی علمی تعلق رکھنے والے علماء میں سے آخری مرد جلیل تھے۔ آپ کے اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مابین صرف دو واسطے تھے یعنی مولانا سیّد دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا فضل رحمٰن گنج مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سے اور انہوں نے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے سند حدیث حاصل کی اور سلسلۂ طریقت میں حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی اشرفی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید و مجاز تھے۔ اسی نسبت سے آپؒ اور آپ کے مریدین اپنے آپ کو اشرفی بھی لکھتے ہیں۔

۱۳۴۹ھ' ۱۹۳۰ء میں شاردا ایکٹ کا فتنہ اٹھا۔ جس کی رو سے نابالغ بچوں کی شادی ممنوع قرار پائی۔ اس ایکٹ کے نفاذ پر آپ نے اس کے خلاف مہم چلائی اور متعدد نابالغوں کے نکاح پڑھائے پاک و ہند کے علماء و مشائخ نے آپ کی پرزور تائید و حمایت کی۔

چنانچہ قبلہ سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علماء کے ایک وفد کے ساتھ جناب محمد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے مسلم ممبران کونسل سے دہلی میں ملاقات کی اور انہیں اس مسئلہ کی نوعیت سے صحیح طور پر آگاہ کیا۔ جس کے نتیجہ میں مجبوراً گورنمنٹ کو اس ایکٹ میں ترمیم کرنا پڑی۔ انہی دنوں شاتمِ رسول راج پال نے بدنام زمانہ کتاب ''رنگیلا رسول'' شائع کی۔ جس میں بارگاہ سرور کونین ﷺ میں سخت گستاخیاں کیں۔ لاہور کے ایک نوجوان علم الدین جو حضرت سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے درس میں شامل ہوا کرتے تھے اور سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ قبلہ کے درس میں تعظیم اور احترام رسالت مآب کی خصوصی تلقین کی جاتی تھی اور گستاخان رسول کی مذمت کی جاتی تھی۔ علم دین نے حضرت کے درس و تدریس اور مواعظ سے متاثر ہو کر راج پال کو واصل جہنم کر دیا۔ یہی نوجوان علم دین شہید کے نام سے مشہور ہوا۔ جناب غلام دستگیر صاحب نامی نے اپنی کتاب ''غازی علم دین'' میں لکھا ہے کہ علامہ اقبال نے کہا کہ غازی شہید کا جنازہ حضرت مولانا سیّد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ پڑھائیں''۔ اس کے علاوہ آپ اپنے والد گرامی سے سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں بھی مجاز تھے۔

۱۳۵۴ھ' ۱۹۳۵ء میں امام المحدثین مولانا سیّد دیدار علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہو گیا اور ان کے چہلم سے فارغ ہو کر اپنے استاد مکرم صدر الافاضل سیّد محمد نعیم الدین مراد آبادی اور شیخ المشائخ حضرت شاہ علی حسین کچھوچھوی اور دیگر علماء اہلسنت کی معیت میں حج بیت اللہ اور زیارت روضہ رسول اللہ ﷺ کی سعادت سے بہرہ مند ہوئے اور حرمین شریفین کے فیوض و برکات سے مستفیض ہو کر لوٹے اور واپس تشریف لا کر خدمت دین میں مصروف و منہمک ہو گئے۔ اسی دوران مسجد شہید گنج کی تحریک زور شور سے چلی تو حضرت امیر ملت علی پوری رحمۃ اللہ علیہ مولانا

ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ابوالبرکات سیّد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ نے
مسلمانوں کے ساتھ مل کر مسجد کی واگزاری کیلئے نہایت جدوجہد کی، مگر انگریز کی
اسلام دشمنی اور مجلس احرار کی سازش اور غداری کی وجہ سے یہ مسجد شہید کر دی گئی اور
شومئی قسمت سے آج تک اس پر سکھوں کا قبضہ ہے۔ حالانکہ اس تحریک میں مسجد
واگزاری کیلئے بیشمار مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا۔ خدا وہ وقت لائے کہ یہ
مسجد مسلمانوں کی تحویل میں آئے اور خانہ خدا عبادت سے معمور ہو۔

۱۳۵۹ھ، ۱۹۴۰ء میں قرارداد پاکستان پاس ہوئی اور کانگریس اور احراری
علماء نے ہندوؤں سے مل کر دوقومی نظریہ کی شدید مخالفت کی یہاں تک کہ ایک
احراری لیڈر نے اپنے جلسوں میں یہ کہنا شروع کر دیا کہ کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں
جنا جو پاکستان کی پ بھی بنا سکے"۔ ان کے مقابل علماء اور مشائخ اہلسنت نے نظریہ
پاکستان کی پرزور حمایت کی۔ السواد الاعظم مراد آباد نے زبردست حمایت کی۔

۱۳۶۶ھ، ۱۹۴۶ء میں بنارس میں آل انڈیا سنی کانفرنس جو برصغیر کی تاریخ
میں ایک عظیم اور مثالی کانفرنس تھی منعقد ہوئی۔ جس میں ہزاروں علماء اور مشائخ نے
شمولیت کی۔ علامہ ابوالبرکات اور ان کے ہم مسلک علماء شروع سے ہی دوقومی
نظریہ کے علم بردار اور اس سے پہلے ہمیشہ تحریر و تقریر میں ہندو مسلم اتحاد کی شدید
مخالفت کرتے رہتے تھے۔ اس کانفرنس میں نہایت شان و شوکت سے شریک
ہوئے اور تحریک پاکستان کی حمایت میں ملک گیر دورے کئے۔ جس کے نتیجے میں
بفضل ایزدی پاکستان معرضِ وجود میں آیا۔

۱۳۶۸ھ، ۱۹۴۸ء پاکستان بننے کے بعد آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کا نام
جمعیت علماء ہند کے مقابلہ میں جمعیت علماء پاکستان رکھا اور انوار العلوم ملتان کے

سالانہ جلسہ کے موقع پر جمعیت کی بنیاد رکھی گئی۔ اس اجلاس میں علامہ ابوالحسنات
رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ اور محدث پاکستان مولانا سردار احمد لائل
پوری رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عبدالغفور ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ، پیر عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ بھرچونڈی شریف،
علامہ سیّد احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ، پیر امین الحسنات رحمۃ اللہ علیہ آف مانکی شریف، مولانا
عبدالحامد بدایونی رحمۃ اللہ علیہ شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ مولانا مفتی احمد یار
خاں گجراتی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے کرام شریک تھے اور بالاتفاق علامہ
ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ کو جمعیت کا صدر اوّل منتخب کیا گیا۔ ۱۹۴۸ء ہی میں جب تحریک
آزادی کشمیر شروع ہوئی تو علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ کے
سب سے پہلے اس تحریک کی حمایت کی اور اس جہاد کو اسلامی جہاد قرار دیا۔ جب
کہ مودودی صاحب نے فتویٰ دیا کہ جہاد کشمیر اسلامی نہیں ہے۔ سیّد صاحب نے
علامہ ابوالحسنات رحمۃ اللہ علیہ کی معیت میں دیگر مکاتب فکر علماء سے جہاد کشمیر کے حق
میں دستخط کرائے اور پبلک جلسوں میں مجاہدین کیلئے سامان جمع کرنے کی مہم
چلائی۔ موچی گیٹ میں ایک عظیم الشان کشمیر کانفرنس منعقد کی گئی۔ جس میں صدر
آزاد کشمیر بھی شریک ہوئے لاکھوں روپوؤں کا سامان جمع کیا گیا۔ علامہ
ابوالحسنات جمعیت علماء پاکستان کے ساتھ خود محاذ جنگ پر تشریف لے گئے اور
مجاہدین میں وہ سامان اور نقد روپیہ تقسیم کیا اور اس کے بعد بھی لاکھوں روپیہ چندہ
اکٹھا کر کے ارسال فرمایا انہیں خدمات کی بدولت علامہ ابوالحسنات کو غازی کشمیر کا
خطاب دیا گیا۔

۱۳۶۹ھ، ۱۹۴۹ء میں پہلی دستور ساز اسمبلی نے جو قرارداد مقاصد پیش کی
تھی۔ اس میں بھی ان دونوں بھائیوں کی مساعی کا بڑا حصہ تھا۔ پاکستان بننے کے
بعد آپ نے عوام و خواص کے دلوں پر یہ بات اپنی تقریر و تحریر کے ذریعے نقش کر

دی کہ ہم نے پاکستان کا مطالبہ اسلام اور صرف اسلام کے نام پر کیا تھا۔ لہٰذا پاکستان کا دستور بھی اسلامی بنیادوں پر ہی مرتب ہونا چاہیے۔

۱۳۷۳ھ، ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کا آغاز ہوا۔ اس میں بھی ان دونوں بھائیوں اور ان کے ہم مسلک علماء اور متعلقین نے بہت زیادہ حصہ لیا۔ علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری کو تمام مکاتب فکر کے علماء نے مجلس عمل کا صدر منتخب کیا اور اسی قیادت کے دوران علامہ ابوالحسنات اور دیگر علماء کرام کے ساتھ گرفتار ہوئے۔ کراچی، سکھر اور حیدر آباد کی جیلوں میں ایک سال تک پابند قید وسلاسل رہے۔ علامہ ابوالحسنات کے اکلوتے صاحبزادے مولانا امین الحسنات سیّد خلیل احمد قادری کو پہلے سزائے موت سنائی گئی۔ پھر اس کو بدل کر چودہ سال قید بامشقت کا حکم سنایا گیا۔ الغرض اس سخت امتحان میں بھی دونوں بھائیوں نے نہایت استقامت کا مظاہرہ فرمایا۔ اگرچہ علامہ ابوالبرکات گرفتار نہیں ہوئے۔ مگر انہیں کیا یہ قلق کم تھا کہ بھائی اور بھتیجے کے علاوہ سینکڑوں شاگرد جیل کی صعوبتیں اٹھا رہے تھے۔

۱۳۸۵ھ، ۱۹۶۵ء میں علماء اہلسنت کا ایک وفد جنگ ستمبر کے بند ہو جانے کے بعد لاہور میں فیلڈ مارشل جنرل محمد ایوب خان مرحوم سے ملا جس کی قیادت مفتی اعظم پاکستان علامہ ابوالبرکات سیّد احمد قادری نے کی۔ علماء کی گفتگو کے بعد جنرل محمد ایوب خان نے سیّد صاحب سے دعا کی درخواست کی سیّد صاحب نے ہاتھ اٹھائے اور چند دعائیہ کلمات فرمانے کے بعد جنرل محمد ایوب خان کو مخاطب کرتے ہوئے نظام مصطفیٰ ﷺ کے نفاذ کا مطالبہ کیا اور صدر ایوب خان سے مخاطب ہوکر فرمایا۔

''دعا کیا کروں آپ نے عائلی آرڈیننس نافذ کیا ہے۔ جس کی متعدد

دفعات قرآنی آیات کے صریح خلاف ہیں۔ آپ ان کو فی الفور منسوخ کریں، اور اللہ تعالیٰ سے ڈریں۔ آپ نے شاستری کی ارتھی کو کندھا دیا۔ ایک مشرک کے ساتھ ایسا برتاؤ کب جائز ہے''۔

اس پر صدر جنرل محمد ایوب خان نے عائلی آرڈیننس میں شریعت کے مطابق ترمیم کا وعدہ کیا اور شاستری کی ارتھی کو کندھا دینے کے متعلق کہا ''یہ ایک رسمی چیز تھی مجھے مجبوراً شریک ہونا پڑا''۔

اس کے بعد حضرت مفتی اعظم قبلہ سیّد صاحب نے دعا فرمائی۔

''الٰہی صدر محمد ایوب خان اور ارباب حکومت کو پاکستان میں نظام مصطفیٰ ﷺ کو عملی طور پر جاری کرنے کی توفیق عطا فرما اور پاکستان کو اپنی حفاظت میں رکھ''۔

اس ملاقات میں ان کے نامور صاحبزادہ سیّد محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علمائے اہلسنت بھی شریک تھے۔ سیّد صاحب کی حق گوئی اور اعلائے کلمۃ الحق کا یہ عالم تھا کہ ایوبی دور حکومت میں ڈاکٹر فضل الرحمٰن کے خلاف تاریخی فتویٰ دیا جس کے نتیجے میں تحریک شروع ہوئی، اور آخر الامر جنرل محمد ایوب خان نے ڈاکٹر فضل الرحمٰن کو چھٹی دینے میں عافیت سمجھی۔ سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عائلی آرڈیننس میں شریعت کے مطابق ترمیم کا مسودہ مرتب کر کے صدر ایوب خان کو بھیج دیا۔

۱۳۸۹ھ،۱۹۶۹ء آپ کو سواد اعظم اہلسنت میں وہ مرکزیت اور مقبولیت حاصل تھی کہ جب کبھی علماء میں تھوڑا بہت اختلاف و انتشار ہوتا تو وہ آپ کی طرف رجوع کرتے اور آپ کے نام پر سب لوگ بلا کسی حجت اور لیت ولعل سے جمع ہو جاتے۔ چنانچہ غازی کشمیر علامہ ابوالحسنات سیّد محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد جمعیت علماء پاکستان دھڑے بندیوں کا شکار ہوگئی تھی اور لادینی

تحریکیں عروج پر تھیں اور حقوق اہلسنت پامال ہو رہے تھے۔ علامہ غلام مہر علی چشتی گولڑوی اور شیخ القرآن مولانا غلام علی اوکاڑوی نے بعض دیگر احباب اہلسنت کی معیت میں مفتی اعظم پاکستان کی خدمت میں پر درد درخواست کی کہ تمام سنی علماء آپ کی دعوت پر جمع ہو سکتے ہیں۔ مہربانی فرما کر آپ ان کو دعوت دیجئے تاکہ انتشار ختم ہو اور سواد اعظم اہلسنّت صحیح طور پر منظم ہو جائیں۔ آپ نے اس درخواست کو شرف قبول بخشا اور تمام علماء مشائخ اور علماء اہلسنّت کو مدعو فرمایا اور دار العلوم حزب الاحناف لاہور میں ایک عظیم الشان اجتماع منعقد ہوا اور آپ کی برکت اور جدوجہد سے تمام دھڑے بندیاں ختم ہوگئیں۔ علامہ سیّد محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کو مجلس عمل جمعیت علماء پاکستان کا کنونیر مقرر کیا گیا۔ جمعیت کا ایک منشور تیار کیا گیا۔ جس میں نظام مصطفیٰ ﷺ کے قیام اور مقام مصطفیٰ کے تحفظ کو جمعیت کے منشور کا بنیادی نکتہ قرار دیا اور جمعیت کو عملی ریاست میں حصہ لینے کی پالیسی پہلی مرتبہ متعین کی گئی۔ علامہ سیّد محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی مخلصانہ اور مجاہدانہ محنتوں سے جمعیت علماء پاکستان ایک باوقار اور فعال جماعت کی حیثیت میں سرگرم عمل ہوئی۔

۱۳۹۰ھ/ ۱۹۷۰ء میں نیشنل عوامی لیگ کے سربراہ بھاشانی نے دار السلام ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک کانفرنس منعقد کی۔ جس میں ملک بھر کے سوشلسٹوں اور کمیونسٹوں نے بھرپور حصہ لیا۔ اس کے ردعمل میں ٹوبہ میں آل پاکستان سنی کانفرنس انعقاد پذیر ہوئی جس کا انتظام و انصرام قبلہ سیّد صاحب کے فرزند ارجمند علامہ سیّد محمود احمد رضوی نے کیا۔ علامہ صاحب کی رہنمائی میں شیخ القرآن، مولانا غلام علی اوکاڑوی نے تمام ملک کا وسیع دورہ کیا اور تمام علماء و مشائخ اہلسنّت کو کانفرنس میں

شمولیت کی دعوت دی۔ ٹوبہ کا یہ اجتماع نہایت بے مثال پرشکوہ تھا۔ اسی اجتماع میں جمعیت کا انتخاب ہوا۔ حضرت شیخ الاسلام خواجہ محمد قمر الدین چشتی سیالوی صاحب صدر اور حضرت علامہ سیّد محمود احمد رضوی کو جنرل سیکرٹری مقرر کیا گیا اور ان ہر دو حضرات نے اپنے تبلیغی دوروں سے سنیت میں تازہ روح پھونک دی۔ جس کے نتیجے میں قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں دوسری قدیم سیاسی پارٹیوں کے مقابلوں میں قابل قدر اور نمایاں کامیابی حاصل ہوئی۔ جس کی بدولت قائد اہلسنّت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ عبد المصطفیٰ ازہری رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سیّد محمد علی رضوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد ذاکر رحمۃ اللہ علیہ صاحبان جیسے مخلص اور قابل نمائندے اسمبلی میں پہنچے۔ جنہوں نے اسمبلی میں پہنچ کر اسلامی دفعات کے پاس کرانے میں اور انہیں آئین میں شامل کرانے کیلئے وہ عظیم جدوجہد فرمائی جس سے اسمبلی کا ریکارڈ اور تمام ملت گواہ ہے۔

۱۹۷۴ء میں جب مرزا قادیانی کی ناپاک ذریت نے مسلمانان پاکستان کی غیرت کو للکارا تو ناموس رسالت کی حفاظت اور ختم نبوت کے تحفظ کیلئے حضرت علامہ ابو البرکات صاحب کے ارشاد سے دار العلوم حزب الاحناف کے علماء اور طلبہ نے سرگرمی سے تحریک ختم نبوت میں حصہ لیا۔ آل پاکستان مجلس عمل قائم ہوئی۔ جس کا سیکرٹری جنرل مفتی اعظم پاکستان کے صاحبزادہ علامہ سیّد محمود احمد رضوی کو چنا گیا۔ اس سلسلے میں علامہ رضوی نے تحفظ ناموس رسالت کیلئے ملک بھر کا طوفانی دورہ کیا۔ سینکڑوں جلسوں سے خطاب کیا۔ علامہ رضوی اور شیخ القرآن اوکاڑوی اور دار العلوم حزب الاحناف کے فارغ شدہ دیگر علماء پر جھوٹے مقدمے قائم کئے گئے اور انہیں محض سیاسی انتقام کیلئے جیلوں میں ٹھونسا گیا۔ حضرت مفتی اعظم

پاکستان اور ان کے خدام کا یہ عظیم کارنامہ تاریخ کے صفحات پر ثبت ہے۔ جس
سے تمام ملت اسلامیہ آگاہ ہے۔ بالآخر مسلمانوں کی متحدہ کوشش اور قربانی کے
نتیجے میں قادیانی مسئلہ حل ہوا اور اسمبلی میں قائد اہلسنت شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ نے
قرارداد پیش کی جس کو بالاتفاق پاس کرلیا گیا اور اس طرح مسلمانوں کا یہ دیرینہ
مطالبہ منظور کرلیا گیا اور ختم نبوت کے منکر لاہوری اور قادیانی مرزائی غیر مسلم
اقلیت قرار دے دیئے گئے۔

۷۷-۱۹۷۶ء حضرت سیّد صاحب کی ہدایت اور ارشاد کے مطابق حضرت
کے خدام اور تلامذہ نے تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ میں نہایت بھرپور حصہ لیا۔ جیلوں
میں گئے ماریں کھائیں طرح طرح کے مصائب و آلام میں مبتلا ہوئے۔ مگر بفضلہ
تعالیٰ اپنے موقف پر قائم رہے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آمر و جابر اور
ظالم حکمران سے نجات عطا فرمائی اور ضرورت اور مجبوری کے ماتحت ملک میں
مارشل لاء نافذ ہوا۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ رب کعبہ اور حضور ﷺ اور
بزرگان دین کے وسیلۂ جمیلہ سے فوجی حکمرانوں کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ بلاتاخیر
فوری طور پر ملک میں مکمل نظام مصطفیٰ ﷺ نافذ کردیں۔ تاکہ قوم کا اعتماد فوج پر
بحال رہے اور قومی و ملی عظیم قربانیاں رائیگاں نہ ہوں۔

۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء آپ برصغیر پاک و ہند میں اپنے دور کے بہت بڑے
مفسر محدث، اصولی، اور فقیہہ تھے اپنے علم و فضل، زہد و تقویٰ اور اتباع سنت اور
مسلک میں اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے مظہر اتم تھے۔ آپ کے فتویٰ
اور تحریروں پر اعلیٰ حضرت کے طرز فکر کا اس قدر غلبہ تھا کہ اگر کوئی شخص اعلیٰ حضرت
اور سیّد صاحب کی تحریر اور فتویٰ کو ملا کر دیکھے تو یہ امتیاز مشکل تھا کہ اعلیٰ حضرت کی

تحریر کون سی ہے، اور سیّد صاحب کی کون سی جن حضرات نے ان دو عظیم ہستیوں
کے فتویٰ دیکھے ہیں۔ ان پر یہ حقیقت بالکل واضح اور منکشف ہے۔ درس و تدریس
اور تقریر و تبلیغ میں بھی آیات قرآنیہ اور احادیث نبوت اور آئمہ اسلام اور فقہائے
عظام کی آرا سے اعلیٰ حضرت ہی کے اصول کے مطابق استدلال فرماتے تھے۔
کلام مختصر اور نہایت جامع فصاحت و بلاغت سے مشحون و مملو ہوتا تھا۔ صحت اور
جوانی کے عالم میں گھنٹوں نہایت قوت بیانی کے ساتھ خطاب فرماتے تھے۔ مذہب
مہذب اہلسنت و جماعت کی حقانیت کے دلائل اور مخالفین بدمذہب اور ملحدوں کے
اعتراضات اور اشکالات کا جواب ایسے مدلل انداز میں دیتے تھے کہ صاحب عقل
سلیم کو تسلیم کے سوا چارہ نہیں تھا۔ بیان میں متانت اور سنجیدگی ہوتی تقریر تو در کنار
خلوت میں بھی مخالفین کے خلاف کوئی ناشائستہ کلمہ اور ناجائز جملہ آپ کی زبان پر
نہیں آتا تھا۔ خلیق حلیم ملنسار اور روادار ہونے کے باوجود کلمۂ حق کے کہنے سے
کسی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ عقائد و نظریات کے علاوہ اپنے مریدین و
متعلقین اور تلامذہ کو اتباع شریعت کی انتہائی تاکید و تلقین فرماتے تھے۔ آپ کی
طبیعت ایک سال سے علیل تھی۔ لاہور کے معروف ترین ڈاکٹروں اور طبیبوں سے
علاج کروایا گیا مگر کوئی افاقہ نہ ہوا اور مرض بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ آپ نہایت
کمزور اور صاحب فراش ہوگئے۔ مگر اس کمزوری اور نقاہت کے عالم میں آپ
نے کبھی نماز قضاء نہ کی۔ بیٹھے کھڑے جس طرح ممکن ہوا۔ حکم شریعت کے مطابق
نماز ادا فرماتے رہے۔ اتباع شریعت میں اس کوہ استقامت کا یہ عالم تھا کہ صحت و
عافیت کی حالت میں نہ صرف یہ کہ خود مسجد میں تشریف لا کر نماز باجماعت قائم
کرتے بلکہ اپنے چھوٹے پوتوں اور نواسوں کو بھی ساتھ لے جاتے اور بعض اوقات
کسی عذر کی وجہ سے مسجد میں نہ پہنچ سکتے تو اپنے کمرے میں ہی بچوں اور حاضرین کو

ساتھ لے کر نماز باجماعت کا اہتمام فرماتے۔ صبر واستقلال کے ایسے پیکر کہ شدید بیماری کی حالت میں کبھی اف تک بھی زبان پر نہ آئی۔ ذکر وفکر کے ایسے پابند کے شدت مرض میں بھی کلمہ شریف اور درود شریف کا ذکر جاری رہتا اور حاضرین کو بھی درود پاک پڑھنے کی تلقین کرتے۔ حتیٰ کہ آخری لحات میں بھی آپ کی زبان مبارک سے یاحی یاقیوم سنا گیا اور آخر مورخہ ۲۰ شوال ۱۳۹۸ھ، ۲۴ ستمبر ۱۹۷۸ء بروز اتوار ۴ بج کر ۷ منٹ پر قبل نماز عصر عظیم روحانی پیشوا سراج اہل تقویٰ امام المحدثین حضرت سیّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہم سے رخصت ہوگئے۔ آپ نے اپنے پیچھے ایک بیوہ دو صاحبزادیاں تین صاحبزادے علامہ سیّد محمود احمد رضوی، سیّد حبیب احمد رضوی اور مولانا سیّد مسعود احمد رضوی چھوڑے ہیں جو کہ علم وفضل میں اپنے خاندان کے صحیح جانشین اور وارث ہیں۔ حضرت سیّد صاحب ایک بین الاقوامی شخصیت تھے۔ آپ کا روحانی سلسلہ بھی بہت وسیع ہے۔ ہزاروں لوگ آپ کے حلقہ ارادت میں داخل ہیں۔ شاگردوں اور تلامذہ کی تعداد بھی بہت وسیع ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ حضرت کے تلامذہ و ارادت مند آپ کی مکمل سوانح حیات مرتب کرنے میں عملی قدم اٹھائیں اور آپ کی سیرت علم وفضل اور دینی وملی خدمات سے متعلق انہیں جو معلومات بھی ہوں انہیں قلمبند کر کے علامہ سیّد محمود احمد رضوی کو ارسال کریں تاکہ آپ کی شایانِ شان سوانح حیات مرتب کی جاسکے۔

شجرۂ نسب والد محترم سیّد ابوالبرکات سیّد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سیّدنا ابوالبرکات سیّد احمد رضوی، ابن ابو محمد سیّدنا دیدار علی شاہ رضوی مشہدی، ابن سیّدنا نجف علی شاہ رضوی، ابن سیّدنا محمد تقی رضوی، ابن سیّدنا عبدالوہاب اربع رضوی، ابن سیّدنا اسماعیل رضوی، ابن سیّدنا محمد یوسف رضوی، ابن سیّدنا عبدالوہاب ثالث رضوی، ابن سیّدنا سعید الدین رضوی، ابن سیّدنا عبدالکریم رضوی، ابن سیّدنا محمد رضوی، ابن سیّدنا عبدالوہاب ثانی رضوی، ابن سیّد احمد رضوی، ابن سیّدنا رفیع الدین احمد رضوی، ابن سیّدنا عبدالوہاب اوّل رضوی، سیّدنا محمد رضوی، ابن سیّدنا ابوالمکرّم، ابن سیّدنا محمد غوث رضوی، ابن سیّد جلال الدین سرخ بخاری رضوی مشہدی، ابن سیّدنا علی ابوالموئید رضوی، ابن سیّدنا جعفر رضوی، ابن سیّد محمد رضوی، ابن سیّدنا محمود رضوی، ابن سیّد جعفر اول رضوی، ابن سیّدنا امام ھادی نقی، ابن سیّدنا امام محمد تقی ابن سیّدنا امام علی رضا بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ مشہد مقدس ایران بن سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ بن امام محمد باقر رضی اللہ عنہ ابن سیّدنا امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، ابن سیّدنا سیّد الکونین سیّد الشہداء امام حسین شہید کربلا رضی اللہ عنہ، ابن سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ امیر المومنین خلیفۃ المسلمین زوجہ مطاہرہ سیّدۃ النساء فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت سرور عالم خاتم النبیین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

شجرۂ نسب والدہ محترمہ سیّد ابوالبرکات سیّد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

سیّدنا ابوالبرکات سیّد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّدہ عصمۃ النساء صالحہ مرحومہ مغفورہ بنت سیّد سلامت علی حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد وزیر علی حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد شاہ محور حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد ابوسعید محمود حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد ابی نصر بلخی حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد ابی کمال محمد حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد قوت الدین محسن حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد ذکی حسن حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد علی حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد نور الدین ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد سفی جھوی حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد غوث الدین حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد نور الدین احمد حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد ابراہیم حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد برہان الدین حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد رضی الدین حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد عبدالرزاق حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد حافظ عبدالغفور حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد محمد صالح حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد مہیمن حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد عبداللہ ثالث حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد شہاب الدین غوری حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد عبدالرحمٰن غوری حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد اسماعیل غوری حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد صفدر علی حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد تواب ابوالقاسم حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد طاہر حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد طیب حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد اویس ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد عسکر حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد یحییٰ حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد ناصر الدین حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد علی حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد حمود حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد محمود حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد عبداللہ ثانی حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد امام احمد حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد امام عمر حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد اویس اول حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّد امام عبداللہ اول المعروف عبداللہ محض رحمۃ اللہ علیہ ابن سیّدنا امام حسن المجتبیٰ خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن سیّدنا امیر المومنین خلیفۃ المسلمین سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔

شعبان المعظم کے فضائل اور اس کے متعلق ہدایات

پروردگار عالم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ اس نے اپنے حبیب اکرم، نبی محترم، سلطانِ دو عالم، فخرِ بنی آدم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں ہم کو بے شمار نعمتیں، بے انتہا رحمتیں اپنی نعمت ہائے گوناگوں سے عطا فرما کر سرفراز و ممتاز فرمایا۔ منجملہ ان کے شعبان و رمضان وہ بابرکت مہینے ہم کو عطا فرمائے جن کی عبادت تمام مہینوں کی عبادات و ریاضت سے افضل ہے۔ مولیٰ سبحانہ و تعالیٰ ہم کو اور تمام امتِ مرحومہ کو توفیق عمل عطا فرمائے اور اس مبارک مہینہ کی برکات سے مستفیض فرمائے۔

شعبان کا روزہ اور پندرہویں شب شعبان کے فضائل

حدیث نمبر ۱:

طبرانی و ابن حبان سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے راوی ہے کہ حضور پُر نور سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ شعبان کی پندرہویں شب میں اللہ عزوجل تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور سب کو بخش دیتا ہے مگر کافر اور عداوت والے کو۔ پس جن دو شخصوں میں کوئی دینوی عداوت ہو تو اس رات کے آنے سے پہلے انہیں چاہیے کہ ہر ایک دوسرے سے مل جائے اور ہر ایک دوسرے کی خطا معاف کر دے تاکہ مغفرتِ الٰہی انہیں بھی شامل ہو۔

حدیث نمبر ۲،۳:

بیہقی نے اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی، حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے پاس جبرائیل آئے اور کہا یہ شعبان کی پندرہویں رات

ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ جہنم سے اتنوں کو آزاد فرماتا ہے، جتنے بنی کلب کی بکریوں کے بال ہیں مگر کافر اور عداوت والے اور رشتہ کاٹنے والے اور کپڑا لٹکانے والے اور والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کی مداومت کرنے والے کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا۔ امام احمد نے ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے جو روایت کی اس میں قاتل کا بھی ذکر ہے۔

حدیث نمبر۴:

ابنِ ماجہ مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہٗ سے راوی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب شعبان کی پندرہویں رات آجائے تو اس رات کو قیام کرو اور دن میں روزہ رکھو کہ رب تبارک وتعالیٰ غروب آفتاب سے آسمان دنیا پر خاص تجلی فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہے کوئی بخشش چاہنے والا کہ اسے بخش دوں، ہے کوئی روزی طلب کرنے والا کہ اسے روزی دوں، ہے کوئی مبتلا کہ اسے عافیت وشفا دوں، ہے کوئی ایسا، کوئی ایسا اور یہ اس وقت تک فرماتا ہے کہ فجر طلوع ہو جائے۔

حدیث نمبر۵:

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزہ رکھتے میں نے نہ دیکھا۔

حدیث نمبر۶:

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میں نے شعبان سے زیادہ کسی اور مہینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ رکھتے نہ دیکھا، آپ نے فرمایا: یہ مہینہ رجب اور رمضان کے بیچ میں ہے، لوگ اس سے غافل ہیں اس میں بندوں کے اعمال جناب باری تعالیٰ کے حضور

میں پیش ہوتے ہیں، میں چاہتا ہوں کہ میرے عمل روزے کی حالت میں پیش ہوں۔ مسند ابوبکر بن شیبہ وابن زنجویہ اور مسند ابویعلی اور ابن ابی عاصم اور ماوردی سے یہ حدیث منقول ہے۔

حدیث نمبر۷:

شیخ عبدالحق محقق رضی اللہ عنہ ماثبت بالسنۃ میں بروایت ابن ابی الدنیا عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب شعبان کی پندرہویں شب ہوتی ہے (جو چودہ تاریخ کے بعد آتی ہے) اس شعبان سے اگلے شعبان تک مرنے والوں کا دفتر حضرت ملک الموت کو دیا جاتا ہے، کہ اس سال فلاں کی روح فلاں وقت میں قبض کرنا۔ پھر یہاں آدمی شادی کرتا ہے، مکان تعمیر کرتا ہے، حالانکہ اس سال کے مرنے والوں میں سے ہوتا ہے۔ نزہۃ المجالس میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شب برأت یعنی پندرہویں شب شعبان کو میرے پاس جبرائیل آئے اور کہنے لگے کہ اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس رات عبادت میں زیادہ کوشش کیجئے اس لئے کہ اس رات میں حاجتیں پوری کی جاتی ہیں۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم مصروف عبادت ہو گئے کہ پھر جبرائیل بارگاہِ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اپنی امت کو خوشخبری دے دیجئے کہ اس رات میں اللہ عزوجل سوائے مشرک کے آپ کی تمام امت کو بخش دیتا ہے۔

پھر عرض ہے کہ آسمان کی طرف ملاحظہ فرمائیے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے جنت کے دروازے کھلے دیکھے۔ ایک روایت میں ہے آسمان کے دروازے کھلے ہوئے تھے اور اول دروازہ پر ایک منادی یہ ندا کر رہا تھا کہ اس رات میں رکوع کرنے والوں کو خوشخبری ہو اور دوسرے دروازے پر یہ آواز بلند تھی

که اس رات میں سجدہ کرنے والوں کو بشارت ہو اور تیسرے دروازے پر یہ ندا
تھی کہ اس رات میں دعا مانگنے والوں کو مبارک باد اور چوتھے دروازے پر یہ صدا
تھی کہ رات میں خوفِ خدا سے رونے والوں کو بشارت ہو اور پانچویں دروازے
پر فرشتہ کہہ رہا تھا کہ اس رات میں نیک عمل کرنے والوں کو مژدہ اور چھٹے
دروازے پر صدائے کرم تھی کہ ہے کوئی سائل جس کا سوال پورا کیا جائے اور
ساتویں دروازے پر ندائے مغفرت تھی کہ ہے کوئی طالبِ مغفرت کہ اس کے گناہ
بخش دیئے جائیں۔ میں نے کہا، جبرائیل یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے؟
عرض کی طلوعِ فجر تک، پھر فرمایا: کہ اس رات میں جو جہنم کے مستحق ہیں ان کی
آتشِ دوزخ سے بنی کلب کی بکریوں کی تعداد کے برابر اللہ تعالیٰ آزاد فرماتا ہے
(عرب میں بنی کلب ایک قبیلہ ہے جن کی بکریاں بکثرت ہوتی ہیں)۔:

مسلمانوں سے عاجزانہ التماس

تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ ۱۵ شعبان المعظم قبل غروبِ آفتاب اپنے تمام
گناہوں سے تائب و مستغفر ہوں جن دو شخصوں میں دنیوی رنج و عداوت ہو مرد
ہوں یا عورتیں باہم صلح و صفائی کر لیں اور شیر و شکر کی طرح یکجان ہو جائیں اور
اپنے آئینہ قلب کو حقد وحسد، بغض و عداوت سے بے غبار اور پاک صاف کر لیں
اور اس مقدس و بابرکت رات کے فیوض و برکات سے محروم نہ رہیں، معلوم نہیں
اگلے شعبان تک زندہ رہیں یا نہ رہیں۔ پس خوش نصیب اور سعادت مند وہ ہیں
جو اس مبارک شب میں نعمتِ الٰہی اور رحمتِ غیر متناہی سے حصہ لیں اور اپنے
اوقاتِ زندگی عبادتِ الٰہی اور اطاعتِ رسالت پناہی ﷺ میں صرف کریں۔
چونکہ بموجب تفاسیر معتبرہ و روایات صحیحہ اس رات میں ترقیٔ رزق اور

تنگی قحط و ارزانی صحت و تندرستی موت و زیست جو کچھ اس سال میں مقدر ہے،
سال تمام کے احکام ان ملائکہ کے سپرد کر دیئے جاتے ہیں جو ان کاموں پر معین
ہیں۔ لہٰذا اس مقدس شب میں اپنے اپنے اور تمام مسلمانانِ اہلسنت و جماعت
کے لئے دعائے مغفرت و عافیت دارین کریں اور بکمال تضرع و زاری سے اپنے
لئے، خویش و اقارب اور مسلمانانِ عالم کے لئے دعا مانگے اور جس قدر ہو سکے
فقراء و مساکین کو خیرات دیں اور بکثرت یہ دعاء ماثورہ پڑھتے رہیں۔

"اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا"

ترجمہ: اے اللہ تو معاف فرمانے والا ہے، معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے ہمیں
معافی عطا فرما۔

اس شب میں نوافل پڑھنے کا بیان

پندرہویں شب شعبان میں دو رکعت کی نیت سے سو رکعت پڑھنا
چاہیے، ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ، گیارہ گیارہ مرتبہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" یا پانچ
سلام کے ساتھ دس رکعت پڑھیں، ہر رکعت میں دو مرتبہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ"
پڑھیں، دونوں طریقے سلف صالحین سے مروی و ماثور ہیں۔
اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تین اصحابِ رسول اللہ رضی اللہ عنہم
سے مجھ کو یہ حدیث پہنچی ہے کہ جو شخص شب برأت یعنی پندرہویں شعبان میں یہ سو
رکعت یا دس رکعت پڑھتا ہے، اس کی طرف ستر بار اللہ تعالیٰ رحمت سے دیکھتا ہے
اور ہر نگاہ رحمت میں اس کی ستر حاجتیں پوری کرتا ہے جس میں سے یہ ادنیٰ
مغفرت ہے اور سلف و خلف صالحین سے یوں بھی منقول ہے کہ شب برأت میں
بعد نمازِ مغرب چھ رکعت نفل اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں بعد سورۂ فاتحہ چھ

چھ مرتبہ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر کر ایک بار سورۂ یٰسین شریف اور بعد قرأت سورۂ یٰسین اول دو رکعت کے بعد کثرت سے یہ دعا مانگے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنَّا۔

اس کے بعد برکتِ عمر کی دعا مانگے، پھر دوسری رکعت کے بعد سورۂ یٰسین پڑھ کر ترقی رزق کی دعا کرلے، پھر آخری دو رکعت کے بعد سورہ یٰسین پڑھ کر حسن خاتمہ کی دعا مانگے۔ صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ چھ رکعت اس طرح پڑھ کر دعا مانگے اللہ تعالیٰ اس کو وہی عطا فرماتا ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس مقدس رات کو کھیل کود، لہو ولعب، آتشبازی و اسراف مال وغیرہ میں ضائع نہ کریں۔

آتش بازی حرام ہے:

اس مقدس یعنی شب برأت میں آتش بازی، انار، پٹاخے، پھلجھڑی چکر وغیرہ لہو ولعب میں مشغول ہونا کمال اسراف اور انتہا درجہ کی فضول خرچی ہے۔ ایسوں کو اللہ تعالیٰ نے شیطان کا بھائی فرمایا۔ لہٰذا حرام و ناجائز ہے اور اس ناجائز کام میں مشغول ہونے والے سخت گناہگار ہیں، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ماثبت بالسنۃ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

وَمِنَ الْبِدَعِ الشَّنِيْعَةِ مَاتَعَارَفَ النَّاسُ فِيْ اَكْثَرِ بِلَادِ الْهِنْدِ مِنْ اِيْقَادِ السُّرُجِ وَوَضْعِهَا عَلَى الْبُيُوْتِ وَالْجُدْرَانِ وَتَفَاخُرِهِمْ بِذَالِكَ وَاجْتِمَاعِهِمْ لِلَّهْوِ وَاللَّعْبِ بِالنَّارِ وَاِحْرَاقِ الْكِبْرِيْتِ۔

ترجمہ: یہ جو ہندوستان (اور پنجاب) کے اکثر شہروں میں رواج ہے کہ شعبان کی پندرہویں شب کو مکان کے در و دیوار پر روشنی کرتے اور اس میں فخر کرتے ہیں اور آتش بازی وغیرہ لہو ولعب کے لئے جمع ہوتے اور گندھک شورہ یعنی انار

پٹاخے پھونکتے ہیں، بدعت شنیعہ ہے۔

لہٰذا! مسلمانوں کا فرض ہے کہ اس بدعت شنیعہ سے باز رہیں، بچوں کو اس کام کے لئے ایک پیسہ بھی نہ دیں کہ علاوہ مال ضائع کرنے کے، جسمانی و روحانی تکالیف کا باعث ہوتا ہے۔ اہلِ پنجاب کو چاہیے کہ اس امر میں مسلمانانِ دہلی کی تقلید کریں کہ انہوں نے کئی سال سے اس بدعت شنیعہ کو ترک کردیا ہے اور جو روپیہ آتش بازی میں خرچ کرتے تھے وہ اب مصارفِ خیر میں صرف کرتے ہیں پس اہلِ پنجاب کو بھی چاہیے کہ جس قدر روپیہ وہ حرام کام میں صرف کرتے تھے، وہ سب روپیہ اپنے بچوں اور دینی تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کی ضروریات میں صرف کریں اور ثوابِ دارین کے مستحق بنیں۔

ہدایات:

معلوم ہوا کہ پنجاب کی عورتوں میں یہ رسم جاری ہے کہ شعبان کے روزہ افطار کرنے کے لئے اپنا گھر چھوڑ کر غیروں کے یہاں سے کھانا مانگ کر روزہ افطار کرتی اور اسے موجب ثواب سمجھتی ہیں۔ لہٰذا واضح رہے کہ شریعت مطہرہ میں اس رسم کی کوئی اصلیت نہیں پائی جاتی، اس لئے اس کو ضروری اور لازمی تصور کرنا بدعت ہے اور ایسا عقیدہ رکھنا باعثِ گناہ ہے۔ یونہی بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ماہ شعبان کی پندرہویں شب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا دندان مبارک شہید ہوا اور اسی تاریخ میں حضرت حمزہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اور آپ نے حلوہ تناول فرمایا تھا اس لئے حلوہ ہی پکانا ضروری و واجب ہے، یہ بھی عقیدہ قطعی لغو و بے بنیاد ہے۔ کیونکہ باتفاق مؤرخین غزوہ اُحد ۷ یا ۱۱ شوال کو واقع ہوا تھا، لہٰذا اس عقیدہ کے ساتھ حلوہ کا پکانا ضروری سمجھنا بدعت ہے۔ البتہ یہ سمجھ کر حلوہ یا عمدہ چیز

پکا کر ایصال ثواب کیا جائے کہ حضور ﷺ شیریں چیز اور شہد کو پسند فرماتے تھے، تو
اس میں کوئی مضائقہ نہیں اور یہ سمجھ کر کہ میٹھی چیز حضور ﷺ کو پسند تھی خود بھی میٹھی
چیز اختیار کرے تو سنت ہے۔ ترمذی میں ہے۔

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ۔

ترجمہ: آنحضرت ﷺ میٹھی چیز اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔

پس مسلمانوں کو چاہیے کہ بحکم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی ذات میں بہترین نمونہ ہے۔

ہر فعل میں آپ کے اسوۂ حسنہ کو معمول بہ بنائیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔

(حررہ، العبد الراجی، رحمۃ ربہ القوی ابوالبرکات سید احمد، غفرلہ)

روشنی مساجد و مجالس کے متعلق ضروری فتوے

حضرت عزت جل وعلا تبارک وتعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے:

يَا اَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ وَلَا تَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ۔

(پ ۶، ع ۳)

ترجمہ: اے کتاب والو! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ کی نسبت
حق بات کے سوا ایک لفظ بھی اپنے منہ سے نہ نکالو۔

یعنی اللہ تعالیٰ اہلِ کتاب کو فرماتا ہے کہ امورِ دینیہ میں افراط وتفریط نہ
کرو، بلکہ بے کم وکاست احکامِ الٰہی بندگانِ خدا تک پہنچا دو، اس کے بعد روشنی
کے متعلق کچھ عرض کیا جاتا ہے۔ اول یہ سمجھ لینا چاہیے کہ قنادیل وشموع کی روشنی

مساجد ومحافل میں موجبِ زینت ہے یا نہیں، قرآن کریم میں ہے۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ۔

ترجمہ: ہم نے آسمانِ دنیا کو روشنی سے مزین فرمایا۔

اس آیہ کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ چراغوں کا روشن کرنا موجبِ زینت
ہے۔ اب دیکھنا چاہیے کہ اس زینت (روشنی) کی ممانعت وحرمت میں بندوں
کے لئے کوئی نص شرعی وارد ہے یا نہیں، ظاہر یہ ہے کہ زینت روشنی کی نہی بنصوصِ
شرعیہ ثابت نہیں، ورنہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم ہرگز ایسا نہ کرتے اور
عند المفسرین یہ بات بطورِ اصول مقرر ہو چکی ہے کہ جس زینت کی نہی شرع سے
ثابت نہیں وہ خالص مباح ہے اور تحت آیہ کریمہ۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ۔

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ کس نے وہ زینت حرام کی ہے جو اللہ نے اپنے
بندوں کے لئے پیدا فرمائی۔

داخل ہے۔ چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ اسی آیہ کے تحت فرماتے ہیں:

اَلْقَوْلُ الثَّانِيْ اَنَّهٗ يَتَنَاوَلُ جَمِيْعَ اَنْوَاعِ الزِّيْنَةِ فَيَدْخُلُ تَحْتَ الزِّيْنَةِ
جَمِيْعُ اَنْوَاعِ التَّزْيِيْنِ وَيَدْخُلُ تَحْتَهَا تَنْظِيْفُ الْبَدَنِ مِنْ جَمِيْعِ الْوُجُوْهِ
وَيَدْخُلُ تَحْتَهَا الْمَرْكُوْبُ وَيَدْخُلُ تَحْتَهَا اَيْضًا اَنْوَاعُ الْحُلِيِّ لِاَنَّ كُلَّ ذٰلِكَ
زِيْنَةٌ وَلَوْلَا النَّصُّ الْوَارِدُ فِيْ تَحْرِيْمِ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَالْاِبْرِيْسَمِ عَلَى الرِّجَالِ
لَكَانَ ذٰلِكَ دَاخِلًا تَحْتَ هٰذَا الْعُمُوْمِ۔

یعنی آیہ کریمہ میں مفسرین کرام علیہ الرحمۃ والرضوان کے دو قول ہیں۔
قول ثانی یہ ہے کہ آیہ کریمہ میں زینت سے مراد یہ ہے کہ انواع واقسام کی
زینت مراد ہے، پس جس قدر اقسام اور انواع زینت کے ہیں، وہ سب آیت

کریمہ میں داخل ہیں، بدن کی صفائی بھی اس میں داخل ہے، تمام وجوہ سے (یعنی
خواہ صابن کے ساتھ ہو یا کسی دوسری چیز کے ساتھ، سواریاں بھی اس میں داخل
ہیں، یعنی خواہ موٹر ہو یا سائیکل ٹمٹم ہو یا یکہ وغیرہ) اور زیورات کے کل اقسام بھی
آیہ میں داخل ہیں، کیونکہ یہ سب چیزیں زینت ہیں، حتیٰ کہ اگر چاندی، سونا، ریشم
مردوں پر شرعاً حرام نہ ہوتا اور ان کی حرمت میں کوئی نص وارد نہ ہوتی ہے تو وہ بھی
مردوں پر حلال ہوتے۔ لیکن چونکہ سونا، چاندی، ریشم مردوں پر حرام ہے اس لئے
وہ آیہ کریمہ سے مستثنیٰ کر دیئے گئے، اس بیان سے معلوم ہوا کہ آیہ کریمہ میں
جملہ اقسام کی زینت مراد ہے اور جب تک شارع کی جانب سے کسی خاص قسم
زینت کی نہی وارد نہ ہو اس وقت تک وہ خالص مباح ہے اور اس کو حرام و بدعت
کہنا شریعت میں تصرف و دست اندازی کرنا ہے، پھر یہی امام ہمام ایک طویل
حدیث نقل فرما کر ارقام فرماتے ہیں:

وَاعْلَمْ اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ هٰذِهِ الشَّرِيْعَةِ الْكَامِلَةِ تَدُلُّ
عَلٰى اَنَّ جَمِيْعَ اَنْوَاعِ الزِّيْنَةِ مُبَاحٌ مَاذُوْنٌ فِيْهِ اِلَّا مَاخَصَّهُ الدَّلِيْلُ فَلِهٰذَا السَّبَبِ
اَدْخَلْنَا الْكُلَّ تَحْتَ قَوْلِهٖ "قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ"

یعنی جان لو کہ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ شریعت کاملہ میں
تمام انواع زینت مباح خالص ہیں، ان کے استعمال کرنے کی اجازت دی گئی
ہے، لیکن وہ ہی قسم زینت ممنوع و ناجائز ہے جو کسی دلیل شرعی کے ساتھ خاص ہو
گئی ہے۔ پس اسی وجہ سے تمام اقسام زینت (یعنی ہر قسم کی سواریاں ہر قسم کے
اسباب صفائی بدن کے ہر قسم کی کھائے جانے کی چیزیں جو منجانب شریعت ممنوع
نہیں ہیں)۔ ماتحت آیہ کریمہ:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ۔

ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ کس نے وہ زینت حرام کی ہے جو اللہ نے اپنے
بندوں کے لئے پیدا فرمائی۔

داخل ہیں۔ پس تقریر بالا سے یہ امر بخوبی ثابت ہو گیا ہے کہ کل انواع
و اقسام زینت و مباح جائز نہیں، لیکن جس قسم زینت کو شارع نے حرام کر دیا اور
حرام و ناجائز ہے اور جن کو شارع نے حرام نہیں کیا وہ بے شک آیہ کریمہ داخل اور
بندوں کو اس کے اختیار کرنے کی اجازت ہے اور یہ پہلے معلوم ہو چکا ہے کہ روشنی
کرنا اقسام زینت ہے۔ پس روشنی کرنا آیہ کریمہ مذکورہ میں داخل ہو کر مسلمانوں
کے لئے مباح قرار دی گئی اور نہ صرف مباح، بلکہ مستحسن و مندوب ہے، جب کہ
غرض صحیح کے لئے کی جائے۔

چنانچہ یہ امر حدیث سے ثابت ہے۔ سیرۃ حلبی جلد۲، میں امام علی بن
برہان حلبی تحریر فرماتے ہیں کہ صدر اول میں اصحاب رسول اللہ ﷺ ایسا کیا
کرتے تھے۔

اِنَّ الْمَسْجِدَ كَانَ اِذَا جَاءَتِ الْعَتَمَةُ يُوْقَدُ فِيْهِ بِسَعْفِ النَّخْلِ فَلَمَّا
قَدِمَ تَمِيْمُ الدَّارِيُّ الْمَدِيْنَةَ صَحِبَ مَعَهٗ قَنَادِيْلَ وَحِبَالًا وَزَيْتًا وَعَلَّقَ تِلْكَ
الْقَنَادِيْلَ بِسَوَارِي الْمَسْجِدِ وَاَوْقَدَتْ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
نَوَّرْتَ مَسْجِدَنَا نَوَّرَ اللّٰهُ عَلَيْكَ اَمَا وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ لِيْ اِبْنَةٌ لَاَنْكَحْتُكَهَا۔

ترجمہ: جب عشاء کا وقت ہوتا کھجور کی شاخیں جلا کا اُجالا کر لیا کرتے تھے،
جب حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ مدینہ طیبہ میں حاضر ہوئے، تو اپنے ساتھ قنادیل اور
رسیاں اور روغن زیتون لائے اور مسجد نبوی کے ستون شریف سے وہ قنادیل
لٹکائیں اور روشن کیں۔ حضور پُر نور سید عالم ﷺ نے تمیم داری کی دعا دی کہ تو نے
ہماری مسجد کو روشن کیا اللہ تعالیٰ تجھ کو روشنی بخشے۔ خدا کی قسم! اگر کوئی صاحبزادی

(غیر شادی شدہ) ہوتی تو میں تیرا اس کے ساتھ نکاح کر دیتا۔

غنیۃ الطالبین، جلد دوم میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں جس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم روشنی کی طرف رغبت دلاتے ہیں:

رُوِیَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ قَالَ مَنْ عَلَّقَ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰہِ تَعَالٰی قِنْدِیْلًا لَمْ تَزَلِ الْمَلٰئِکَۃُ تَسْتَغْفِرُ لَہٗ وَتُصَلِّیْ عَلَیْہِ وَھُمْ سَبْعُوْنَ مَلَکٌ حَتّٰی یَطْفَأَ ذَالِکَ الْقِنْدِیْلَ۔

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس نے اللہ کے گھروں سے کسی گھر میں قندیل روشن کی، جب تک وہ قندیل روشن رہے گی ستر ہزار فرشتے قندیل روشن کرنے والے پر مغفرت ورحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

یہاں سے معلوم ہوا کہ روشنی جواز قسم زینت ہے، شرعاً ممنوع نہیں، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خود حضور کے سامنے تمیم داری رضی اللہ عنہ نے قنادیل روشن کیں اور اس پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمیم داری رضی اللہ عنہ کو دعا دی اور اظہار خوشنودی کیا اور فرمایا اگر میری لڑکی ہوتی تو تجھ سے نکاح کر دیتا اور غنیۃ کی روایت ہے معلوم ہوا کہ یہ فعل پسندیدہ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ آپ مساجد میں روشنی کرنے کی ترغیب فرماتے ہیں۔

اب آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثبوت لیجئے

سیرۃ حلبیہ جلد دوم میں ہے:

وَالْمُسْتَحَبُّ مِنْ بِدَعِ الْاَفْعَالِ تَعْلِیْقُ الْقَنَادِیْلِ فِیْھَا اَیِ الْمَسَاجِدِ وَ اَوَّلُ مَنْ فَعَلَ ذَالِکَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فَاِنَّہٗ لَمَّا جَمَعَ النَّاسَ عَلٰی اِبْنِ کَعْبٍ فِیْ صَلَاۃِ التَّرَاوِیْحِ عَلَّقَ الْقَنَادِیْلَ فَلَمَّا رَاٰھَا عَلِیٌّ تَزْھَرُ قَالَ نَوَّرْتَ

مَسَاجِدَنَا نَوَّرَ اللّٰہُ قَبْرَکَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ۔

ترجمہ: مساجد میں قنادیل کا لٹکانا مستحب ہے اور سب سے پہلے یہ کام حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کیا، جب لوگوں کو نماز تراویح کے لئے حضرت ابن ابی کعب رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کر کے جمع کیا، اس وقت مسجد میں بہت سی قندیلیں لٹکا دیں، جس وقت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کا اس طرف سے گزر ہوا، دیکھا کہ مسجد روشنی سے جگمگا رہی ہے، تو یہ دعا فرمائی کہ تو نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا ہے اللہ تعالیٰ تیری قبر کو روشن کرے، اے عمر الخطاب! رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

اور غنیۃ جلد دوم میں حضور غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ بروایت خلیفہ سوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس طرح نقل فرماتے ہیں:

اَنَّ عَلِیًّا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اِجْتَازَ بِالْمَسَاجِدِ وَھِیَ تَزْھَرُ بِالْقَنَادِیْلِ وَالنَّاسُ یُصَلُّوْنَ التَّرَاوِیْحَ فَقَالَ نَوَّرَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ عَلٰی عُمَرَ کَمَا نَوَّرَ مَسَاجِدَنَا۔

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مساجد میں تشریف لائے، جب کہ مساجد روشنی سے جگمگا رہی تھیں اور لوگ نمازِ تراویح پڑھ رہے تھے، پس آپ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل عمر کی قبر منور فرمائے، جیسا کہ انہوں نے ہماری مسجدوں کو منور کیا ہے۔

اور فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب تنبیہ میں اور حضور غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ جس طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دعا دی اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بھی دعا دی۔

پس خلفاءِ راشدین یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فعل اور خوش ہونا اور دعا دینا مساجد میں روشنی کرنے کی کس قدر

محبوبیت ظاہر کر رہا ہے۔ اور یہ مذکور ہو چکا ہے کہ اول تمیم داری نے قنادیل روشن کیں اور حضور سرورِ عالم ﷺ نے اظہارِ مسرت فرمایا، لیکن یہاں یہ شبہ گزرتا ہے کہ روایت سابقہ میں سب سے اول قنادیل روشن کرنا تمیم داری سے ثابت ہوتا ہے اور پچھلی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اول قنادیل روشن فرمائیں، اس کی تطبیق علامہ حلبی نے سیرۃ حلبیہ جلد دوم میں اس طرح کی ہے کہ اولیت حقیقی اس فعل کی تمیم داری رضی اللہ عنہ سے عہدِ رسالت نبی کریم ﷺ میں ہوئی، بعد ازاں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو جو اول قرار دیا، اولیت اضافی ہے یعنی کثرت سے قنادیل روشن کرنا، اول آپ سے واقع ہوا کیونکہ تمیم داری رضی اللہ عنہ کی قنادیل جو شام سے لائے تھے، کو متعدد تھیں، مگر کثیر نہ تھیں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قنادیل کثیرہ روشن کیں۔

حَیْثُ قَالَ وَلَعَلَّ الْمُرَادُ تَعْلِیْقَ ذَالِکَ بِکَثْرَۃٍ فَلَا یُخَالِفُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ تَمِیْمِ الدَّارِیْ۔

نیز تفسیر روح البیان جلد اول میں تحت آیہ کریمہ۔

اِنَّمَا یَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللّٰہِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ۔

ترجمہ: اللہ کی مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان لاتے ہیں۔ (کنز الایمان، التوبہ، ۱۸)

شیخ کامل علامہ اسماعیل حقی قدس سرہٗ دربارہ تزئین مساجد تحریر فرماتے ہیں:

اَنَّ سُلَیْمَانَ ابْنَ دَاوٗدَ عَلَیْہِ السَّلَامُ بَنٰی مَسْجِدَ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ وَبَالَغَ فِیْ تَزْیِیْنِہٖ حَتّٰی نَصَبَ الْکِبْرِیْتَ الْاَحْمَرَ عَلٰی رَاْسِ الْقُبَّۃِ وَکَانَ ذَالِکَ اَعَزَّمَا یُوْجَدُ فِیْ ذَالِکَ الْوَقْتِ وَکَانَ یُضِیْئُ مِنْ مِّیْلٍ وَکَانَتِ الْغَزَّالَاتُ یَغْزِلْنَ فِیْ

ضَوْئِہٖ مِنْ مَّسَافَۃِ اِثْنٰی عَشَرَ مِیْلًا وَکَانَ عَلٰی حَالِہٖ حَتّٰی خَرَّبَہٗ بُخْتِ نَصَر۔

ترجمہ: حضرت سلیمان علیہ السلام نے مسجد بیت المقدس تعمیر فرمائی اور اس کے خوبصورت بنانے میں مبالغہ کیا۔ یہاں تک کہ مسجد کے قبہ کے سرے پر کبریت احمر نصب فرمایا۔ منتہائے حالانکہ اس وقت نہایت عزیز الوجود تھا اور اس کی روشنی زمین سے منتہائے نظر تک معلوم ہوتی تھی اور چرخہ کاتنے والی عورتیں اس کی روشنی میں بارہ میل کی مسافت سے کاتہ کرتیں تھیں اور اس سے طرح بخت نصر کے عہد تک رہا، پھر اس نے اس کو خراب کر دیا۔

اور اسی میں ہے کہ منجملہ اسباب تزیین قنادیل روشن کرنا ہے، چنانچہ فرماتے:

وَمِنْھَا تَعْلِیْقُ الْقَنَادِیْلِ فِی الْمَسَاجِدِ وَالسُّرُجِ الْمَصَابِیْحِ وَالشُّمُوْعِ۔

ترجمہ: اسباب زیست سے ہے، قنادیل کا مساجد میں لٹکانا اور مساجد میں چراغ روشن کرنا اور موم بتی جلانا۔

ان روایات معتبرہ سے واضح ہو گیا کہ مساجد میں بہ نیت ثواب روشنی اور قندیل کے ساتھ مسجد کو زینت دینا پسندیدہ محبوبِ خدا ﷺ ہے۔ اسی بنا پر علمائے کرام نے استحباب و استحسان کا قول کیا۔ اب غور کرو کہ جس فعل کو حضور پسند فرمائیں اور خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین بنفس نفیس اس کا ارتکاب کریں وہ کیونکر ممنوع و بدعت ہو سکتا ہے اور مانعین ذرا سوچ کر بتائیں کہ تزیین مساجد کیونکر بدعت و حرام ہوئیں، علامہ اسماعیل حقی روح البیان میں بعد نقل کرنے ان روایات کے جن کو ہم سیرۃ حلبیہ سے نقل کر آئے ہیں، تحریر فرماتے ہیں:

قَالَ بَعْضُھُمْ لٰکِنْ زِیَادَۃُ الْوُقُوْدِ کَالْوَاقِعِ لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَیُقَالُ لَھَا لَیْلَۃُ الْوُقُوْدِ یَنْبَغِیْ اَنْ یَّکُوْنَ ذَالِکَ کَتَزْیِیْنِ الْمَسَاجِدِ وَنَقْشِھَا۔

ترجمہ: بعض علماء نے فرمایا کہ روشنی کرنا جس طرح نصف شعبان یعنی ۱۵ رات

شعبان کو کرتے ہیں اور اس شب کو لیلۃ الوقود کہتے ہیں، اس کا حکم بھی ایسا ہونا چاہیے جیسا تزیین مسجد کا اور نقش نگار کا "وَقَدْ كَرِهَهُ بَعْضُهُمْ" اور بعض علماء نے پندرہویں رات شعبان کو روشنی مکروہ مانی ہے، ایسا ہی سیرۃ حلبی میں ہے۔ اس عبارت سے یہ شبہ نہ ہو کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے کہ بعض کے نزدیک مستحب اور بعض کے نزدیک مکروہ، کیونکہ ان دونوں قولوں میں باسانی تطبیق ہوسکتی ہے اور وہ اس طرح کہ جو علماء استحباب روشنی کے قائل ہیں ان کی غرض روشنی سے یہ ہے کہ مساجد میں بہ نیت ثواب قنادیل وغیرہ روشن کرنا مستحب ہے اور صحابہ کرام نے مساجد میں ہی روشنی کی۔

اور جو علماء کراہیت کے قائل ہیں ان کی غرض یہ ہے کہ وہ علاوہ مساجد کے بلاغرض صحیح مثلاً بازاروں وغیرہ مقامات پر روشنی نہ کرنا چاہیے کہ اس میں کوئی فائدہ نہیں، محض مال کا ضائع کرنا ہے، جس طرح ہمارے زمانہ میں لیڈران قوم کے جلوس میں بازار سجائے جاتے اور چراغاں کیا جاتا ہے اور وہ بھی نہ صرف مسلمانوں کے جلوس میں بلکہ گاندھی اور دیگر کفار و مرتدین کے جلوس کی روشنی میں مبالغہ کرتے بازار سجاتے ہیں، یہ بے شک اسراف ہے جو بحکم قرآن عظیم حرام ہے، مگر افسوس ان نام نہاد علماء جو گاندھی وغیرہ کے جلوس میں شرکت کریں اور بازاروں میں روشنی کرائیں اور کرتے دیکھیں اور حرام و بدعت ہونے کا حکم نہ سنائیں کہ کہیں لیڈران قوم ناراض نہ ہوجائیں اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم مساجد میں روشنی کی تو وہ گمراہ بدعتی ہوگیا اور فتویٰ بھی فوراً لگا دیا کہ روشنی کرنا حرام و بدعت ہے۔

"ولاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم"

حالانکہ تفسیر روح البیان میں علامہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہٗ کی کتاب "کشف النور عن اصحاب القبور" سے تحریر فرماتے ہیں۔

اِنَّ الْبِدْعَةَ الْحَسَنَةَ الْمُوَافِقَةَ لِمَقْصُوْدِ الشَّرْعِ تُسَمّٰى سُنَّةً فَبِنَاءُ الْقِبَابِ عَلٰى قُبُوْرِ الْعُلَمَاءِ وَالْاَوْلِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ وَوَضْعِ السُّتُوْرِ وَالْعَمَائِمِ وَالثِّيَابِ عَلٰى قُبُوْرِهِمْ اَمْرٌ جَائِزٌ اِذَا كَانَ الْمَقْصَدُ بِذٰلِكَ التَّعْظِيْمَ فِيْ اَعْيُنِ الْعَامَّةِ حَتّٰى لَا يَحْتَقِرُوْا صَاحِبَ هٰذَا الْقَبْرِ وَكَذَا اِيْقَادُ الْقَنَادِيْلِ وَالشَّمْعِ عِنْدَ قُبُوْرِ الْاَوْلِيَاءِ وَالصُّلَحَاءِ مِنْ بَابِ التَّعْظِيْمِ وَالْاَوْلِيَاءِ وَالْاِجْلَالِ اَيْضًا لِلْاَوْلِيَاءِ فَالْمَقْصَدُ فِيْهَا مَقْصَدٌ حَسَنٌ وَنَذْرُ الزَّيْتِ وَالشَّمْعِ لِلْاَوْلِيَاءِ يُوْقَدُ عِنْدَ قُبُوْرِهِمْ تَعْظِيْمًا لَّهُمْ وَمَحَبَّةً فِيْهِمْ جَائِزٌ اَيْضًا لَا يَنْبَغِى النَّهْىُ عَنْهُ ...... الخ

ترجمہ: جو بدعت حسنہ موافق ہو مقاصد شرع کے، وہ سنت ہے۔ اس بدعت کو سنت کہا جائے گا، پس علماء کرام و اولیاء ذوی الاحترام وصلحا عظام کی قبور پر قبہ بنانا اور قبر پوش یعنی غلاف وغیرہ ڈالنا امر جائز ہے، جب کہ مقصود اس سے نظر عوام میں صاحب قبر کی توقیر و تعظیم پیدا کرنا ہوتا ہے، وہ صاحب قبر کی تحقیر و توہین نہ کریں اور اسی طرح اولیاء وصلحاء کی قبور کے پاس قنادیل روشن کرنا باب تعظیم و تکریم سے ہے۔ پس اس میں بھی نیک مقصد ہے اور اولیاء کی محبت و تعظیم کی وجہ سے تیل وغیرہ کی نظر ماننا بھی جائز ہے اس سے لوگوں کو روکنا نامناسب ہے۔

(از تفسیر روح البیان، جلد اول، ص ۸۷۹)

ان تصریحات علماء سے ارباب بصیرت پر واضح ہوگیا ہوگا کہ ہر کام میں نیت کا اعتبار ہے، جیسا کہ حدیث صحیح میں قرار ہے۔

اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔

ترجمہ: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

پس جو روشنی بہ نیت تزیین مسجد کی جائے گی وہ ضرر محبوب و پسندیدہ نظر سے دیکھی جائے گی اور جو روشنی محض لہو ولعب اور بے دینوں کی عظمت و تعظیم کے

لیے ہوں، ضرور بدعت قبیحہ اور حرام ہو گی، جیسے جلوس کفار و مشرکین و مرتدین و فسقاء و مبتدعین پر روشنی کرنا، بازار سجانا، دوکانات کا آراستہ کرنا، دروازے بنانا، جھنڈیاں لگانا یہ سب ناجائز و ممنوع اور خالص اسراف و تبذیر ہے۔

اب عہدِ خلفاء عباسیہ سے سند لیجئے، یہی علامہ حلبی اپنی سیرۃ حلبیہ میں ایک جلیل الشان عالم سے نقل فرماتے ہیں کہ اس عالم نے فرمایا کہ مجھ کو خلیفہ مامون الرشید نے حکم دیا کہ تم یہ حکم نامہ لکھ دو کہ ہماری سلطنت و مملکت میں مسجدوں میں بکثرت روشنی کی جائے، لیکن میرے کچھ خیال میں نہ آیا کہ کس طرح لکھ دوں، چنانچہ اسی روز مجھ کو خواب میں بشارت ہوئی کہ روشنی کثیر کے واسطے لکھ دے، اس لئے کہ اس میں تہجد گزاروں کا دل لگتا ہے اور مساجد خانۂ خدا ہیں۔ پس خدا سے وحشت و ظلمت دفع ہو گی۔ یہ بشارت دیکھتے ہی میں ہوشیار ہوا اور روشنی کا حکم لکھ دیا، سیرۃ کی عبارت یہ ہے۔

وَعَنْ بَعْضِهِمْ قَالَ اَمَرَنِی الْمَامُوْنُ اَنْ اَكْتُبَ بِالْاِسْتِكْثَارِ مِنَ الْمَصَابِيْحِ فِي الْمَسَاجِدِ فَلَمْ اَدْرِمَا اَكْتُبُ لِاَنَّهٗ شَيْءٌ لَمْ اَسْبِقْ اِلَيْهِ فَاُرِيْتُ فِي الْمَنَامِ اُكْتُبْ فَاِنَّ فِيْهَا اُنْسٌ لِلْمُتَهَجِّدِيْنَ وَنَضَالِبُيُوْتِ اللّٰهِ عَنْ وَحْشَةِ الظُّلَمِ فَانْتَبَهْتُ وَكَتَبْتُ بِذَالِكَ۔

یہ دستور العمل تو خلفاء عباسیہ کا مذکور ہوا، اب بعض صلحائے اُمت و اولیائے طریقت کا بھی حال سنیئے!

حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ مؤلف "تذکرۃ الاولیاء" سیدی احمد خضرویہ بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے حال میں تحریر فرماتے ہیں جو خراسان کے معتبر مشائخ اور مشہوران فتوت، سلطانان ولایت اور مقبولان قربت میں سے تھے اور ریاضات و کلمات عالی میں مشہور اور صاحبِ تصانیف تھے اور آپ کے ایک ہزار مرید ایسے

تھے جو ہوا میں اُڑتے اور پانی میں بے تکلف چلتے تھے کہ ایک بار ایک درویش آپ کے یہاں مہمان آیا تو آپ نے ستر شمعیں روشن کیں۔ درویش نے کہا، مجھے یہ کچھ اچھا معلوم نہیں ہوتا کہ تکلف تصوف سے کچھ نسبت نہیں رکھتا، کہا جاؤ اور جو چراغ میں نے خدا کے لئے نہیں جلایا، اسے بجھا دو، اس درویش نے رات سے صبح تک پانی اور مٹی ان چراغوں پر ڈالی، مگر ایک بھی بجھ نہ سکی، دوسرے دن ستر نصاریٰ ان کے ہاتھ پر مشرب بہ اسلام ہوئے، اس کا حال اس طرح لکھا ہے کہ احمد خضرویہ نے خواب میں دیکھا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا تو نے ہمارے واسطے ستر شمعیں روشن کیں، تو ہم نے تمہارے لئے ستر دل نورِ ایمان سے منور کر دیئے۔

(تذکرۃ الاولیاء، ص ۲۷۷)

اس کے متعلق احیاء العلوم شریف کی ایک عبارت نقل کی جاتی ہے تاکہ موافقین کے دل منور ہوں اور مخالفین کی آنکھیں چکا چوند سے جلیں۔ امام حجۃ الاسلام محمد بن محمد الغزالی قدس سرہٗ العالی قبیل کتاب آداب النکاح میں فرماتے ہیں:

حَكٰى اَبُوْ عَلِيِّ الرُّوْذْبَارِيْ رَحْمَةُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِ عَنْ رَجُلٍ اِتَّخَذَ ضِيَافَةً فَاَوْقَدَ فِيْهَا اَلْفَ سِرَاجٍ فَقَالَ الرَّجُلُ قَدْ اَسْرَفْتَ فَقَالَ لَهٗ اُدْخُلْ فَكُلَّمَا اَوْقَدْ مِنْهُ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَاَطْفِئْهُ فَدَخَلَ الرَّجُلُ فَلَمْ يَقْدِرْ عَلٰى اِطْفَاءِ وَاحِدٍ مِنْهَا فَانْقَطَعَ۔

یعنی امام اجل عارف اکمل سند الاولیاء حضرت سیدنا امام ابو علی روذباری رضی اللہ عنہ (کہ اجلہ اصحاب سید الطائفہ، جنید بغدادی رضی اللہ عنہ سے ہیں) ۳۲۲ھ میں آپ کا وصال شریف ہے، امام عارف باللہ استاذ ابوالقاسم قشیری قدس سرہٗ نے رسالہ مبارکہ میں ان کی نسبت فرمایا "اَظْرَفُ الْمَشَايِخِ وَاَعْلَمُهُمْ بِالطَّرِيْقَةِ" حکایت فرماتے ہیں کہ ایک بندہ صالح نے احباب کی دعوت کی، اس میں ہزار

چراغ روشن کیے، کسی نے کہا، اسراف کیا: صاحب خانہ نے فرمایا: اندر آیئے۔

• معترض صاحب اندر گئے، جو چراغ میں نے غیر خدا کے لئے روشن کیا ہوا سے گل کر دیجئے ہر چند کوشش کی، ایک چراغ بھی نہ بجھا سکے، آخر قائل ہو گئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو کام نیک نیتی سے کیا جاوے نام ونمود اور فخر ونظر نہ ہو تو پھر وہ کام ہرگز ممنوع نہیں اور جو کام لوگوں کے دکھلانے اور تفاخر کرنے کے لئے ہو، وہ بے شک ممنوع ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ روشنی کے تین درجے ہیں، ایک بقدر حاجت ضروری لابدی، وہ اس قدر میں حاصل ہے کہ جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم شروع امر میں کھجور کی شاخیں جلا کر اپنی حاجت پوری کر لیا کرتے تھے۔ اس میں مسجد کا فرش اور جائے سجدہ اور نمازی لوگ ایک دوسرے کو نظر آ جاتے تھے۔

دوم: نیت کے لئے وہ فعل حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ کا تھا کہ تمام مسجد کثرت قنادیل سے چمک اُٹھی، جیسا کہ غنیۃ الطالبین کی عبارت سے ہم ثابت کر آئے ہیں کہ جیسا کہ تنبیہ فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ میں ہے رَأَی الْقَنَادِیْلَ تَزْهَرُ فِی الْمَسَاجِدِ اسی طرح سیرت حلبیہ وغیرہ میں ہے، غرض یہ کہ روایتوں میں لفظ تزھر صیغہ مضارع موجود ہے اور وہ مشتق ہے زہور سے اور معنی اس کے صراح میں لکھے ہیں، ''زہور روشن شدن آتش و بالا گرفتن آں''۔ بنابریں ہم کہتے ہیں کہ یہ فعل امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا بلاشبہ قدر حاجت ضروری سے زیادہ تھا، لیکن یہ بھی ہے کہ قدر حاجت زینت سے زیادہ نہ تھا۔

سوم: یہ کہ زینت مکان تو متعدد قنادیل سے حاصل ہو سکتی تھی مگر بلا غرض صحیح خواہ نخواہ فخر ونمود ونمائش کے لئے روشنی میں مبالغہ کیا تو بے شک یہ اصراف ہے اور جس کسی نے منع کیا ہے اس قسم ثالث کیا ہے، یہ کہ قسم اول و دوم سے "وَلَا یَخْفٰی ذٰلِكَ عَلَى الْفَقِیْهِ" پس جو لوگ قسم اول و دوم سے بلا لحاظ نیت حرام و

بدعت کہہ دیتے ہیں، وہ بہت بڑی کج فہمی کی مرتکب ہوتے ہیں ان کو چاہیے کہ حضرت تمیم داری اور حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما وغیرہم کے معمول بہ کا ادب کریں کہ پہلے پہل بغرض زینت مساجد یہ فعل انہوں نے کیا جو قدر حاجت سے ضرور یہ سے یقیناً قدر زیادہ تھی۔

حیرت ہے کہ جب یہ لوگ مدینہ منورہ جاتے ہوں گے اور روضہ نورانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گرداگر جھاڑ اور فانوس اور ہزارہا قنادیل دیکھتے ہوں گے، تو ان کی جگمگاتی ہوئی روشنی سے آنکھیں بند کر لیتے ہوں گے، یا کیا اور بوجہ غیظ و غضب روضہ اطہر کی کما ینبغی زیارت بھی کرتے ہوں گے یا نہیں۔

(حررہ العبد الراجی رحمۃ ربہ القوی ابو البرکات سید احمد، عفی عنہ) ۔

رائل کمیشن کا بائیکاٹ (تاریخی نوٹ، برائے ریکارڈ)

خود غرضوں کے اغوا سے بچو! ہندوؤں اور ہندو پرستوں کے فقروں میں نہ آؤ۔ گذشتہ تجربوں سے سبق لو۔ اپنی ہستی ہندوؤں کے پیچھے برباد نہ کرو کمیشن کے بائیکاٹ کا نام نہ لو۔ اپنے حقوق کے مطالبے اور تحفظ کی تدابیر میں سستی و غفلت نہ کرو۔ ہڑتال وغیرہ سب فضول ہے، دکانیں بند کر کے اپنا نقصان نہ کرو ...... والسلام۔

❀❀❀

کتاب الصوم

روزہ کے مسائل

تصنیف لطیف

امیر اہلسنت شارح بخاری
حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز
(ستارۂ امتیاز حکومت پاکستان)

باہتمام

صاحبزادہ پیر سید مصطفےٰ اشرف رضوی ایم اے
امیر مرکزی دار العلوم حزب الاحناف ○ لاہور

رضوان کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور
Cell: 0300-8038838, 0300-9492310
Tel: 042-37114729
Web: www.hizbulahnaf.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الصوم

روزہ کے مسائل

رمضان۔ رمض سے مشتق ہے۔ اس کے معنی جلنے کے ہیں جس سال رمضان کے روزے فرض ہوئے وہ سخت گرمی کا مہینہ تھا اس لئے اس کا نام رمضان ہوگیا۔ حدیث میں آیا ہے۔ حین ترمض الفصال یا اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ روزہ دار کے گناہ جل جاتے ہیں۔

روزہ کی تعریف:

از روئے لغت صوم کے معنی امساک کے ہیں۔ قرآن مجید میں حضرت مریم علیہا السلام کے متعلق فرمایا:

اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْمًا ○ (پ۱۶، سورہ مریم، آیت نمبر۲۶)

اس آیت میں صوم سے مراد محض بولنے سے رُک جانا ہے اور عرف شرع میں روزہ یہ ہے کہ مسلمان بہ نیتِ عبادت صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے اور جماع سے باز رکھے۔ عورت کا حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔ یہ تو نفس روزہ کی تعریف ہے جس سے فرض ادا ہو جاتا ہے۔ لیکن روزہ کے کچھ آداب بھی ہیں جن کا لحاظ روزہ میں مزید حسن پیدا کرتا ہے۔ اسی بناء پر صلحا و صوفیا نے روزہ کے تین درجے مقرر کیئے ہیں۔

روزہ کے تین درجے:

اول: عام لوگوں کا روزہ: وہ یہ ہے کہ کھانا پینا اور جماع کرنا ترک کردے۔

دوم: خاص لوگوں کا روزہ: وہ یہ ہے کہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور باقی اعضاء کو گناہوں سے محفوظ رکھے۔ اس کی تکمیل چھ چیزوں سے ہوتی ہے۔

(۱) آنکھ کو مذموم و مکروہ اور ہر اس چیز سے بچائے جو ذکرِ الٰہی سے غافل کرتی ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بُری نظر شیطان کے زہر آلود تیروں سے ایک تیر ہے۔ پس جو بُری نظر کو خوف الٰہی سے چھوڑے گا، تو اللہ تعالیٰ ایسا ایمان عطا فرمائے گا جس کی حلاوت قلب میں محسوس ہوگی۔

(۲) زبان کو بکواس جھوٹ، غیبت، فحش گوئی سے محفوظ رکھے۔ عہد نبوی ﷺ میں عورتوں نے روزہ رکھا۔ دن کے آخری حصہ میں بھوک اور پیاس نے اس قدر ستایا کہ جان پر بن گئی۔ حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں آدمی بھیج کر روزہ توڑنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے ایک پیالہ بھیجا اور حکم دیا کہ جو کچھ ان دونوں نے کھایا ہے۔ اس کو اس پیالہ میں قے کر کے نکال دیں۔ چنانچہ ایک نے قے کی تو قے میں آدھا خالص تازہ خون تھا اور آدھا تازہ گوشت اور دوسری عورت کی قے میں بھی خون اور گوشت نکلا۔ لوگوں کو اس سے تعجب ہوا تو سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں عورتوں نے روزہ رکھا اور اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کے استعمال سے اپنے آپ کو بچایا، مگر اس کی حرام کی ہوئی چیز کا ارتکاب کیا۔ ان میں سے ایک دوسرے کے پاس جا کر بیٹھی اور دونوں نے مل کر لوگوں کی غیبت کی۔ کسی آدمی کی غیبت کرنا اس کا گوشت کھانا ہے۔ یہ گوشت جو قے میں نکلا وہی غیبت ہے۔

(۳) کان کو ہر ناجائز آواز کے سننے سے بچائے۔ اگر کسی مجلس میں غیبت ہوتی ہو تو وہاں سے اُٹھ جائے۔ حدیث میں فرمایا غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔

(۴) بوقت افطار اتنا نہ کھائے کہ پیٹ تن جائے۔

(۵) افطار کے بعد دل خوف اور اُمید کے درمیان رہے۔ کیا معلوم کہ اس کا روزہ قبول ہوا۔ لیکن اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

سوم: خاص الخاص حضرات کا روزہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا باتوں کے علاوہ دل دنیوی خیالات سے پاک و صاف رہے۔ ہر لحہ و ہر آن خالق کائنات ہی کی طرف لو لگی رہے۔ ماسوائے اللہ کا خیال نہ آئے۔ اسی کے ذکر و فکر و مراقبہ میں دن اور رات گزر جائیں۔ ایسا روزہ انبیاء کرام صدیقین و مقربین کا ہوتا ہے۔ کسی بزرگ نے اسی کیفیت کو یوں بیان کیا ہے۔

اَلدُّنْیَا یَوْمٌ وَلَنَا فِیْهَا صَوْمٌ۔

ترجمہ: دنیا کی عمر ایک دن ہے اور ہم اس میں روزے سے ہیں۔

روزے کب اور کس طرح فرض ہوئے:

نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد ۱۰ شعبان معظم ۲ھ میں اس مبارک مہینے کے روزے فرض ہوئے۔ اس سے بیشتر عاشورہ یعنی دس محرم کا روزہ فرض تھا۔ پھر اس کے بجائے ہر مہینہ میں تین یوم تیرہویں چودھویں پندرہویں کے روزے فرض ہوئے جنہیں ایام بیض کے روزے کہتے ہیں۔ پھر ان کے بجائے رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ لیکن اختیار دیا گیا تھا کہ اگر روزہ نہ رکھے تو ہر روزہ کے فدیہ میں کسی مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع جو ادا کرے۔ پھر

بھی روزہ رکھنا بہتر قرار دیا تھا۔ کچھ زمانے کے بعد یہ اختیار منسوخ ہوا اور روزہ رکھنا لازم قرار دے دیا گیا، مگر اس طرح کہ دن اور رات دونوں میں روزہ ہوتا۔ صرف غروبِ آفتاب سے نماز پڑھنے یا سونے تک کھانے پینے اور ہم بستر ہونے کی اجازت تھی۔ اگر عشاء سے پہلے آدمی سو جاتا تو اب بھی یہ تینوں باتیں حرام ہو جاتی۔ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بعد نماز عشاء اپنے مکان پر پہنچے۔ خوشبو محسوس ہوئی جس سے قلب میں انبساط اور قویٰ میں انتشار پیدا ہوا۔ اہلیہ محترمہ سے ہم بستر ہو گئے۔ فارغ ہونے کے بعد عدولِ حکمی کے احساس سے طبیعت متاثر ہوئی اپنے نفس پر ملامت کرنے لگے اور روتے ہوئے بارگاہِ شفیع المذنبین ﷺ میں حاضر ہوئے۔ واقعہ عرض کیا یہ سُن کر مجلس میں کچھ اور حضرات بھی کھڑے ہوئے اور معذرت پیش کرنے لگے۔ جن سے اس قسم کا ارتکاب ہوا تھا۔ اس پر وحی نازل ہوئی اور پوری شب میں ہم بستر ہونا حلال فرما دیا گیا۔

قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے۔ یہ مدینہ شریف کے باغات میں مزدوری کرتے تھے۔ شام کو کچھ کھجوریں لے کر مکان پر آئے اور اہلیہ سے کہا کہ ان کے بدلے میں کسی سے آٹا لے لو۔ وہ پڑوس میں آٹا بدلنے گئیں۔ یہ مارے تھکے تھے ہی، لیٹتے ہی فوراً آنکھ لگی اور سو گئے۔ جب وہ واپس آئیں، انہیں سوتا دیکھ کر افسوس کرنے لگیں اور کہا نامراد رہے۔ کسی طرح رات گزری، صبح ہوئی، مگر ان کی حالت درست رہی۔ جب دوپہر ہوئی تو بیہوش ہو گئے۔ رحمتِ عالم ﷺ کی خدمت میں واقعہ بیان کیا گیا۔ وحی آئی اور غروبِ آفتاب سے آخر شب تک کھانا پینا حلال کر دیا گیا۔ (تفسیر احمدی وغیرہ)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ روزہ اور اس کے متعلقات کے احکام و مسائل، مطابق مذہب حنفی بطور خلاصہ پیش کر دیئے جائیں تاکہ قارئین نفسِ

مسائل سے یکجا، مکمل طور پر واقف ہو جائیں۔

فضائلِ رمضان:

حضور نبی کریم ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ میں خطبہ دیا۔ جس میں فرمایا۔ ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت مبارک ہے۔ اس میں ایک رات ہے (لیلۃ القدر) جو ہزار ماہ سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کی رات کے قیام کو ثواب عظیم بنایا۔ جو شخص اس ماہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے گا۔ ایسا ہے جیسا کہ غیر رمضان میں ستر فرض ادا کیئے۔ یہ ماہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ جنت ہے، یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ غمخواری کا ہے۔ اس میں رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ نیز فرمایا اس ماہ میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ روزہ ڈھال ہے۔ لہٰذا روزہ دار کو چاہیے کہ فحش بات نہ کرے۔ جہالت سے کام نہ لے کہ اگر کوئی شخص اس سے جھگڑے یا گالی دے تو وہ دو مرتبہ کہہ دے ”میں روزہ دار ہوں“ نیز فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مُشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے، روزہ دار اپنا کھانا پینا اپنی خواہش سے میرے لیے چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کا بدلہ دوں گا۔ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے، لیکن روزہ کا اجر اللہ تعالیٰ خود عطا فرمائے گا۔ غرضیکہ یہ ماہ برکتوں اور رحمتوں کا خزینہ ہے۔ مسلمانوں کو فرض ہے کہ اس کی حرمت وعزت کو ملحوظ رکھیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر احکامِ الٰہیہ کی پابندی کریں۔ دن میں تنور اور ہوٹل بند رکھیں۔ زیادہ وقت تلاوتِ قرآن، ذکرِ الٰہی اور درود شریف کے ورد میں گزاریں اور بحضورِ الٰہی خلوص قلب کے ساتھ ملک وملت

کی بھلائی اور اپنے گناہوں کی بخشش کی دعا مانگیں۔

رویتِ ہلال:

شریعت میں رویتِ ہلال کا اعتبار ہے جو واضح طور پر یا شرعی شہادت سے ثابت ہو۔ چاند دیکھنے کی شہادت شہر کے مقتدر عالم کے سامنے پیش کرنی چاہیے۔ اگر ۲۹ شعبان کو چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے ۳۰ دن پورے کریں یونہی ۲۹ رمضان کو چاند نظر نہ آئے اور شرعی شہادت سے بھی اس کا ثبوت نہ ملے تو رمضان کے ۳۰ دن پورے کر کے عید کریں۔ شک کا روزہ رکھنا گناہ ہے۔

مسائلِ سحری:

سحری کھانا سنت ہے اور باعثِ برکت۔ اگرچہ ایک لقمہ ہی کھائے۔ سحری میں تاخیر مستحب ہے، مگر اتنی نہیں کہ وقت میں شک ہو جائے۔ اگر وقت میں گنجائش نہ ہو تو بحالتِ جنابت سحری کھا سکتا ہے۔ ویسے غسل جنابت میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے۔ وضو میں کلی ایسی کہ منہ کے ہر پرزہ پر پانی بہہ جائے اور ناک میں اس طرح پانی لینا جہاں نرم بانسہ ہے پانی پہنچ جائے۔ سنت مؤکدہ ہے اور غسل جنابت میں فرض ہے۔ کلی اور ناک میں پانی نہ لیا جائے تو غسل ہی نہ ہوگا اس لئے روزہ دار کو غسل فرض میں اس احتیاط سے کلی کرنی چاہیے کہ منہ کے ہر پرزہ پانی بہہ جائے مگر حلق سے نیچے نہ اُترے اور ناک میں پانی اس احتیاط سے لیا جائے کہ نرم بانسہ ڈھل جائے اور پانی نہ حلق میں اُترے، نہ دماغ میں چڑھے اور اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مثلاً سحری کے وقت اُٹھا اور نہانے کی حاجت تھی تو فی الحال خوب اچھی طرح کلی کرے، ناک میں پانی لے لے اب جب بحالت روزہ نہائے گا تو کلی و ناک میں پانی لینے کی دوبارہ ضرورت نہ رہے گی۔

ضروری مسئلہ:

سحری کھا کر سویا یا دن میں سویا۔ احتلام ہوگیا تو روزہ میں کچھ فساد نہیں آئے گا۔ غسل کرلے یونہی اپنی بیوی کا بحالتِ روزہ بوسہ لیا۔ حرج نہیں۔ بشرطیکہ انزال نہ ہو۔ بعض لوگ ذکی الحس ہوتے ہیں۔ بعض اوقات بحالتِ روزہ بیوی کو دیکھ کر انتشار ہو جاتا اور مذی نکلتی ہے۔ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ مذی اور ودی وہ رطوبت ہے جو مذی کے نکلنے سے پہلے ظاہر ہوئی صرف اس نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ ہاں وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ استنجا کر کے وضو کرلیں۔

روزہ کی نیت:

نیت کا وقت بعد غروبِ آفتاب سے ضحوۂ کبریٰ تک ہے۔ ہر روز کے لئے نیت لازم ہے۔ نیت زبان سے بہتر ہے اور نیت ضحوی کبریٰ سے پہلے کرے تو روزہ ہوگا۔

نَوَيْتُ اَنْ اَصُوْمَ غَدًا لِلّٰهِ تَعَالٰى مِنْ فَرْضِ رَمَضَانَ۔

ترجمہ: میں نے نیت کی کہ اس رمضان کا فرض روزہ اللہ کے لئے رکھوں گا۔

اگر نیت دن میں کرلے تو یوں کرے۔

نَوَيْتُ اَنْ اَصُوْمَ هٰذَا الْيَوْمَ لِلّٰهِ۔

ترجمہ: میں نے آج اس رمضان کا فرض روزہ اللہ کے لئے رکھا۔

سحری نیت ہے جب کہ کھاتے وقت یہ ارادہ ہو کہ روزہ رکھوں گا۔

روزہ کی حقیقت:

نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد ۱۰ شعبان ۲ھ میں رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ عرف شرع میں مسلمان کا بنیتِ عبادت صبح صادق سے

غروبِ آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے جماع سے باز رکھنا روزہ ہے۔ عورت کا حیض ونفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔ رمضان المبارک کا روزہ رکھنے کے ساتھ ہر روزہ دار پر یہ بھی ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ صرف کھانے پینے اور مباشرت ہی سے اجتناب نہ کرے بلکہ قول وفعل، لین دین اور دیگر معاملات میں بھی پرہیزی اختیار کرے جیسا کہ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ سے ظاہر ہے روزہ میں آدمی ہاتھ پاؤں کو کسی بھی بُرے کام کے لئے حرکت نہ دے۔ گالی گلوچ غیبت جیسی خرافات زبان پر نہ لائے۔ نہ کان میں پڑنے دے اس کی آنکھ بھی غیر شرعی کام کی طرف نہ اُٹھے۔ بلکہ انسان تقویٰ کا عملی نمونہ بن جائے۔ اگر رمضان المبارک کے روزان قیود شرائط کو مدِ نظر رکھ کر پورے کئے جائیں تو اختتام رمضان پر تقویٰ وپرہیزگاری کا پیدا ہو جانا لازمی امر ہے۔

روزہ نہ رکھنے کے شرعی عذر:

جب آدمی ایسا بیمار ہو کہ روزہ رکھنے سے جان جانے یا مرض کے بڑھنے یا دیر پا ہو جانے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ جب صحت ہو جائے قضاء کرے۔ ایسا بوڑھا کہ روز بروز کمزور ہو گا نہ اب روزہ رکھنے پر قادر اور نہ بظاہر آئندہ قادر ہو سکے گا۔ ہر روزہ کے بدلے فدیہ دے یعنی ایک مسکین کو کھانا کھلائے۔ یہ بوڑھا شخص جو فدیہ دیتا رہا۔ پھر روزہ پر قادر ہو گیا تو فدیہ دیتا رہا۔ پھر روزہ پر قادر ہو گیا تو فدیہ نفل ہو گا اور روزہ کی قضا لازم ہے۔ جو ایسا مرض یا بوڑھا ہو کہ گرمیوں میں روزہ نہ رکھ سکتا ہو تو اب افطار کرے۔ جاڑوں میں رکھے۔ حاملہ عورت یا دودھ پلانے والی عورت جب انہیں اپنی ذات یا بچہ کا اندیشہ ہو تو ان کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے لیکن قضا لازم ہے۔

روزہ توڑنا گناہ ہے:

روزہ رکھ کر بلا عذر شرعی توڑ دینا سخت گناہ ہے ہاں اگر ایسا بیمار ہو گیا کہ روزہ نہ توڑنے سے جان کے جانے کا خطرہ ہو یا بیماری کے بڑھ جانے کا احتمال قوی ہو یا ایسی شدید پیاس لگی کہ مر جانے کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں روزہ توڑ دینا جائز بلکہ واجب ہے۔ البتہ صحت ہو جانے پر قضا لازم ہے۔

مسئلہ جن کا روزہ فاسد ہو جائے ان پر اور حیض ونفاس والی پر جب دن میں پاک ہوں نابالغ پر جب دن میں بالغ ہو۔ مسافر پر جب دن میں مقیم ہو واجب ہے کہ پورے دن روزہ دار کی طرح رہیں۔

مسئلہ: نابالغ جو بالغ ہوا کافر جو مسلمان ہوا ان پر اس دن کی قضا واجب نہیں۔

روزہ کے مکروہات:

کسی چیز کا بلا عذر چکھنا چبانا بایں طور کہ حلق سے نیچے نہ اُترے۔ جھوٹ چغلی، غیبت، گالی گلوچ، کوسنا، ناحق ایذا دینا، بے ہودہ فضول بکنا، چیخنا چلانا، کسی بھی خلافِ شرع کام میں مصروف ہونا یا منہ میں بہت سا تھوک جمع کر کے نگل جانا، کلی اور ناک میں پانی ڈالنے سے مبالغہ کرنا۔ یہ تمام امور مکروہات روزہ سے ہیں۔ اگرچہ ان باتوں کے ارتکاب سے روزہ فاسد نہیں ہوتا تاہم جب آدمی نے روزہ رکھا ہے جو ایک قسم کی مشقت ہے۔ بھوک کی تکلیف اُٹھا رہا ہے تو مذکورہ بالا چیزوں سے پرہیز ہی کرنا چاہیے تاکہ روزہ کے ثواب میں اضافہ ہو۔

ان صورتوں میں روزہ فاسد نہیں ہوگا:

بھول کر کھانا پینا، جماع کرنا، بلا اختیار گردو غبار، دھواں، مکھی یا مچھر کا حلق میں چلا جانا بوقتِ غسل کان میں پانی کا پڑ جانا، خود بخود قے آجانا، خواہ منہ

بھر کر ہو۔ آنکھ میں دوائی ڈالنا، دن میں سوتے ہوئے احتلام ہو جانا، دانتوں میں جو چیز رہ گئی چنے کی مقدار سے کم ہو اس کو نگل لینا، تل دانتوں میں رہ گیا اس کو نگل لیا، بیوی کا بوسہ لیا، چھوا اور انزال نہ ہوا، ان سب صورتوں میں روزہ فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ: بحالت روزہ سرمہ لگانا، سر اور بدن پر تیل ملنا، مسواک کرنا، خوشبو عطر وغیرہ سونگھنے سے روزہ فاسد نہ ہوگا اور نہ یہ باتیں روزہ کو مکروہ نہیں کرتیں۔

روزہ کے مفسدات:

کلی کرنے میں پانی حلق کے نیچے اُتر گیا، ناک میں پانی ڈالنے میں دماغ تک چڑھ گیا۔ قصداً منہ بھر کھانے، پیپ یا خون کی قے، منہ بھر قے خود آئی اور چنے برابر یا زیادہ نگل لی چنے برابر یا زیادہ کھانا دانتوں میں اٹکا تھا نگل گیا۔ ناک میں دوا ٹرک کی، کان میں دوا یا تیل ڈالا، حقنہ لیا، صبح صادق کے قریب یا بھول کر جماع میں مشغول تھا۔ صبح ہونے پر یا یاد آنے پر الگ نہ ہوا۔ مباشرت فاحشہ کرنے، بوسہ لینے، چھونے سے انزال ہو گیا۔ حقہ بیڑی، سگرٹ سگار وغیرہ پینے، پان کھانا اگرچہ پیک تھوک دے، حلق تک نہ جائے۔ ان تمام صورتوں میں روزہ دار ہونا یاد ہے تو روزہ جاتا رہا اور قضا لازم ہے۔ دانتوں سے خون نکلا اور حلق میں داخل ہو گیا۔ اگر تھوک غالب ہو تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر خون غالب ہے تو روزہ فاسد ہوا۔ قصداً دُھواں پہنچایا خواہ وہ کسی چیز کا ہو اگر بتی سلگتی تھی اس کے دھوئیں کو ناک میں کھینچا۔ منہ میں رنگین ڈورا رکھا۔ تھوک رنگین ہو گیا۔ اس کو نگل لیا یا منہ میں نسوار لی ان صورتوں میں روزہ جاتا رہا۔ قضا لازم ہے۔

مسئلہ:

کان میں تیل ٹپکا دیا یا دماغ کی جھلی تک زخم تھا دوا لگائی اور دماغ تک

پہنچ گئی یا حقہ یا ناک سے دوا چڑھائی یا پتھر، کنکر، روئی، کاغذ، گھاس وغیرہ ایسی چیز کھائی جس سے لوگ گھن کرتے ہیں یا رمضان المبارک میں بلانیت روزہ کی طرح رہا یا صبح کو نیت کی تھی یا دن میں زوال سے پیشتر نیت کی اور بعد نیت کھا لیا یا روزہ کی نیت کی تھی۔ مگر روزہ رمضان کی نیت نہ تھی یا اس کے حلق میں مینہ کی بوند یا اولہ چلا گیا۔ بہت سے آنسو یا پسینہ نگل گیا۔ ان صورتوں میں صرف روزہ کی قضا لازم ہے۔ کفارہ نہیں۔ انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن روزہ کی صورت میں نہ چاہیے کہ تعریض علی الفساد ہے۔ ہاں اگر جوفِ دماغ یا جوفِ معدہ میں انجکشن سے دوا یا غذا بعینہٖ پہنچے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ قصداً اگر روزہ یاد ہوتے ہوئے کھایا پیا یا جماع کیا۔ بھول کر کھا پی رہا تھا۔ روزہ یاد آنے پر یا سحری کھا رہا تھا۔ صبح صادق ہونے پر منہ کا نوالہ یا گھونٹ نگل گیا تو روزہ جاتا رہا۔ قضا و کفارہ دونوں واجب ہو گئے اسی طرح جس کو حقہ کی عادت ہو اس نے بحالتِ روزہ حقہ سگریٹ پیا تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں۔

روزہ کا فدیہ:

ہر روزہ کے بدلے ہر روز دونوں وقت مسکین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانا یا صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دینا۔

روزہ کا کفارہ:

باندی غلام آزاد کرنا (یہ یہاں کہاں) تو پے در پے ساٹھ روزے رکھنا۔ اس کی بھی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت بھر کر کھانا کھلانا۔

صدقۂ فطر:

ہر ایسے مسلمان پر جو حاجتِ اصلیہ سے فاضل نصاب کے برابر مال کا

مالک ہے۔ اپنی طرف سے اور اپنے بچوں کی طرف سے جن کا نان نفقہ اس کے ذمہ ہے، صدقہ فطر دینا واجب ہے۔

افطار:

افطار میں جلدی سنت و موجب برکت ہے۔ غروب کا غالب گمان ہونے پر افطار کرلیا جائے۔ ابر میں جلدی نہ کی جائے۔ نماز سے پہلے افطار کریں کھجور چھوہارے، یہ نہ ہوں تو پانی سے۔ ان تینوں سے سنت ہے۔ کھانے میں مشغول ہوکر نماز میں تاخیر نہ کریں۔ مرد جماعت کھانے کی وجہ سے نہ چھوڑیں۔ وقت افطار یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ لَكَ صُمْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَعَلَیْكَ تَوَكَّلْتُ وَعَلٰی رِزْقِكَ اَفْطَرْتُ فَاغْفِرْلِیْ مَاقَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ۔

مسائل تراویح:

۲۰ رکعت تراویح ہر غیر معذور مرد و عورت کے لئے سنت ہے۔ مستورات گھر میں پڑھیں اور مردوں کے لئے مسجد میں جماعت سے پڑھنا سنت کفایہ ہے۔ نیت سنتِ تراویح کریں تراویح کا وقت فرض عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔ قبل وتر پڑھیں یا بعد وتر پڑھیں۔ مسئلہ ہر چار رکعت تراویح کے بعد بقدر چار رکعت بیٹھنا اور تسبیح وتہلیل یا درود شریف پڑھنا مستحب ہے جامع الرموز میں تین بار اس تسبیح کا پڑھنا مستحب لکھا ہے۔

سُبْحَانَ ذِی الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّةِ وَالْعَظْمَةِ وَالْهَیْبَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِیَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَنَامُ وَلَا یَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَنَسْئَلُكَ

الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ۔

مسئلہ: تراویح کے بعد لوگوں کو بیٹھنا ناگوار ہو تو نہ بیٹھیں۔

مسئلہ: تراویح جماعت کے ساتھ گھر میں پڑھی جائیں تو جماعت کا ثواب مل جائے گا۔ مگر مسجد کے ثواب سے محروم رہے گا۔

مسئلہ: اگر اپنی مسجد میں ختم قرآن نہ ہو یا جماعتِ تراویح نہ ہو یا دوسری جگہ امام خوش الحان خوش عقیدہ صحیح خواں متبع سنت ہو اور ان وجوہ سے مسجد محلہ چھوڑ کر دوسری جگہ جائے جائز ہے۔

مسئلہ: امام محلہ بدعقیدہ ہو تو دوسری مسجد میں جانا ضروری ہے۔

مسئلہ: ایک امام کو دو مسجدوں میں پوری تراویح پڑھانا جائز نہیں۔

مسئلہ: ایک امام کے پیچھے پوری تراویح پڑھنا افضل ہے۔

مسئلہ: اگر کسی نے عشاء کی نماز جماعت سے نہیں پڑھی تو اس کو وتر جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ اگرچہ وتر ادا ہو جائیں گے۔

احکام اعتکاف:

۲۰ رمضان المبارک کی عصر سے عید کا چاند دیکھنے تک اعتکاف کرنا سنت مؤکدہ کفایہ ہے۔ یعنی تمام شہر کے یا تمام محلہ کے مسلمانوں سے ایک شخص بھی اگر اعتکاف کرے گا تو سب بری الذمہ ہو جائیں گے گو ثواب سے محروم رہیں گے لیکن ترک سنتِ کا الزام کسی پر نہ رہے گا۔

مسئلہ: اعتکاف ایسی مسجد میں کرنا چاہیے جس میں پانچ وقت نماز جماعت سے ہوتی ہو۔

مسئلہ: بعد نیت اعتکاف حد مسجد سے نکلنا۔ بجز انسانی حاجتوں اور شرعی

ضرورتوں کے حرام ہے۔

مسئلہ: انسانی حاجتیں، پیشاب پاخانہ اور نہانا ہے (اگر نہانے کی حاجت ہو) اور استنجا کرنا اور وضو کرنا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی گھر سے مسجد میں کھانا لانے والا نہ ہو تو کھانے کے واسطے بعد مغرب گھر تک جانا جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ کھانا گھر سے لائے اور مسجد میں کھائے۔

مسئلہ: اور حاجات شرعی نماز جمعہ ہے۔ لہٰذا نماز جمعہ کو ایسے وقت جائے کہ وہاں جا کر چار سنتیں پڑھ کر خطبہ سن لے اور بعدہٗ چھ رکعت سنت پڑھے۔ بلا ضروریات مذکورہ معتکف کو مسجد سے باہر نکلنا مکروہ ہے مگر جب تک کہ آدھے دن سے زیادہ مسجد سے باہر نہ رہے گا اعتکاف نہ ٹوٹے گا۔ اعتکاف میں معتکف کو کھانا پینا سونا، دین کی کتابوں کا پڑھنا پڑھانا مسائل دینی کا بیان کرنا، بزرگانِ دین انبیاء کرام کے حالات بیان کرنا۔ اگر ضرورت پڑے تو بغیر لائے مال کے مسجد میں خرید وفروخت جائز ہے۔

لیلۃ القدر:

سال کی راتوں میں شبِ قدر افضل ترین ہے۔ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ اس رات اللہ تعالیٰ کی رحمتِ خصوصی طور پر متوجہ نمائش ہوتی ہے تلاوت قرآن ذکر الٰہی، درود شریف کی کثرت کیجئے۔ جتنی توفیق ہو نفل پڑھیے اور اس رات میں کثرت سے یہ وظیفہ پڑھیے جو کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ کو تعلیم فرمایا تھا۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ (ترمذی)

سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ رمضان المبارک کی ستائیسویں رات ہے۔ سورۂ قدر میں اس کی جانب دو طرح اشارہ فرمایا اول یہ کہ سورۂ قدر تیس کلموں پر مشتمل ہے۔ ان میں ستائیسواں کلمہ لفظ ہی ہے جو لیلۃ القدر کی تعبیر ہے۔ دوسرے یہ کہ سورۂ قدر میں نو حروف مکتوبی ہیں اور لفظ لیلۃ القدر کو سورۂ قدر میں تین مرتبہ بیان فرمایا۔ نو کو تین میں ضرب دینے سے ستائیس حاصل ہوئے۔ اس کو شب قدر اس واسطے کہتے ہیں کہ اس شب میں جو نیک اعمال کئے جاتے ہیں۔ ان کی اللہ تعالیٰ کے نزدیک قدر و منزلت ہوتی چنانچہ اس شب میں ایک نیک عمل کا ثواب ان تیس ہزار اعمال کے ثواب سے زیادہ ہے جو دوسرے اوقات میں کیے جائیں۔

چونکہ صراحۃً کسی حدیث میں متعین نہیں فرمائی گئی۔ اس لئے صحابہ وعلماء نے اپنے علم کے اعتبار سے مختلف تاریخیں بیان فرمائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی اوپر گزرا کہ وہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ ہمارے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ رمضان ہی میں ہوتی ہے اور اکثر و بیشتر رمضان کی آخری دس تاریخوں میں۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر میں بعد نماز عشاء سات مرتبہ سورہ اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے جنت کی دعا کریں گے اور جو شخص جمعہ کے دن نماز سے پہلے اس کو تین مرتبہ پڑھے گا تو اس کے نامۂ اعمال سے ان لوگوں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی جنہوں نے اس دن نمازِ جمعہ ادا کی۔

بعض علماء کرام نے فرمایا کہ جو شخص اس شب میں چار رکعت اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورہ اَلْحَمْد شریف کے بعد سورہ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ ایک

مرتبہ اور سورہ اخلاص تین مرتبہ تو اللہ تعالیٰ موت کی سختی آسان فرما دے گا اور اس سے عذابِ قبر دور کر دیا جائے گا اور جنت میں نور کے چار ستون ملیں گے۔ ہر ستون پر ایک ہزار محل ہوں گے۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ شبِ قدر میں فرشتوں کی جماعتیں یکے بعد دیگرے نازل ہوتی ہیں اور حضرت جبرئیل امین علیہ السلام بھی تشریف لاتے ہیں۔ ان کے ساتھ چار جھنڈے ہوتے ہیں۔ ایک کو سید عالم ﷺ کے روضۂ پاک پر نصب فرماتے ہیں۔ دوسرے کو بیت اللہ شریف پر۔ تیسرے کو بیت المقدس پر۔ چوتھے کو طور پر نصب فرماتے ہیں اور ہر مومن مرد اور عورت کے مکان میں داخل ہو کر اس کو سلام فرماتے ہیں۔ مگر ہمیشہ شراب پینے والے اور خنزیر کا گوشت کھانے والے اور رشتہ قطع کرنے والے اس سلام سے مشرف نہیں کیے جاتے۔ دوسرے فرشتے بھی ہر اس بندے کو سلام کرتے ہیں جو کھڑے یا بیٹھے ذکر الٰہی میں مشغول ہو۔

حضرت ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب سے بالغ ہوا ہوں رمضان شریف میں شب قدر پاتا ہوں۔ میرا تجربہ ہے کہ اگر پہلی تاریخ رمضان کی اتوار یا بدھ کو ہوتی ہے تو شب قدر انتیسویں کو ہوتی ہے اور جب پیر کو پہلی ہوتی ہے تو اکیسویں شب کو شبِ قدر ہوتی اور جمعہ یا منگل کی پہلی ہو تو ستائیسویں رات کو شب قدر ہوتی ہے اور جب جمعرات کی پہلی ہوتی ہے تو پچیسویں رات کو لیلۃ القدر ہوتی ہے لیکن اکثر احادیث سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ستائیسویں شب کو ہوتی ہے۔

جمعۃ الوداع:

حضور سید عالم نور مجسم ﷺ کے ارشاد کے مطابق جمعہ کا دن سید الایام اور تمام دنوں سے افضل ہے، آپ نے فرمایا جس شخص کا یہ دن سلامتی و رحمت و عبادت و ریاضت میں گزرا اور اللہ تعالیٰ اسے ہفتہ بھر کی آفات و بلیات سے محفوظ رکھے گا۔ ایک حدیث میں ہے اَلْجُمُعَةُ عِيْدٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ جمعہ مسلمانوں کی عید ہے۔ جمعے اور عید میں بہت سے امور مشترک ہیں۔ جمعے کے دن غسل کرنا، اُجلا لباس پہننا اور خوشبو لگانا سنت ہے اور یہ چیزیں عید کے دن بھی مسنون ہیں۔ جمعہ اور عید دونوں میں باجماعت دو دو رکعت ہیں دونوں میں اجتماعیت ہے اور خطبہ لازمی ہے۔ جمعے کی قضا ہے نہ عید کی اگر جماعت فوت ہو جائے تو تنہا آدمی جمعہ ادا نہیں کر سکتا۔ جمعہ قضا ہو جائے تو ظہر پڑھی جائے۔ قرآن مجید میں جمعہ کے احکام سورۂ جمعہ میں بیان ہوئے ہیں۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن ایک ساعت آتی ہے جس میں ہر دعا قبول ہوتی ہے۔ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں وہ ساعت نماز عصر کے بعد آتی ہے اور اس شخص کو نصیب ہوتی ہے جو عصر کی نماز سے فراغت کے بعد مغرب کی نماز کے انتظار میں لگا رہے۔ ذکر وفکر میں مشغول رہے اور اپنے مقصد کو پیش نظر رکھے۔ یہاں تک کہ مغرب کی اذان ہو جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کی نماز کی ادائیگی کے لئے سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اونٹ کے صدقہ کے برابر ثواب دیتے ہیں۔ دوسرے نمبر پر جانے والے کو گائے کے صدقہ کے برابر ثواب دیتے ہیں۔ تیسرے نمبر پر جانے والے کو مینڈھے کے برابر۔ چوتھے نمبر پر جانے والے کو مرغی کے صدقہ کے برابر اور

پانچویں نمبر پر جانے والے کو ایک انڈے کے صدقے کے برابر ثواب ملتا ہے اور جب خطیب خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے تو فرشتے بھی سننے کے لئے مسجد میں داخل ہو جاتے ہیں یہ صرف جلدی جانے کا ثواب ہے اور نماز کا ثواب الگ ہے اور وہ بہت زیادہ ہے۔ ارشادِ رسالت مآب ﷺ ہے کہ جمعہ کی نماز ادا کرنے والے کے وہ تمام گناہ جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہوئے ہیں بخش دیئے جاتے ہیں۔

جمعۃ المبارک کسی بھی ہفتے کا ہو مومنوں کے لئے باعثِ برکت و رحمت اور موجب نجات و مغفرت ہے، لیکن رمضان المبارک کا آخری جمعہ جو جمعۃ الوداع کے نام سے مشہور ہے نُوْرٌ عَلٰی نُوْر اور قرآن السعدین ہے۔ جمعۃ الوداع مسلمانوں کی عظمت و شوکت ہے ہیبت و جلالت کا عظیم مظہر ہے۔ اس دن لوگ انبوہ در انبوہ جامع مساجد کی طرف اللہ تعالیٰ عزوجل کا نام بلند کرتے ہوئے نکلتے ہیں۔ ایسے میں ملائکہ انہیں اپنے جھرمٹ میں لے لیتے ہیں اور حریم ناز سے رحمت و مغفرت کی بارش ہوتی ہے۔ جمعۃ الوداع کا یہ مبارک دن بلاشبہ دعاؤں کی مقبولیت کا دن ہے۔ اس دن امتِ مسلمہ کی فلاح و بہبود اور عالم اسلام کے عزت و غلبہ کے لئے خصوصی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

قضاء عمری:

بعض لوگ اس دن قضاء عمری نام کی کوئی نماز بھی ادا کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں عمر بھر کی قضائیں دو رکعت نفل سے ادا ہو جاتی ہیں۔

عوام میں یہ خیال نامعلوم کیسے اور کہاں سے رواج پا گیا۔ بہرحال مسئلہ یہ ہے کہ جو نمازیں رہ گئی ہیں وہ جمعۃ الوداع کی قضاء عمری کے دو نفل سے ادا نہیں

ہو سکتیں۔ اس کے لئے بہرحال ان فوت شدہ نمازوں کی قضا ضروری ہے۔

عید کی سنتیں:

غسل کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، عمدہ لباس پہننا، عیدگاہ کو پیادہ پا جانا، ایک راہ سے جانا اور دوسری راہ سے واپس ہونا، عید الفطر میں عیدگاہ جانے سے قبل کوئی شیریں چیز کھجور وغیرہ کھانا (اسی بناء پر ہمارے ملک میں سویاں مروج ہیں کہ کھانا شیریں ہو اور سنت بھی ادا ہو جائے) اور عید الضحیٰ میں قبل نماز کچھ نہ کھانا۔

مباحات اور مستحبات:

صدقہ کی کثرت کرنا، باہم ملنا، مبارک باد دینا، خوشی کا اظہار کرنا، مصافحہ اور معانقہ کرنا۔

عید کی نماز کا وقت:

عید کی نماز کا وقت آفتاب کے بقدرِ نیزہ بلند ہونے سے زوال تک ہے۔ اگر نماز پڑھنے میں زوال کا وقت آ گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

نمازِ عیدین:

عید کی دو رکعت نماز ہر عاقل بالغ مقیم تندرست پر شہر میں واجب ہے۔ گاؤں میں عید اور جمعہ کی نمازیں جائز نہیں۔ مگر وہ بڑے گاؤں یعنی قصبے جو شرعاً شہر کا حکم رکھتے ہیں۔ ان میں جمعہ اور عید دونوں کی نمازیں جائز ہیں۔ جمعہ اور عید دونوں کی نمازوں کی صحت اور ادا کی شرطیں ایک ہیں مگر یہ فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ فرض ہے اور عیدین میں سنت۔ دوم جمعہ میں خطبہ نماز سے قبل ہے اور یہاں نماز کے بعد اگر کسی نے عید کی نماز کے بعد خطبہ نہ پڑھا یا نماز سے قبل پڑھ لیا

دونوں صورتوں میں نماز تو ہوگئی مگر یہ شخص گناہگار رہا۔

کلمات تکبیر:

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ط

نویں ذوالحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز کے فوراً بعد یہی تکبیر ایک بار کہنا واجب اور تین بار کہنا افضل ہے۔ اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں۔

ترکیب نماز عید الفطر:

نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر واجب کی چھ زائد تکبیروں کے ساتھ اس امام کے پیچھے کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے پھر کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر پڑھ کر ہاتھ باندھ لے اور ثنا پڑھے۔ پھر دو مرتبہ کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر کہتے ہوئے چھوڑ دے۔ تیسری مرتبہ کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر پڑھ کر ہاتھ باندھ لے اور بطریق معہود ایک رکعت پڑھے۔ دوسری رکعت میں بعد قرأت قبل رکوع تین مرتبہ کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر کہتا ہوا چھوڑ دے۔ چوتھی بار بغیر ہاتھ اُٹھائے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع کرے اور حسب دستور نماز پوری کرے۔ نماز کے بعد امام خطبہ پڑھے۔ تمام مقتدی سنیں اور خاموش رہیں خواہ خطبہ کی آواز پہنچے خواہ نہ پہنچے۔ بعد خطبہ دعا مانگیں۔ سلام۔ مصافحہ و معانقہ کریں۔

صدقۂ فطر:

(۱) ہر صاحب نصاب پر اپنی اور اپنے بچوں کی طرف سے ۲ سیر تین چھٹانک گندم واجب ہے۔ گندم کی قیمت بھی دے سکتے ہیں۔ اس کا مصرف وہی ہے جو زکوۃ کا ہے۔

(۲) نابالغ اور مجنوں مالکِ نصاب پر صدقہ فطر واجب ہے۔ ان کا سرپرست

ان کے مال سے ادا کرے۔

(۳) صدقہ ادا کرنے سے روزہ میں جو خلل واقع ہوا اس کی تلافی ہو جاتی ہے۔

(۴) عورت مالکِ نصاب ہو تو اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے۔

(۵) صدقۂ فطر فجر عید کی طلوع کے بعد واجب ہوتا ہے جو اس سے پہلے مر گیا اس سے صدقہ واجب نہیں۔ اور جو اس سے پہلے پیدا ہوا اس کا صدقہ واجب ہے۔

(۶) روز عید سے پہلے بھی صدقۂ فطر کا دینا جائز ہے۔ وہ بوڑھا یا مریض جس سے روزہ ساقط ہو گیا ہے صدقۂ فطر اس پر بھی واجب ہے۔

(۷) مستحب یہ ہے کہ فطرانہ عیدگاہ جانے سے پہلے پہلے ادا کر دیا جائے۔

شوال کے روزے:

حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھ لیے تو اس کو پورے سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ ان روزوں کا متفرق رکھنا افضل ہے اور اگر متواتر چھ روزے رکھ لیے تو بھی حرج نہیں۔

عقائد، عبادات، معاملات
اخلاق، معاشرت سے متعلق قرآن وحدیث
اور فقہ حنفی کی روشنی میں اسلامی تعلیمات کا قابل مطالعہ مجموعہ

دینِ مصطفیٰ ﷺ

تصنیف لطیف

امیر اہل سنت شارح بخاری
حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز
(ستارہ امتیاز حکومت پاکستان)

باہتمام

صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف رضوی ایم اے
امیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف ٥ لاہور

رضوان کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور
Cell: 0300-8038835, 0300-9492310
042-37114729

سُبْحَانَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ٥

معراج النبی ﷺ

تصنیف لطیف

امیر اہل سنت شارح بخاری
حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز
(ستارہ امتیاز حکومت پاکستان)

باہتمام

صاحبزادہ پیر سید مصطفیٰ اشرف رضوی ایم اے
امیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف ٥ لاہور

رضوان کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور
Cell: 0300-8038838, 0300-9492310
Tel: 042-37114729
Web: www.hizbulahnaf.com

اس کتاب میں حج و زیارات، اسوۂ ابراہیمی عید الاضحی اور اس کے مسائل و احکام، ماہِ محرم کے مسائل و احکام، واقعہ کربلا، عید میلاد النبی ﷺ ماہِ رجب کے برکات، شب برات، ماہِ شعبان کے فضائل، ماہِ رمضان کے مسائل، روزہ، تراویح عید الفطر، ایسی اسلامی تقریبات پر کتاب و سنت کی روشنی میں مفصل و مکمل بحث کی گئی ہے۔ اور اس سلسلے میں خلفائے اربعہ، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ، سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ، سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ، حسنین کریمین رضی اللہ عنہما، ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا، سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ، حضور سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ، ایسے مشاہیر اسلام بزرگانِ دین کی تاریخ وفات، سیرت و صورت، سوانح حیات اور ان کی قومی و ملی کارناموں کو بیان کیا گیا ہے۔

اسلامی تقریبات

تصنیف لطیف

امیر اہل سنت شارح بخاری

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز

(ستارۂ امتیاز حکومت پاکستان)

باہتمام

صاحبزادہ پیر سید مصطفےٰ اشرف رضوی ایم اے

امیر مرکزی دار العلوم حزب الاحناف ○ لاہور

رضوان کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838, 0300-9492310
042-37114729

حضور، ہادی عالم، نور مجسم، حبیب کبریاء، سرور انبیاء

حضرت محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کا

ایمان افروز مجموعہ

روشنی

تصنیف لطیف

شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز

امیر و شیخ الحدیث مرکزی دار العلوم حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور

باہتمام

صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی

ناظم اعلیٰ دار العلوم حزب الاحناف لاہور

رضوان کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838, 0300-9492310
042-37114729

قرآن وحدیث اور فریقین کی معتبر مذہبی و تاریخی کتب سے
صحابہ کرام خصوصاً حضرات خلفاء راشدین علیہم الرحمت والرضوان
کے فضائل و مناقب دینی و ملی خدمات اور انکی سوانح حیات

تصنیف لطیف

شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز

امیر و شیخ الحدیث مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور

باہتمام

صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی

ناظم اعلیٰ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

رضوان کتب خانہ
گنج بخش روڈ لاہور
Cell: 0300-8038838, 0300-9492310
042-37114729

امیر اہل سنت شارح بخاری

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز

(ستارۂ امتیاز حکومت پاکستان، امیر و شیخ الحدیث مرکزی دار العلوم حزب الاحناف)

کی یادگار تصانیف

فتاویٰ برکات العلوم

خصائص مصطفیٰ

معراج النبی

شانِ مصطفیٰ

فیوض الباری شرح صحیح بخاری

مقامِ مصطفیٰ

شانِ صحابہ

روشنی

سیدی ابو البرکات

دینِ مصطفیٰ

اسلامی تقریبات

مسائل نماز

بصیرت

فرح ایمان

لمحاتِ فکر

رضوان کُتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور

فون: 042-37114729 موبائل: 0300-8038838

ویب سائٹ: www.hizbulahnaf.com